فضائل حفظِ القرآن
حفظِ قرآن کے فضائل
تلاوتِ قرآن کے فضائل
معلّمین وطلبائے حفظ کے فضائل
حُفّاظ کے والدین کے انعامات
قرآنی عجائبات کا نادر خزانہ
تصنیف
مولانا امداد اللہ انور
دار المعارف ملتان
www.raahehaq313.wordpress.com
راہ حق
RaaH_e_HaQ

فضائل حفظ القرآن

تالیف

مولانا امداد اللہ انور

ناشر

دار المعارف ملتان

نام کتاب : فضائل حفظ القرآن

تاریخی نام : اعجاز فضائل حفظ ۱۹۹۱ء

مترجم : علامہ مفتی محمد امداداللہ انور دامت برکاتہم
رئیس التحقیق والتصنیف دارالمعارف ملتان
استاذ تخصص فی الفقہ جامعہ قاسم العلوم ملتان
سابق معین التحقیق، مفتی جمیل احمد تھانوی جامعہ اشرفیہ لاہور
سابق معین مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان
سابق استاذ جامعہ دارالعلوم الاسلامیہ لاہور

ناشر : مولانا امداداللہ انور دارالمعارف ملتان

اشاعت اول : صفحات ۲۰۸ — رجب ۱۴۱۲ھ۔

اشاعت دوم : صفحات ۲۳۲ — ربیع الاول ۱۴۲۴ھ

اشاعت : صفحات ۳۳۶ — ربیع الثانی ۱۴۲۸ھ اپریل ۲۰۰۷ء

روپے

ملنے کے پتے

مولانا مفتی محمد امداد اللہ انور جامعہ قاسم العلوم، گلگشت ملتان

مکتبہ رحمانیہ اقرأ سنٹر اردو بازار لاہور	نور محمد کارخانہ تجارت کتب آرام باغ کراچی
مکتبۃ العلم اردو بازار لاہور	بیت القرآن اردو بازار کراچی
صابر حسین شمع بک ایجنسی اردو بازار لاہور	اسلامی کتب خانہ بنوری ٹاؤن کراچی
مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور	مکتبہ رشیدیہ اردو بازار کراچی
مکتبہ الحسن حق سٹریٹ اردو بازار لاہور	مکتبہ زکریا بنوری ٹاؤن کراچی
ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور	مکتبہ فریدیہ جامعہ فریدیہ E/7-اسلام آباد
بک لینڈ اردو بازار لاہور	مکتبہ رشیدیہ راجہ بازار راولپنڈی
مکتبہ قاسمیہ اردو بازار لاہور	مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ
مولانا اقبال نعمانی سابقہ طاہر نیوز پیپر صدر کراچی	مکتبہ عارفی جامعہ امدادیہ ستیانہ روڈ فیصل آباد
مظہری کتب خانہ، گلشن اقبال، کراچی	مکتبہ مدینہ بیرون مرکز رائے ونڈ
فیروز سنز، لاہور۔ کراچی	مدرسہ نصرت العلوم گھنٹہ گھر گوجرانوالہ
مکتبہ دار العلوم کراچی ۱۴	مکتبہ رشیدیہ نزد جامعہ رشیدیہ ساہیوال
قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی	ادارہ تالیفات اشرفیہ چوک فوارہ ملتان
اسلامی کتب خانہ بنوری ٹاؤن کراچی	مکتبہ امدادیہ نزد خیر المدارس ملتان
دار الاشاعت اردو بازار کراچی	عتیق اکیڈمی بوہڑ گیٹ ملتان
ادارۃ المعارف دار العلوم کراچی ۱۴	بیکن بکس اردو بازار گلگشت ملتان
فضلی سنز اردو بازار کراچی	مکتبہ حقانیہ نزد خیر المدارس ملتان
درخواستی کتب خانہ بنوری ٹاؤن کراچی	مکتبہ مجیدیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

اور ملک کے بہت سے چھوٹے بڑے دینی کتب خانے

فہرست

☆	چودھواں باب **آداب طالب علم**	۲۴۹
۱	قاضی شریح کا ادب اور حضرت علیؓ کی دعا .... حکایت نمبر ۱	۲۴۹
۲	استاذ کے پاس اپنے علم کی اصلاح .... حکایت نمبر ۲	۲۴۹
۳	استاد کا احترام .... حکایت نمبر ۳	۲۵۰
۴	طالب علم ساتھیوں کا باہمی ایثار .... حکایت نمبر ۴	۲۵۰
۵	صحبت کے قابل استاد .... حکایت نمبر ۵	۲۵۱
۶	عالم سے کثرت سوال اور اس کی بات رد نہ کرنا حکایت نمبر ۶	۲۵۲
۷	استاذ بنانے کے قابل لوگ .... حکایت نمبر ۷	۲۵۲
۸	علم کیلئے راحت پسندی چھوڑ دو .... حکایت نمبر ۸	۲۵۳
۹	استاد کا امتحان نہ لو .... حکایت نمبر ۹	۲۵۳
۱۰	بڑے علماء کی قدر .... حکایت نمبر ۱۰	۲۵۴
۱۱	زیادہ استادوں سے پڑھنے کا فائدہ .... حکایت نمبر ۱۱	۲۵۵
۱۲	وقت سے پہلے علم کی مجلس لگانا .... حکایت نمبر ۱۲	۲۵۶
۱۳	قدیم طالب علم کی صفات .... حکایت نمبر ۱۳	۲۵۶
۱۴	عالم اکابر کے اعتماد کے ساتھ دین کا کام کرے حکایت نمبر ۱۴	۲۵۶
۱۵	چار قسم کے لوگوں سے علم حاصل نہ کرو .... حکایت نمبر ۱۵	۲۵۷
۱۶	آداب طالب وعالم .... حکایت نمبر ۱۶	۲۵۷
۱۷	طالب علم سب برابر ہیں .... حکایت نمبر ۱۷	۲۵۸

حرف آغاز

ایک عرصہ سے احقر کے دل میں یہ خواہش موجزن تھی کہ "حفظ قرآن" کے متعلق جو "فضائل" احادیث مبارکہ میں وارد ہوئے ہیں ان کو ایک مختصر کتاب کی شکل میں مرتب کردیا جائے تا کہ ان کے حصول کے لئے اہل اسلام میں قرآن پاک حفظ کرنے کرانے کا خوب ذوق شوق پیدا ہواور حفظ کے جوفوائد اور ثمرات اللہ پاک نے مقرر فرمائے ہیں' ان کے مطالعہ سے یہ خیال فاسد دل سے نکل جائے کہ قرآن پاک کا حفظ کرنا دماغ سوزی اور وقت ضائع کرنا ہے۔ لیکن اپنی کم علمی کے سبب اس خواہش کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کی ہمت نہ ہوئی پھر اس کام کے لئے کتب حدیث کا ایک عظیم کتبہ خانہ بھی درکار تھا جس سے فضائل حفظ کی احادیث کا مطالعہ کیا جا سکے جو مجھے میسر نہ تھا احقر نے عرصہ چھ سال "احکام القرآن" کی تحقیق اور تالیف کے کام میں حضرت اقدس مفتی جمیل احمد صاحب دامت الطافہ کا تعاون کیا اور ان کی خصوصی توجہات اور تعلیم نے کچھ حوصلہ دیا جس کے نتیجہ میں محض نصرت خداوندی پر یقین اور بھروسہ رکھتے ہوئے احقر نے مختلف کتب سے مواد جمع کیا اور پوری محنت صرف کر کے اس کا مواد آسان شکل میں مرتب کرلیا۔

چونکہ "فضائل حفظ القرآن" کے موضوع پر اردو، عربی، فارسی میں کوئی کتاب نہیں لکھی گئی اس لئے ضرورت کے مطابق اس کتاب کو جامع بنانے کے لئے لاہور کی بڑی بڑی لائبریریوں کو چھان مارا اور اس جامعیت کی حرص نے تفسیر، حدیث، فقہ وغیرہ کی اہم اور متداول کتب بغیر مطالعہ کے نہ رہنے دیں چنانچہ اکثر کتب حدیث وغیرہ سے اس کے مواد کو جمع کیا جن کی

تعداد تقریباً دو سو تک پہنچی ہے۔ ان میں سے اکثر کتابوں اور مصنفین کے اسماء گرامی کتاب کے آخر میں نقل کر دئے ہیں ان کو وہاں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

احقر کی چونکہ یہ پہلی کتاب ہے اور علمی بے بضاعتی کا بھی خوب احساس ہے اللہ تعالیٰ احقر کی خطاؤں سے درگزر فرمائے۔ اور علماء کرام سے خصوصی درخواست ہے کہ اس کتاب میں جہاں کہیں کسی قسم کی غلطی پائیں تو مطلع فرما کر ممنون فرماویں آئندہ طباعت میں اس کی اصلاح کر دی جائے گی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کتاب کو اپنی جناب میں شرف قبولیت اور اہل اسلام میں مقبولیت عطاء فرمائیں اور احقر کو اپنی کتاب مبین کے خدام میں شمار فرماتے ہوئے اس کو نہ صرف میرے لئے بلکہ میرے والد محترم حضرت مولانا عزیز اللہ صاحب رحمانی مدظلہ و دامت الطافہ و دعواتہ، محترمہ والدہ مرحومہ سلام اللہ علیہا اور حضرت شیخی و مربی و مخدومی حضرت استاذی مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی دامت الطافہم اور میرے تمام اکابر اور احباب کے لئے ذخیرہ آخرت بنائے اور حفظ قرآن کے فضائل و برکات سے بہرہ ور فرمائے۔ آمین

احقر امد: اللہ انور غفرلہ

ساکن: عنایت پور - جلال پور پیر والا ملتان

۳۰/ رجب ۱۴۱۲ھ - ۵ فروری ۱۹۹۲ء

انتباہ

آج سے پندرہ سال پہلے جب احقر نے فضائل حفظ القرآن لکھی تھی اس وقت اس موضوع پر کوئی کتاب دستیاب نہیں تھی تمام مواد بڑی محنت سے اصل مآخذ سے تالیف وتصنیف کیا گیا تھا کتاب کے اس اچھوتے موضوع کی وجہ سے قاری محمد طاہر رحیمی صاحب مدظلہ نے ایک کتاب ''فضائل حفاظ القرآن'' تیار کی بجائے اس کے کہ وہ اپنی اچھی علمی شہرت کو صحیح استعمال کرتے انہوں نے اصلی اسلامی مآخذ سے استفادہ اور محنت کرنے کے بجائے اکثر اردو کتابوں کو سامنے رکھ کر ضخیم کتاب بنا دی اور سیارہ ڈائجسٹ تین جلد اور دیگر کتابوں کا مواد بھر دیا ڈائجسٹوں سے مضامین لینا علمی اور تحقیقی دنیا میں کیا حیثیت رکھتا ہے یہ تو اپنی حیثیت کو بٹہ لگانا ہے۔

پھر میری کتاب فضائل حفظ القرآن سے میری اجازت کے بغیر بہت سا مواد اپنی کتاب میں ڈالدیا اور جگہ جگہ اس کتاب کے اس طرح سے حوالے دئے کہ یہ واضح نہیں ہوتا کہ قاری صاحب نے اصل کتابیں خود دیکھی ہیں یا میری کتاب کے حوالہ سے اصل کتابوں کے حوالے دئے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے ان مضامین کے متعلق وہ کتابیں نہیں دیکھیں صرف اور صرف میری کتاب کے حوالہ سے ان کتابوں کے حوالہ جات درج کردئے ہیں۔

پھر آگے ان کی کتاب کے دولت کے پجاری مکتبے والوں نے کئی حصے بخرے کردئے کسی نے اس کا نام تحفہ حفاظ رکھدیا، کسی نے فضائل حفظ القرآن، کسی نے فضائل حفاظ القرآن وغیرہ سچ ہے جو کسی کی کتاب سے یہ عمل جائز سمجھتا ہے اس کی کتاب کے ساتھ بھی وہی عمل دہرایا جاتا ہے۔

قاری صاحب کی اس کتاب کا تیاپانچا کرنے والے خود علم سے فارغ تھے جنہوں نے مضامین کتاب کو خراب کیا اور قاری صاحب کے ہماری کتاب پر ستم کی وجہ سے ہماری کتاب کے بھی کچھ مضامین اپنی کتاب میں لے جا کر خراب کر دئے۔

ہم اپنی کتاب فضائل حفظ القرآن کے حقوق محفوظ رکھتے ہیں اور یہ کتاب کاپی رائٹ ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ ہے ہم اس کتاب کے متعلق اور اپنی دیگر کتب کے متعلق اس طرح کا عمل کرنے کی کسی کو اجازت نہیں دیتے۔ کیونکہ اس طرح کتاب ہر کس و ناکس کی جاہلانہ مشق کا کھلونا بن جاتی ہے اور کتاب صحیح طرز اور طریقہ پر محفوظ نہیں رہتی۔

لہٰذا قارئین سے درخواست ہے کہ وہ اگر صحیح اور اصل مآخذ سے ماخوذ مستند اور جامع کتاب کو پڑھنا چاہتے ہیں تو وہ صرف ہماری کتاب ''فضائل حفظ القرآن'' پر ہی اعتماد کریں کٹ پیس جوڑنے والے سستی شہرت کے طلبگار بازاری مؤلفین اور مصنفین کے دھوکوں میں نہ آئیں۔

فقط

امداداللہ انور

جدید اضافات
فضائل حفظ القرآن

پہلا ایڈیشن تقریباً 208 صفحات پر مشتمل تھا پھر اس میں دو نئے ابواب کا اضافہ کیا گیا تھا تو اس کی ضخامت 232 صفحات کو پہنچی اب مزید بہت سے ابواب اور مضامین کا اضافہ کیا گیا ہے جن کے شامل کرنے کے بعد اب فضائل حفظ القرآن کی ضخامت 328 صفحات کے قریب ہے اور یہ سب مستند مضامین ہیں جو اکابر کی اصل اور مستند کتابوں سے ماخوذ ہیں اردو کتابوں سے لے کر اضافات نہیں کئے گئے۔ بہت سے جدید اضافی مضامین کی وجہ سے اب یہ کتاب ایک نئی کتاب کی حیثیت رکھتی ہے۔

یاد رہے کہ اس کتاب میں اب ایسے بے شمار مضامین اور بے شمار حکایات درج کر دی گئی ہیں جو حفاظ طلبہ اور علماء اور عام مسلمانوں کے لئے یکساں مفید ہیں اور دلچسپی کا باعث ہیں۔

اور ہماری کتاب کے نام سے ملتی جلتی جو کتابیں بازار میں ملتی ہیں ان سے بالکل مختلف ہیں اور علمی نوادرات پر مشتمل ہیں ان کی خوبی دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔

والسلام

امداد اللہ انور

۲۲ جمادی الثانیہ ۱۴۲۷ھ

خصوصیات کتاب

جن باتوں کا اس کتاب کی تصنیف میں بطور خاص لحاظ رکھا گیا وہ حسب ذیل ہیں۔

(۱) حفظ اور متعلقات حفظ کی اکثر احادیث کو جمع کر دیا ہے

(۲) ترجمہ سے پہلے اصل احادیث کا اندراج بھی کر دیا ہے

(۳) احادیث سے جو فوائد حاصل ہوتے تھے ان کو ''فائدہ'' کے عنوان کے تحت مستقل ذکر کیا گیا، اگر تشریح ضروری تھی تو وہ کی گئی، اگر کسی سوال کا جواب دینا ضروری تھا تو سوال ذکر کئے بغیر صرف اس کا جواب لکھ دیا گیا اور اگر احادیث سے کوئی خاص فوائد معلوم ہوتے تھے جو صرف ترجمہ سے عام طور پر سمجھ میں نہ آسکتے تھے تو ان کو بھی واضح کر دیا گیا۔

(۴) سہولت کے پیش نظر احادیث پر عنوانات بھی قائم کر دئے ہیں۔

(۵) افادہ عام کی خاطر عام فہم اسلوب اور انداز اختیار کیا گیا ہے۔

(۶) دوران مطالعہ جو حدیث متعدد کتب میں ملی ان سب کا حوالہ دے دیا گیا لیکن ہر حدیث کے مکمل حوالہ جات کا اہتمام نہیں کیا گیا مگر اس کے باوجود اکثر احادیث کے حوالہ جات قدرتی طور پر جمع ہو گئے ہیں اس سے قارئین کرام خصوصاً علماء وطلبہ کرام ملاحظہ کرتے وقت اصل مراجع حدیث کا پتہ بھی چلا سکتے ہیں ان کے لئے تحقیق میں سہولت کا ذریعہ بھی بنیں گے۔

(۷) حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کی ''فضائل قرآن'' چونکہ عوام وخواص میں موجود بھی ہے اور مشہور بھی اس لئے اس کے مضامین بقدر ضرورت صرف دو تین مقامات پر درج کئے گئے ہیں اس لحاظ سے حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کی ''فضائل القرآن'' الگ نوعیت کی کتاب

ہے اور یہ '' فضائل حفظ القرآن '' الگ نوعیت کی نیز وہ قرآن پاک کے متعلق عام موضوعات پر مشتمل ہے اور ہماری کتاب صرف '' فضائل حفظ '' اور متعلقات حفظ پر مشتمل ہے (لیکن بعد میں بہت سے مضامین کا افادہ عام کی غرض سے اضافہ کر دیا گیا ہے) قارئین کرام دونوں کتابوں کو ملاحظہ فرمائیں انشاء اللہ دونوں سے الگ الگ فوائد حاصل ہوں گے۔

(۸) اس کتاب کی احادیث کو چونکہ اصل ذخیرہ کتب حدیث سے جمع کیا گیا ہے اور اس موضوع پر اردو زبان میں کوئی کتاب اور رسالہ نہ ملا اس لئے حدیثوں کے ترجمہ، فوائد، عنوانات اور کتاب کی ترتیب سب کچھ اس کمترین کے حصہ میں آئی۔ لیکن اپنی کم علمی اور بخاری، مسلم، ابو داود، مسند احمد، ترمذی، ابن ماجہ اور مسند طیالسی میں منقول حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان من کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعدہ من النار کے خوف سے مکمل اپنے ترجمہ حدیث پر اطمینان نہیں ہوا تھا چنانچہ اس کی استناد اور اصلاح کے لئے اپنے شیخ مخدومی و مربی حضرت اقدس مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی دامت برکاتہم العالیہ کو سنانے کا ارادہ تھا مگر ان کی بیماری اور ضعف شدید کی وجہ سے نہ سنا سکا۔ پھر حضرت مولانا مفتی سید عبدالشکور صاحب ترمذی دامت برکاتہم العالیہ کی خدمت میں اس کی اصلاح کی درخواست کی جسے انہوں نے بخوشی قبول فرمایا اور (پہلے ایڈیشن کو) حرف بحرف سنا اور جہاں جہاں اصلاح فرمائی وہاں وہاں اس کی اصلاح کر دی گئی ہے اس تعاون پر احقر حضرت مفتی صاحب مدظلہ کا بہت مشکور ہے حضرت مفتی صاحب نے '' فضائل حفظ القرآن '' پر ایک تقریظ بھی تحریر فرمائی ہے جو اوائل کتاب ہذا میں حضرت اقدس مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی کی تقریظ کے بعد شامل طباعت ہے۔

(نوٹ) بعد میں فضائل حفظ القرآن کے ایڈیشن میں پچیس تیس صفحات کا اضافہ کیا گیا تھا جو باب اکابرین اسلام کا قرآن سے شغف اور اکابر کی نصیحتوں کے ابواب کے حوالہ سے درج کیے گئے تھے ان کو مفتی صاحب نے نہیں سنا تھا اور اسی طرح سے اب اضافہ ثانی جو تقریبا دوسو صفحات پر مشتمل ہے یہ بھی ان کے ملاحظہ کرنے کے بعد کا اضافہ ہے۔
(امداداللہ انور)

تقریظ: بقیہ السلف مفتی اعظم پاکستان شیخ الاسلام

مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی دامت فیوضاھم صدر مفتی جامعہ اشرفیہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب فضائل حفظ القرآن تو میری بڑی مدت کی آرزو ہے بہت جی چاہتا تھا کہ اس طرح کی کتاب مدون ہو خود ہمارے عمر رسیدہ ہونے کی وجہ سے خود ہمت نہ ہوئی تھی کتاب دیکھ کر دل باغ باغ ہو گیا الحمد للہ میری برس ہا برس کی مراد پوری ہو گئی اب خیال ہوتا ہے کہ اگر میں خود بھی لکھتا تو شاید ایسی کتاب نہ لکھ سکتا بہت ہی دل خوش ہوا اللہ تعالیٰ مصنف کو اس پر دلی خوشیاں اور علوم واعمال کے انوار کی بارش فرمائیں۔

جمیل احمد تھانوی

۱۵ شعبان ۱۴۱۲ھ

تقریظ: زبدۃ الاماثل، حضرت العلام، فقیہ العصر مفتی قاری عبدالشکور ترمذی دامت برکاتہم العالیہ مہتمم مدرسہ حقانیہ ساہیوال ضلع سرگودھا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله الذی انزل القرآن فیه هدی للناس و بینات من الهدی والفرقان، والصلوٰۃ والسلام الاتمان الاکملان علی من اوتی الکتاب و فصل الخطاب وعلی آله الا طهار واصحابه الاخیار الی یوم القرار۔

زیر نظر رسالہ ''فضائل حفظ القرآن'' خود مؤلف رسالہ سے حرف بحرف سننے کا شرف حاصل ہوا اور جا بجا مشورہ پیش کرنے کی سعادت بھی۔

اس رسالہ کے مولف مولانا امداد اللہ صاحب ادارہ اشرف التحقیق دارالعلوم اسلامیہ کامران بلاک اقبال ٹاؤن لاہور کی زیر پرستی علمی اور تحقیقی کاموں کے انجام دینے میں مشغول ہیں۔ (اب جامعہ قاسم العلوم ملتان میں تالیفی اور تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں)۔

معلوم ہوتا ہے کہ مولانا نے اس رسالہ کی تالیف میں غیر معمولی مشقت، محنت اور عرق ریزی سے کام لیا ہے اور فضائل قرآن کی احادیث کو بڑے سلیقہ اور عمدہ طریقہ سے ترتیب دے کران کو یکجا کر دیا ہے، ساتھ ہی علماء کرام اور طلباء کے لئے ان احادیث کی تخریج بھی کر دی اور سند کے ساتھ حوالے بھی دے دئے، یہ کام بڑی مشقت اور دیدہ ریزی سے انجام پایا ہے اللہ تعالیٰ مولف سلمہ کی اس محنت شاقہ اور سعی کو قبول فرمائیں۔ آمین

اپنے موضوع میں یہ رسالہ بہت عمدہ ہے، فضائل حفظ اور متعلقات حفظ کے بارہ میں ایسا جامع اور مکمل رسالہ شاید اردو زبان میں نہ لکھا گیا ہو، اس میں احادیث کو جمع کرنے میں خاصے استیعاب سے کام لیا گیا ہے اور بہت سے فوائد عجیبہ اور تحقیقات مفیدہ پر یہ رسالہ مشتمل ہے اس کی افادیت اور جامعیت کا اندازہ اس کے ملاحظہ کرنے کے بعد ہی ہوسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس رسالہ جامعہ کو مفید خاص و عام بنائے اور قبول تام کی دولت سے نوازے اور مؤلف سلمہ کے حق میں ی حصول رضاء اور قرب حق کا ذریعہ بنائے۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز اس رسالہ کا اصل موضوع فضائل حفظ کا بیان کرنا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی مولف سلمہ نے حفظ کے متعلقات تعلم و تعلیم، متعلمین کے فضائل و آداب اور طریقہ حفظ کا بیان بھی عمدہ طریقہ سے کردیا ہے، اگر اس رسالہ میں بیان کردہ طریقہ کے موافق قرآن کریم کو حفظ کرایا جائے اور پڑھایا جائے تو امید ہے کہ بہت آسانی کے ساتھ حفظ ہوسکتا ہے۔ وَاللّٰہُ الْمُوَفِّقُ وَالْمُعِیْنَ۔

قرآن کریم کے یاد رکھنے کا آسان طریقہ

قرآن کریم کو یاد رکھنے کے مختلف طریقوں میں سے ایک طریقہ تو یہ ہے کہ کثرت سے اس کی تلاوت کی جائے اور زبانی پڑھا جائے۔ اس کے علاوہ دوسرا آسان طریقہ یہ ہے کہ روزانہ ایک پارہ نماز میں تلاوت کیا جائے اور اس کو دستور العمل بنالیا جائے۔ اس پر اگر مداومت کی جائے گی تو انشاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ قرآن کریم یاد رہے گا اور نماز میں تلاوت کا الگ ثواب بھی حاصل ہوگا۔

نوافل میں کثرت سے تلاوت ہمیشہ ہمارے اکابر کا معمول رہا ہے،

مرشدی فخر المحدثین شیخ الاسلام حضرت مولانا علامہ ظفر احمد صاحب عثمانی قدس سرہ نے بھی اس طریقہ کو بہت پسند فرمایا اور اس کی تلقین فرمائی ہے، چنانچہ اپنے ایک والا نامہ میں ارقام فرماتے ہیں۔

حفظ قرآن پاک ختم ہونے سے خوشی ہوئی اللہ تعالیٰ اس کو محفوظ رکھنے کی توفیق عطا فرمائیں جس کا طریقہ روزانہ نماز میں ایک پارہ تلاوت کرنا ہے اس کی پابندی کریں والسلام ظفر احمد عثمانی۔ (تذکرہ الظفر ص ۳۱۰)۔

اب آخر میں دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم جیسے نا کاروں کو بھی محض اپنے فضل وکرم سے حاملین وحافظین قرآن کریم کے زمرہ میں شامل کر کے انہی کے ساتھ محشور فرمائیں۔آمین ثم آمین۔

احقر الانام سید عبد الشکور ترمذی
خادم مدرسہ عربیہ حقانیہ ساہیوال
ضلع سرگودھا
۱۸ جمادی الاخری سنہ ۱۴۱۲ھ

تقریظ: پاسبان مسلک احناف محقق اسلام فاتح مذاہب باطلہ حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی دامت برکاتہم مشرف دعوت وارشاد جامعہ خیر المدارس ملتان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم وعلی اله و اصحابه اجمعین ! اما بعد

کتاب ''فضائل حفظ القرآن'' مؤلفہ'' مولانا محمد امداد اللہ انور صاحب'' کا بعض مقامات سے مطالعہ کیا۔ کتاب میں واقعی اللہ کی امداد کے خصوصی انوار محسوس ہوئے ۔قرآن پاک کلام الملوک ملوک الکلام کی طرح کلام الالہ الہ الکلام کا مصداق ہے اس کی خدمت کرتے ہوئے چودہ صدیاں بیت گئی ہیں ۔کسی نے اس کے الفاظ کی خدمت کی، کسی نے اعراب و اوقاف کی، کسی نے احکام کی، مگر

آب دریارا اگر نتواں کشید
ہم بقدر تشنگی باید چشید

والا معاملہ ہی رہا۔ اس مقدس کتاب کے خادمین کی فہرست میں نام آجانا ہی سعادت دارین اور فلاح کونین کی ضمانت ہے۔آج کی دنیا جو شبہات اور شہوات کی تاریکیوں کی طرف سرپٹ دوڑ رہی ہے۔ان کو اس ضلالت سے بچانے کی ایک ہی صورت ہے کہ وہ پلٹ کر قرآن پاک سے وابستہ ہو جائیں۔ اس جاہلیت جدیدہ کے دور میں قرآن پاک اور اللہ والوں سے وابستگی کے بغیر دین وایمان کو بچانا بہت مشکل ہے۔مولانا نے

حفظ قرآن، تلاوت قرآن اور ختم قرآن کے فضائل کے ساتھ حفاظ کرام کے معلمین اور والدین کے فضائل بھی بیان فرمائے۔ مختلف مقامات اور مختلف اوقات واحوال میں کتاب پاک کی تلاوت کا اجر وثواب دل پسند نقشوں کی صورت میں تحریر فرمایا ہے اور حفظ قرآن کے آداب وذرائع اور موانع اور دلچسپ معلومات نے سونے پر سہاگے کا کام دکھلایا ہے مولانا نے پوری محنت اور دیدہ ریزی کیساتھ کہاں کہاں سے پھول اکٹھے کر کے ایک گل دستہ تیار کر دیا ہے۔ اب ہمارا کام ہے کہ ان پھولوں کی مہک سے اپنے دل ودماغ کو تازہ کریں۔ ان آبدار موتیوں سے اپنے گھروں کو منور کریں۔ اور قرآن کے حفظ، تلاوت، تجوید کے ساتھ ساتھ اپنے اعمال کو بھی اس کے مطابق کریں، اللہ تعالیٰ مولانا کو جزائے خیر دیں اور ہمیں اس کتاب سے شب وروز استفادہ کی توفیق عطاء فرمائیں (آمین)

محمد امین صفدر

خادم الدعوۃ والارشاد جامعہ خیر المدارس ملتان

۲۹ ربیع الثانی ۱۴۱۵ھ

تقریظ: مرشد گرامی قدر شیخ طریقت رہبر شریعت حضرت مولانا سید انور حسین نفیس رقم دامت الطافہم وعنایاتہم الرفیعہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لانبی بعدہ

محبّ گرامی قدر جناب مولانا امداد اللہ صاحب انور زید مجدہم کی تالیف ''فضائل حفظ القرآن'' پر مقتدر علماء کرام کی تقریظات موجود ہیں۔ ان کے بعد اس عاجز کو تحریر کرنے کی گنجائش نہیں۔ مولانا موصوف کے ارشاد کی تعمیل میں یہ چند سطور لکھ رہا ہوں۔ حضرت مولانا محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم کا یہ فرمانا کہ ''قرآن کریم کے حفظ و تجوید کے فضائل کے موضوع پر اس سے پہلے اتنی مفصل کتاب نظر سے نہیں گزری'' صاحب کتاب کو بہت بڑا خراج تحسین ہے۔ اللہ تعالیٰ مصنف ممدوح کی عمر اور ان کے علم و عمل میں برکت عطا فرمائے اور ان کے فیضان سے مسلمانوں کو متمتع فرمائے۔ آمین!

نفیس الحسینی احقر کریم پارک۔ لاہور
۴ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۵ھ

تقریظ: محقق العصر حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی
جسٹس سپریم کورٹ آف پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ و کفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد

محترم جناب مولانا امداد اللہ انور صاحب کی تالیف لطیف ”فضائل حفظ القرآن“ نظر نواز ہوئی۔ قرآن کریم کے حفظ و تجوید کے فضائل کے موضوع پر اس سے پہلے اتنی مفصل کتاب نظر سے نہیں گزری۔ احقر کو کتاب کے باقاعدہ مطالعے کا تو ابھی تک موقع نہیں مل سکا۔ لیکن سرسری نظر میں جستہ جستہ استفادہ کیا حضرت مولانا مفتی عبدالشکور صاحب ترمذی مدظلہم نے پوری کتاب پڑھ کر تقریظ تحریر فرمائی ہے جو کافی وافی ہے۔ بہر حال یہ ایک اچھوتے موضوع پر محنت سے لکھی ہوئی کتاب ہے جو انشاء اللہ عوام و خواص دونوں کیلئے مفید ہوگی۔

واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ

وارد حال ملتان۔ ۲۹ ذیقعدہ ۱۴۱۴ھ

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله الذی جعلنا بانعامه علینا خیر أمة، ومنحنا الأنفة من الجهل، وعلو الهمة، ورزقنا حفظ القرآن والعلوم، وشرفنا بنبینا محمد، نبی الرحمة، صلی الله علیه وعلی من تبع طریقه وأمّه، وسلم تسلیما ما اختلف ضوء وظلمة.

أما بعد:

سب تعریفیں اس ذات باری تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے اپنے بندوں پر اپنا نبی اور رسول بھیج کر احسان فرمایا اور کتاب (قرآن) نازل فرمائی جس کے نہ سامنے سے باطل آ سکتا ہے اور نہ پیچھے سے آ سکتا ہے جس میں اصحاب فکر وتدبر کے لئے ہدایت کی راہ روشن اور صراط مستقیم واضح ہوئی اور احکام اسلام اور حلال وحرام کی تفصیل بیان کی گئی قرآن نور، نجات اور شفاء لمافی الصدور ہے جن طاغوتوں نے قرآن کی مخالفت کی اللہ عز وجل نے ان سے انتقام لیا جو قرآن کے علاوہ سے علم کا متلاشی ہوا اس کو خدا نے گمراہ کیا۔ قرآن حبل اللہ، نور مبین اور عروہ وثقی ہے۔ قرآن قلیل وکثیر اور صغیر وکبیر کو محیط ہے اس کے عجائب لامحدود اور غرائب غیر متناہی ہیں اس کے فوائد کا احاطہ کسی کے بس کی بات نہیں پڑھنے والے اس کو بار بار پڑھنے سے سیر نہیں ہوتے اس عظیم الشان کتاب نے اولین وآخرین کو رشد وہدایت کی راہ پر گامزن کیا اور جب جنات نے سنا، رکے بغیر اپنی قوم کی طرف منذرین بن کر دوڑ پڑے اور کہنے لگے۔

اِنَّا سَمِعْنَا قُرآنًا عَجَبًا يَهْدِی اِلَی الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهٖ وَلَن نُّشْرِكَ بِرَبِّنَا اَحَدًا. (سورۃ الجن الآیة: ۱-۲)

(ترجمہ) بے شک ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے جو راہ راست بتلاتا ہے پس ہم تو اس پر ایمان لے آئے اور ہم اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں گے۔

پس جو قرآن پر ایمان لایا اس نے اس کی موافقت کی اس کے احوال میں اور جس نے اس کی بات کی اس نے سچ کہا اور جس نے اس سے استمساک کیا اس نے ہدایت پائی اور جس نے اس پر عمل کیا ابدی کامیاب ہوا۔

اور جو حافظ قرآن ہوا اور اس پر عمل کیا اس نے عجیب وغریب فضائل و کمالات پائے، قبر حشر جہنم کی سب تکلیفوں سے بری کر دیا گیا دنیا اور آخرت میں وجاہت کا مالک بنا خدا اور اس کے رسول نے اس کی تعظیم کو اپنی تعظیم قرار دیا غیر حافظ افراد پر گویا سبقت لے گیا دنیا و آخرت میں بے شمار ازلی اور ابدی انعامات کا مستحق ہوا۔ اللہ نے قرآن کے ذریعہ اس کو رفعت بخشی۔ اپنا خاص الخاص بنایا۔ قرآن اس کے لئے قیامت کے دن نور بنا وہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں میں ڈھانپا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے نور میں ملبوس ہوا۔ آسمان والے اس کا ذکر اللہ تعالیٰ کے ہاں کرتے ہیں۔

اور خدا تعالیٰ کی طرف سے فخر رسل، محسن انسانیت، رحمۃ للعالمین محبوب خدا ﷺ پر (جن پر عالم انسانیت و عالم جنات کی رشد و ہدایت کے لئے دنیا میں سب سے عظیم الشان جامع علوم اولین و آخرین کتاب قرآن مجید نازل ہوئی) اپنی شایان شان رحمتیں، برکتیں، فضیلتیں، سلام ازازل تا ابد نازل فرماتا رہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ عَدَدَ کُلِّ ذَرَّۃٍ اَلْفَ اَلْفَ مَرَّۃٍ. اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ نَبِیِّنَا وَرَسُوْلِنَا کَمَا یَنْبَغِیْ لِجَلَالِ وَجْھِکَ وَلِعَظِیْمِ سُلْطَانِکَ.

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ مُضْعِفًا أَبَدًا
عَلَی النَّبِیِّ کَمَا کَانَتْ لَکَ الْکَلِمُ

سبب تالیف

قرآن کریم کا اتنا حصہ حفظ کرنا جس سے نماز ادا ہو جائے ہر مسلمان عاقل بالغ پر فرض ہے اور تمام کلام پاک کا حفظ فرض کفایہ ہے۔ اگر کوئی بھی العیاذ باللہ حافظ قرآن نہ رہے تو تمام مسلمانان عالم گناہ گار ہیں بلکہ زرکسی سے ملاعلی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے نقل کیا ہے کہ جس شہر یا گاؤں میں کوئی قرآن پڑھنے والا نہ ہو تو سب گناہ گار ہیں اس زمانہ میں جہاں ہم مسلمانوں میں اور بہت سے دینی امور میں گمراہی پھیل رہی ہے وہاں ایک عام آوازہ یہ بھی ہے کہ قرآن شریف کے حفظ کو فضول سمجھا جارہا ہے، اس کے الفاظ رٹنے کو حماقت بتلایا جاتا ہے، اس کے الفاظ یاد کرنے کو دماغ سوزی اور تضییع اوقات کہا جاتا ہے اور یہ وبا عام ہوگئی ہے کہ اکثر مسلمان لوگ اپنی اولاد کو حفظ قرآن اور دینی تعلیم دلانے کی بجائے دنیاوی تعلیم انگریزی پڑھانا انجنیئر ، ایڈووکیٹ، پروفیسر وغیرہ بنانا زیادہ پسند کرتے ہیں ہاں جو غریب طبقہ ہے ان کے بھی تقریباً ایک فیصد بچے دینی تعلیم حاصل کرتے نظر آتے ہیں، ایک عام تاثر یہ ہے کہ دنیاوی تعلیم سے اولاد کی زندگی سنور جاتی ہے اور معاشرہ میں عزت کا مقام پا لیتا ہے، سکھ چین راحت ملتے اور ترقی کی راہیں کھلتی ہیں جبکہ یہ سب باتیں خوف خدا، فکر آخرت اور اسلامی معاشرہ اور روح اسلام سے دور لے جاتی ہیں جس سے انسان میں اسلام سے آزادی اور اتباعِ نفس کے امراض عام ہو جاتے ہیں اور دین سے دور ہوتا چلا جاتا ہے جبکہ اسلامی تعلیمات کے حصول اور ان پر عمل کے بعد انسان کی حقیقی زندگی بنتی ہے اور رزق اور انسانی ضروریات کی کفالت تو اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری ہے اور ہمارا مشاہدہ یہ ہے کہ بے شمار لوگ

بڑی بڑی ڈگریاں حاصل کر کے بھی خوشحال نہیں اور فٹ پاتھوں پر رہنے والوں کی طرح زندگی بسر کر رہے ہیں اس کے برعکس جس نے قرآنی تعلیم حاصل کی عالم دین بن گیا ان میں تنگ دستی نہیں تقریباً ہر ایک اطمینان کی زندگی گزار رہا ہے، اور اس کی ترویج اور عمل سے لوگوں کو بھی سیراب کر رہا ہے اور اپنی آخرت بھی سنوار رہا ہے۔

امیر اور غریب طبقہ کے ہر فرد کو اس کی مسلمانیت کے پیش نظر اپنی اولاد کو قرآن کی تعلیم دلانا ضروری اور اپنی اور اپنے جگر گوشوں کی دنیا اور آخرت بہتر کرنی فرض ہے ورنہ آنے والے قبر اور حشر اور بعد کے لمحات بہت خطرناک، مہیب اور انسانی قوت برداشت سے باہر ہیں وہاں بجز دینی تعلیمات اور ان کی پیروی کے نجات نہ ہوگی اس لئے یورپی تہذیب وثقافت، رسم ورواج، انگریزی تعلیم وتعلم اور انگریزی معاشرہ کی تقلید کی بجائے اسلامی فکر، اسلامی تعلیم، اسلامی معاشرہ اور اسلامی اعمال اپنانا آخرت کی فلاح کے لئے ناگزیر ہیں۔

چنانچہ ہر مسلمان کی فلاح اور آخرت کے انعامات حاصل کرنے کا سب سے بڑا اور اہم ذریعہ قرآن مجید ہے اس لئے خود اور اپنے بچوں کو اس کا عالم اور حافظ بنائیں اس کے احکام پر عمل پیرا رہیں اور آخرت کے بے شمار انعامات پائیں اور اخروی عذاب سے نجات حاصل کریں، یورپی معاشرہ کی تقلید کر کے جگ ہنسائی نہ کریں اور نہ ہی اپنی آخرت خراب کریں۔ بلکہ کافر اقوام کے ناپاک منصوبوں کو اپنی عظیم مذہبی کتاب (قرآن) کا شیدائی، حافظ، عالم، عامل بن کر خاک میں ملا دکھائیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو اس کا عالم عامل حافظ بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اور یہی سب سے بڑا سبب ہے اس کتاب کے تالیف کرنے کا کہ اس کے ذریعہ اہل اسلام میں اپنی اولاد کو حفظ قرآن کرانے کا شوق اور جذبہ

پیدا ہواور یہ ان کے لئے حفظ کا سبب بن جائے۔

دوسرا سبب تالیف یہ ہے کہ لائبریریوں، کتب خانوں میں تلاش بسیار کے باوجود اس موضوع پر کوئی مستقل کتاب نہیں ملی اور فی زمانہ اس کی بہت ضرورت تھی اس لئے بھی اس کی تصنیف کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

تیسرا سبب یہ ہے کہ وہ فضائل ومناقب جوامت تک چالیس اور اس سے کم وبیش احادیث مبارکہ کے پہنچانے کے متعلق حضور سرور کائنات ﷺ نے بیان فرمائے ہیں اللہ تعالیٰ اس اضعف العباد عاجز فقیر کو بھی عنایت فرمائیں۔

پیش لفظ

فضائل حفظ القرآن

اللہ جل شانہ نے اپنے محبوب نبی کریم ﷺ کی امت کو قرآن کریم اور علم دین کے حفظ کے ساتھ مخصوص فرمایا ہے اس سے پہلے کی امتیں اپنی مذہبی کتابوں کو صرف دیکھ کر پڑھ سکتی تھیں۔ اور وہ کتابیں بھی صرف ایک ایک نسخے پر مشتمل ہوتی تھیں باوجود اس کے کہ وہ چند صفحوں پر مشتمل ہوتی تھیں پھر بھی اپنے وقت کے نبی کے علاوہ ان کا کوئی حافظ نہیں ہوتا تھا۔ اور پھر تورات جیسی اہم قانونی کتاب کو بھی سال بھر میں صرف ایک دن عید فسح کے موقع پر مجمع عام میں سنایا جاتا تھا یہاں تک کہ جب تورات کا نسخہ گم ہوگیا او اللہ تعالیٰ نے حضرت عزیرؑ کو نبی بنا کر بھیجا تو انہوں نے اس گم شدہ تورات کو اپنی یاد سے سنا دیا یہ اتنا بڑا کارنامہ تھا جس کو یہودیوں نے بڑی حسرت سے دیکھا اور یہ دعویٰ کر دیا کہ حضرت عزیرؑ اللہ کے بیٹے ہیں کیونکہ تورات کا یاد سے سنانا کسی انسان کے بس میں نہیں ہے یہ تورات قرآن کریم سے حجم میں کم تھی اور قرآن کریم کتب سابقہ کے تمام مضامین اور جدید احکام الہیہ سب پر مشتمل ہے اس لحاظ سے سابقہ کتابوں کے حجم سے بھی زیادہ ہے۔

ہم اللہ کے اس انعام کا کس طرح سے شکر حق ادا کر سکتے ہیں کہ ہمارا سات سال کا بچہ بھی قرآن پاک کا حافظ بن جاتا ہے اور پورا قرآن یاد سے سنا دیتا ہے۔

اور یہی صفت قرآن پاک کی تفسیر کو بھی حاصل ہے جس سے میری مراد

نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ارشادات اور احوال ہیں ان کو بھی پورے اعتماد اور وثوق کے ساتھ لاکھوں کی تعداد میں محدثین نے حفظ کیا ہے اور یکے بعد دیگرے ان کو نقل کرتے آئے ہیں۔

اس کے مقابلہ میں چاہے ہندو ہیں یا سکھ یا بدھ مت یہ دعویٰ نہیں کر سکتے کہ ہماری ان کتابوں کا مصنف فلاں شخص ہے اور یہ کتاب اس زبان میں تھی حتیٰ کہ ان کے ویدوں کا صحیح ترجمہ جاننے والا بھی نہیں ملتا۔

اور یہودیوں اور عیسائیوں کا دعویٰ ہے کہ ان کی تورات، زبور، انجیل وغیرہ کو الہامی مصنفین نے روح القدس کی تحریک سے لکھا ہے، لیکن ان مصنفین کے نام اور حالات اور ان کتابوں کی اصل زبانیں تک معلوم اور محفوظ نہیں ہیں۔

اس امت اسلامیہ پر اللہ کا بڑا احسان ہے کہ ہم قرآن پاک کو حفظ بھی کرتے ہیں اور حفظ کراتے بھی ہیں اور محفوظ شدہ قرآن حضور ﷺ سے لے کر اب تک اور قیامت تک کے لئے محفوظ ہے جس میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی نہیں آئی جیسا کہ آپ اس کتاب میں بہت سارے حفاظ قرآن اور قراء قرآن کے حالات و واقعات سے اس بات کا اندازہ لگائیں گے۔

اس کتاب فضائل حفظ القرآن کو آج سے تقریباً سولہ سترہ سال پہلے لاہور کی بڑی لائبریریوں میں جا کر اس کے متعلق مواد کو جمع کر کے مرتب کیا تھا جو الحمد للہ ہزاروں کی تعداد میں چھپ کر مسلمانوں کے پاس پہنچ چکا ہے اب کچھ دن پہلے اللہ کی توفیق سے اس کتاب میں مزید اضافے کا خیال آیا اور الحمد للہ مزید دو سو صفحے کا اضافہ کر دیا گیا اب یہ کتاب حفظ اور متعلقات حفظ اور قرآن پاک کی معلومات کے متعلق اچھا خاصہ ذخیرہ بن گئی ہے اور بعض لوگوں نے ہماری اجازت کے بغیر اور اس کتاب کے حوالہ کے

بغیر اس کے مضامین اپنے نام سے چھاپے ہیں جو علمی خیانت ہے ناظرین کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اس اصل کتاب کو پڑھیں تاکہ کانٹ چھانٹ والے کاتبوں اور غلط اقتباس کی ہوئی تحریروں سے بچ سکیں اور اب اس کتاب میں جدید اور مفید ایسے اضافات کئے گئے جو اس مضمون کی دیگر کتب میں نہیں ہیں یہ کتاب کسی کتاب سے سرقہ نہیں گئی بلکہ اصل عربی کی کتابوں سے اخذ کر کے تصنیف کی گئی ہے۔

باب اول

حفظ قرآن کے ذریعہ حفاظت قرآن

پہلی آیت

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ہے۔

اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوۡنَ. (۱)

(ترجمہ) بے شک ہم ہی نے قرآن کو نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

قرآن حکیم کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے خود لی ہے مگر عالم اسباب میں اس کی حفاظت کا منجملہ دوسرے طریقوں کے ایک طریقہ یہ ہے کہ کروڑ ہا انسانوں کے سینوں میں قرآن کو محفوظ کر دیا، ان حضرات کو حافظ کہا جاتا ہے۔ فی الواقع یہ بہت بڑا لقب ہے کیونکہ درحقیقت حافظ اللہ تعالیٰ ہے اس کے ذمہ اس کی حفاظت ہے مگر عالم ظاہر میں چونکہ یہ لوگ حفاظت قرآن میں اللہ تعالیٰ کے نائب ہیں اس لئے یہ لفظ ان پر بھی مستعمل ہو گیا۔

---

(۱) سورۃ الحجر الایۃ: ۹

حفاظت قرآن کی ضرورت

قرآن پاک کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے خود اپنے ذمہ اس وجہ سے لی ہے کہ جتنی کتب پہلے گزری ہیں سب ایک خاص قوم اور وقت معین تک کے لئے ہوتی تھیں مگر قرآن چونکہ سارے عالم کے لئے ہے اور ہمیشہ کے لئے ہے اس لئے اس میں ایسے اہتمام کی ضرورت تھی کہ قیامت تک ایک نقطہ اور حرکت میں بھی تبدیلی نہ ہو سکے اور ایسی حفاظت قادر مطلق ہی کر سکتا ہے۔ اس قادر مطلق نے جہاں حفظ قرآن کریم کے ذریعہ قرآن کے الفاظ کی حفاظت کی وہاں اس طریقہ سے بھی حفاظت کرائی کہ تواتر کے ساتھ قرآن کی روایت کی جاتی رہی اور کی جاتی رہے گی اور ہر قرن و زمانہ میں لاکھوں سینوں کی امانت بنا رہا اور بنا رہے گا۔ ایسے ہی حفاظ کے ذریعہ قرآن کریم کی حفاظت کرائی گئی جن کو محیر العقول حافظے عنایت کئے گئے اس طرح امت کے ہاتھوں کلام خداوندی کی حفاظت منجانب اللہ کرائی گئی۔

آیت میں ''لَحَافِظُوْنَ'' مطلق لایا گیا ہے جس سے اصول عربیت کے مطابق حفاظت کا فرد کامل مراد لیا جانا ضروری ہے۔ اور حفاظت کاملہ وہی ہے جو لفظ و معنی دونوں کو شامل ہو، اس لئے آیت کا حاصل یہ نکلا کہ ہم ہی قرآن کے لفظوں کے بھی محافظ ہیں اور اس کے معنی اور بیان کے بھی محافظ ہیں۔ امت میں تا قیامت ایسے حفاظ قرآن پیدا ہوتے رہیں گے جو اس کے ہر ہر حرف اور معنی کی حفاظت کرتے رہیں گے۔

حق تعالیٰ جل شانہ نے ایسے محافظ افراد کے قیامت تک قائم ہوتے رہنے کا اپنے سچے وعدوں کے ذریعہ اطمینان بھی دلا دیا کہ امت میں ایک طائفہ حقہ برابر قائم رہے گا جو منصور من اللہ ہوگا مخالفت کرنے والے اسے

ضرر نہ پہنچا سکیں گے اور رسوا کرنے والے اسے رسوا نہ کر سکیں گے۔

دنیا میں اللہ تعالیٰ نے حفاظت قرآن کے دو ہی ذریعے رکھے ہیں ایک مصاحف دوم قلوب حفاظ ...... مصاحف و اوراق میں قیامت اور بعد قیامت قرآن کو بقاء نہیں احادیث میں مروی ہے کہ قیامت کے قریب قرآن کے حروف اوراق سے اٹھا لئے جائیں گے (۲) اور پھر یہ ذریعہ ختم ہو جائے گا مگر قلوب حفاظ بعد قیامت بھی حفظ قرآن کے ساتھ بدستور باقی رہیں گے حتی کہ جنت میں بھی قرآن مجید حفاظ کے سینوں میں محفوظ ہوگا اور حفاظ کرام کو حکم دیا جائے گا۔

قرآن مجید کو پڑھتے جاؤ اور چڑھتے جاؤ جہاں تلاوت قرآن ختم ہو وہی تمہارا مقام وہی تمہاری جنت ہوگی۔

اس سے معلوم ہوا حفاظت قرآن کا افضل ترین ذریعہ حفاظ کرام کے دل ہیں اور یہی اللہ تعالیٰ کے حکم اور فضل سے دوسرے حفاظت قرآن کے ذرائع سے افضل ترین ذریعہ حفاظت ہیں اور یہ حفاظ کرام کے لئے بہت بڑا اعزاز ہے۔

دوسری آیت

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ. (۳)

---

(۲) أخرجه ابن أبی شیبة بسند صحیح عن ابن مسعود قال: ان هذا القرآن الذی بین أظهركم یوشک أن ینزع منكم. قال: (شداد) قلت كیف ینزع منا و قد أثبته الله فی قلوبنا و ثبتناه فی مصاحفنا؟ قال یسری علیه فی لیلة واحدة فینزع ما فی القلوب ویذهب ما فی المصاحف ویصبح الناس منه فقراء. (ولئن شئنا لنذهبن بالذی أوحینا الیک). تفسیر القرطبی ج ۱ ص ۳۲۶. وأخرجه ابن أبی حاتم أیضا كما فی الاكلیل للسیوطی ص ۱۶۹.

(۳) (سورة القمر ۱۷، ۲۲، ۳۲، ۴۰)

(ترجمہ) اور ہم نے قرآن کو حفظ کرنے کے لئے آسان کردیا ہے۔ پس کوئی ہے حفظ کرنے والا؟

(فائدہ) یعنی ہم نے قرآن کو حفظ کرنے کے لئے آسان کردیا ہے، جو حفظ کا ارادہ کرے ہم اس کا تعاون کریں گے، پس کوئی اس کے حفظ کا طالب ہے کہ اس کا تعاون کیا جائے؟ مشہور تابعی اور مفسر قرآن سعید بن جبیرؒ فرماتے ہیں کہ اللہ کی کتابوں میں قرآن کے علاوہ کوئی کتاب ایسی نہیں ہے جسے حفظ سے تلاوت کیا گیا ہو۔ اور ایک مفسر کہتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت ہارون علیہ السلام، حضرت یوشع بن نون علیہ السلام اور حضرت عزیر علیہ السلام تورات کے حافظ تھے ان کے علاوہ بنی اسرائیل کے تمام لوگ اسے دیکھ کر پڑھتے تھے۔ اسی وجہ سے بنی اسرائیل تورات جل جانے کے بعد حضرت عزیز علیہ السلام کے محتاج ہوئے تھے تو انہوں نے ان کے لئے اپنی یاد سے تورات لکھ دی تھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس امت پر قرآن کے حفظ کرنے کو آسان کردیا تاکہ قرآن ان کے دل ودماغ میں محفوظ ہو اور ان کے اعضاء پر سلطنت کرے۔ (۴)

تیسری آیت

بَلْ هُوَ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْم.

(ترجمہ) بلکہ یہ (قرآن) صاف آیات ہیں ان لوگوں کے سینوں میں جن کو علم دیا گیا ہے۔

(فائدہ) حضرت حسن بصری فرماتے ہیں حفظ کرنا اس امت کی خصوصیت ہے ورنہ اس سے پہلے کے لوگ اپنی کتابوں کو بن دیکھے نہیں

---

(۴) (قرطبی ج ۱۷ ص ۱۳۴)

پڑھ سکتے تھے ان کے انبیاء علیہم السلام ہی اپنی کتابوں کے حافظ ہوتے تھے۔ اس آیت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ اور اس امت کے مومنین مراد ہیں جو قرآن کریم کی تلاوت بھی کرتے ہیں اور اسے یاد بھی کرتے ہیں۔ (۵)

شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اس آیت پر لکھتے ہیں یعنی پیغمبر نے کسی سے لکھا پڑھا نہیں بلکہ یہ وحی جوان پر آئی ہمیشہ کو بن دیکھے سینہ بسینہ جاری رہے گی اللہ کے فضل سے علماء اور حفاظ وقراء کے سینے اس کے الفاظ و معانی کی حفاظت کریں گے اور آسمانی کتابیں حفظ نہ ہوتی تھیں یہ کتاب حفظ ہی سے باقی ہے لکھنا اس پر افزود ہے۔ (۶)

چوتھی آیت

ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْکِتَابَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْھُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ وَمِنْھُمْ مُّقْتَصِدٌ وَمِنْھُمْ سَابِقٌ بِالْخَیْرَاتِ بِاِذْنِ اللّٰہِ ذٰلِکَ ھُوَ الْفَضْلُ الْکَبِیْرُ۔ (۷)

(ترجمہ) پھر یہ کتاب ہم نے ان لوگوں کے ہاتھوں میں پہنچائی جن کو ہم نے اپنے (دنیا جہان کے) بندوں میں سے پسند فرمایا۔ پھر بعض تو ان میں اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں اور بعض ان میں متوسط درجہ کے ہیں اور بعض ان میں وہ ہیں جو خدا کی توفیق سے نیکیوں میں ترقی کئے چلے جاتے ہیں۔ یہ (خدا کا) بڑا فضل ہے۔

(فائدہ) امام قرطبی فرماتے ہیں یہاں کتاب سے مراد قرآن کریم ہے۔ اور اس کے وارث حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں جن کے تین درجات ہیں

(۵) (قرطبی ج ۱۳ ص ۳۵۴)
(۶) (تفسیر عثمانی ص ۵۲۲)
(۷) (سورۃ فاطر ۳۲)

(۱) ظالم جو قرآن کی تلاوت کرتا ہے لیکن اس پر عمل نہیں کرتا۔ (۲) متوسط جو اس کی تلاوت بھی کرتا ہے اور اس پر عمل بھی (۳) سابق جو قرآن کی تلاوت بھی کرتا ہے، اس پر عمل بھی کرتا ہے اور اس کا عالم بھی ہے۔ (۸)

احقر مؤلف عرض کرتا ہے جو لوگ قرآن کے حفاظ ہیں وہ بھی اس آیت کے مصداق ہیں کیونکہ وہ بھی قرآن کی تلاوت کرنے والے ہیں اور عبارت قرآن کے حافظ اور وارث ہیں امام القراء امام ہذلی نے کتاب الکامل مخطوط صفحہ ۱۲ میں اس آیت سے قراء اور حفاظ کی فضیلت پر استدلال کیا ہے۔

پانچویں آیت

يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ (۹).

(ترجمہ) اللہ تم میں ایمان والوں کے اور (ایمان والوں میں) ان لوگوں کے جن کو علم عطا ہوا ہے درجے بلند کرے گا۔

(فائدہ) اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے عام مومنین پر اہل علم مومنین کے درجات کی بلندی کا ذکر فرمایا ہے۔ اور اہل علم سے یہاں حفاظ اور قراء قرآن مراد ہیں۔ (۱۰)

---

(۸) (قرطبی ج ۱۴، ص ۳۴۷، ۳۴۸)۔

(۹) (مجادلہ ۱۱)

(۱۰) (قرطبی جلد ۱۷ صفحہ ۲۹۹).

دوسرا باب

احادیث فضائل حفظ

حفاظ اللہ تعالیٰ کے خواص ہیں

(حدیث نمبر۱) حضرت علیؓ آپ ﷺ کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ

اِنَّ لِلّٰہِ أھلِیْنَ مِنَ النَّاسِ . قَالُوا: یارَسُولَ اللہِ مَن ھُم؟ قال: ھُم اَھلُ القُرآنِ، اَھلُ اللہِ وَخَاصَتُہ، (۱)

(ترجمہ) انسانوں میں سے کچھ حضرات اللہ کے اپنے (مقرب) ہیں صحابہ نے عرض کیا اے رسول اللہ وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا وہ حفاظ کرام ہیں جو اللہ کے اپنے اور اس کے خاص لوگ ہیں۔

(فائدہ) حفاظ عاملین قرآن کو اللہ تعالیٰ نے بطور اکرام اپنا اہل فرمایا جیسا کہ بیت اللہ کو اپنا گھر فرمایا بڑا عظیم اعزاز واکرام ہے کہ آدمی بذریعہ حفظ قرآن اللہ کا خاص اور اہل بن جائے۔

حفاظ مقربین بارگاہ خداوندی

(حدیث نمبر۲) جبیر بن نوفلؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ کا ارشاد مبارک ہے

---

(۱) ابن ماجة ج ۱ ص ۷۸. وقال الهيثمي في الزوائد: اسناده صحيح. مسند احمد. المستدرک ج ۱ ص ۵۵۲ (المناوی ج ۳ ص ۶۷ بسند حسن) قال العراقي: رواه النسائي في الكبرى وابن ماجة والحاكم بسند حسن، قلت: وكذا احمد، واخرجه ابو القاسم بن حيدر في مشيخته. كذا في اتحاف السادة المتقين شرح احياء علوم الدين ج ۴ ص ۴۶۵.

مَـا يَـقـرُبُ عَـبـد اِلَـى اللهِ بِـأفـضَـل مِـمَّـا خَرَجَ مِنـهُ يَعنِى القُرآنَ. (۱۲)

(ترجمہ) بندہ کے لئے اللہ کے ساتھ تقرب کا قرآن سے افضل کوئی ذریعہ نہیں۔

(فائدہ) یعنی تلاوت کلام اللہ سے بندہ کو خدا تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے کیونکہ قرآن کلام الٰہی ہے جب آدمی کلام الٰہی اپنی زبان سے ادا کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے قریب ہو جاتا ہے چونکہ حفاظ قرآن کی بہت زیادہ تلاوت کرنے والے ہوتے ہیں، اس لئے وہ اس حدیث کے اولین مصداق ہیں۔

خدا تعالیٰ سے ہمکلامی کا شرف

(حدیث نمبر۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اِذَا اَحَبَّ اَحَدُکُم اَن یُّحَدِّثَ رَبَّہ فَلیَقرَاِ القُرآنَ (۱۳)

(ترجمہ) جب تم میں سے کوئی اپنے رب سے مناجات (۱۴) اور گفتگو کرنا چاہے تو اسے چاہئے کہ وہ تلاوت قرآن کرے۔

---

(۱۲) اخرجه مطين وابن منده (كنز العمال ج ١ ص ٥٢٩).

(۱۳) رواه الخطيب فى تاريخ بغداد والديلمى فى مسند الفردوس (كنز العمال ج ١ ص ٥١٠)

(۱۴) هذا من قبيل الا ستعارة بالكناية، فان القرآن رسالة من الله لعباده فكأن القارى يقول: يا رب! قلت كذا و كذا فهو منهاج له سبحانه و تعالى و يحتمل انه من مجاز التشبيه، وفى اشعاره انه يتطهر ظاهرا وباطنا ويتدبر و يحضر قلبه و اذامر باية رحمة سألها أو عذاب استعاذمنه (المناوى ج ١ ص ٢٤٨).

(فائدہ) اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تلاوتِ قرآن مجید سے خدا تعالیٰ سے ہمکلامی کا شرف اور مرتبہ حاصل ہوتا ہے۔ اور حفاظ اکثر بیشتر اس کی تلاوت کرتے رہتے ہیں اس لئے وہ بھی اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی سے مشرف ہوتے رہتے ہیں۔

حفاظ خدا کے دوست، ان سے دشمنی خدا سے دشمنی ان سے دوستی خدا سے دوستی

(حدیث نمبر۴) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔

حَمَلَةُ الْقُرآن أَوْلِيَاءُ اللهِ فَمَن عَادَاهُم فَقَد عَادَى اللهَ وَمَن وَالاهُم فَقَد وَالَى الله. (۱۵)

(ترجمہ) حفاظ قرآن اللہ تعالیٰ کے اولیاء (دوست) ہیں پس جس نے ان سے عداوت کی اس نے اللہ تعالیٰ سے عداوت کی اور جس نے ان سے دوستی کی اس نے اللہ تعالیٰ سے دوستی کی۔

(فائدہ) بہت بڑا اعزاز ہے کہ حافظ (اور عامل) قرآن سے دوستی اور دشمنی اللہ سے دوستی اور دشمنی ہو۔ اور حفاظ خود اللہ تعالیٰ کے دوست ہیں اور یہ دوستی بدستور قائم رکھنی چاہئے قرآن کو بھلا کر یا بے عمل بن کر اس مرتبہ سے محروم نہیں ہونا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ حفاظ سے قرآن سنتے ہیں

(حدیث نمبر۵) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

(۱۵) رواہ ابو نعیم فی الحلیة، والدیلمی فی مسند الفردوس، وابن النجار فی تاریخہ (المناوی ج۳ص۳۹۷).

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَیُنْصِتُ لِلْقُرآنِ وَیَسْمَعُہٗ مِنْ أھلِہٖ .(۱۶)

(ترجمہ) بے شک اللہ تعالیٰ قرآن کریم کے لئے خاموشی اختیار فرماتے اور اس کی تلاوت اس کے اہل (حفاظ وعلماء) سے سنتے ہیں۔

(فائدہ) بہت عظیم منصب ہے کہ حفاظ وعلمائے قرآن سے اللہ تعالیٰ خود قرآن کریم سنیں اور سننے کے لئے خاموشی اختیار کریں۔ اس لئے حفاظ کو تلاوت کی کثرت کرنی چاہئے۔

اللہ تعالیٰ کا غضب حفاظ کو دیکھنے سے رضا میں بدل جاتا ہے

(حدیث نمبر ۶) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَیَغْضَبُ فَتُسَلِّم الْمَلَائِکَۃُ لِغَضَبِہٖ فَاذَانَظَرَ اِلٰی حَمَلَۃِ القُرآنِ تَمْلَاَرِضًا .(۱۷)

(ترجمہ) بے شک اللہ تعالیٰ جب غضب ناک ہوتے ہیں تو فرشتے اس غضب کی وجہ سے فرماں برداری کا اظہار کرتے ہیں۔ پس جب اللہ تعالیٰ حاملین قرآن کی طرف نظر کرتے ہیں تو حاملین قرآن اللہ تعالیٰ کو خوشی سے بھر دیتے ہیں۔

(فائدہ) یہ بھی بہت بڑا اعزاز ہے جہاں فرشتے فرمانبرداری کے اظہار سے اللہ تعالیٰ کو خوش نہیں کر سکتے وہاں اللہ تعالیٰ کو حفاظ کرام خوشی سے پُر کر دیتے ہیں۔ نیز اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حفاظ قرآن فرشتوں سے بھی افضل ہیں۔

---

(۱۶) رواہ الدیلمی فی مسند الفردوس (کنز العمال ج ۱ ص ۵۴۵).
(۱۷) رواہ الدیلمی (کنز العمال ج ۱ ص ۵۵۴).

ماہر قرآن مقرب فرشتوں کے ساتھ

(حدیث نمبر ۷) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ

أَلْمَاهِرُ بِالْقُرْآنِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ، وَالَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَتَتَعْتَعُ فِيهِ وَهُوَ عَلَيْهِ شَاقٌّ لَهُ أَجْرَانِ. (۱۸)

(ترجمہ) جس نے قرآن میں مہارت حاصل کر لی ہو (اور اس کی وجہ سے اس کو -- حفظ یا ناظرہ -- بہتر طریقے پر اور بے تکلف اور رواں پڑھتا ہو --) وہ معزز فرشتوں کے ساتھ ہوگا جو میر منشی ہیں اور نیکوکار ہیں اور جو شخص قرآن شریف کو اٹکتا ہوا پڑھتا ہے اور اس میں دقت اٹھاتا ہے اس کو دوہرا اجر ملتا ہے۔

(فائدہ) ماہر وہ کہلاتا ہے جس کو یاد بھی خوب ہو اور پڑھتا بھی خوب ہو اور اگر معانی اور مراد پر بھی قادر ہو تو پھر سبحان اللہ، ملائکہ (فرشتوں) کے ساتھ ہونے کا یہ مطلب ہے کہ وہ بھی قرآن شریف کو لوح محفوظ سے نقل کرنے والے ہیں اور یہ بھی اس کا نقل کرنے والا اور پہنچانے والا ہے تو گویا دونوں ایک ہی مسلک پر ہیں یا یہ کہ حشر میں ان کے ساتھ اجتماع ہوگا اور نیکوکار اور میر منشی ملائکہ کے ساتھ ماہر قرآن کا ہونا بھی بہت بڑا اعزاز ہے (فضائل قرآن باضافہ)۔

---

(۱۸) رواه البخاري، و مسلم ج ۱ ص ۲۶۹، وابوداود ج ۱، ص ۲۰۵، و الترمذي ج ۲ ص ۱۱۸ بلفظه، والنسائي، وابن ماجة (كنز العمال ج ۱ ص ۵۱۱، و المشكوة ص ۱۸۴). وتفسير القرطبي ج ۱ ص ۷، وتفسير الخازن ص ۵. وابن الضريس في فضائل القرآن و مقدمة اخلاق حملة القرآن للآجري ۸).

حافظ کو اس کی پیدائش سے بہت پہلے فرشتوں کی مبارک باد

(حدیث نمبر ۸) حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

اِنَّ اللہَ عَزَّوَجَلَّ قَرأطٰہٰ وَیٰس قَبلَ أن یَخلُقَ الُخَلقَ بِألفِ عَامٍ. فَلَمَّا سَمِعَتِ المَلائکَۃُ القُرآنَ قَالَتْ: طُوبیٰ لِاُمَّۃٍ یَنزِلُ عَلَیھِم ھٰذَا. طُوبیٰ لِأجُوافٍ تَحمِلُ ھٰذَا . وَطُوبیٰ لِأ لسِنَۃٍ تَنطِقُ بِھٰذَا. (۱۹)

(ترجمہ) بے شک اللہ عزوجل نے مخلوق کو پیدا کرنے سے ایک ہزار سال قبل سورۂ ''طٰہٰ'' اور سورۂ ''یٰس'' پڑھی جب فرشتوں نے قرآن (کی ان سورتوں) کو سنا تو کہنے لگے خوشخبری اور مبارک ہو اس امت کے لئے جن پر یہ نازل ہوگا۔ مبارک ہو ان پیٹوں (دلوں) کے لئے جو اس کو اٹھائیں (یاد رکھیں) گے۔ اور مبارک ہو ان زبانوں کے لئے جو اس کے ساتھ کلام کریں گی۔ اور تلاوت کریں گی۔

(فائدہ) فرشتے اللہ تعالیٰ کو اور اس کے کلام کی قدر و منزلت کو بخوبی پہچانتے ہیں جس وقت اس عظمت بھرے کلام کو سنا فوراً بول پڑے اور حاملین قرآن وغیرہ کو مبارک باد پیش کرنے لگے --- اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس کی قدر کی توفیق عطا فرمائیں۔

حفاظ اشراف امت ہیں

(حدیث نمبر ۹) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ

(۱۹) رواہ الدارمی وابن خزیمۃ والطبرانی فی الاوسط وابن عدی فی الکامل وابن مردویہ والبیھقی فی شعب الایمان (اتحاف السادۃ المتقین شرح احیاء علوم الدین ج ۴ ص ۴۶۴ والمشکوۃ ج ۱ ص ۱۸۷).

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

أشرَافُ اُمَّتِیْ حَمَلَةُ القُرآنِ واَصحَابُ اللَّیلِ .(۲۰)

(ترجمہ) میری امت کے اشرَاف حاملین قرآن اور رات کو عبادت کرنے والے ہیں۔

(فائدہ) حاملین قرآن سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے قرآن کو سینوں میں محفوظ کیا اور تلاوت کا عمل کرتے ہیں اور اس کے مقتضی پر بھی عمل کرتے ہیں ورنہ جو تلاوت نہیں کرتے اور عمل بھی نہیں کرتے ان کا شمار (کَمَثَلِ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارًا) کے زمرہ میں ہے۔(۲۱)

اس حدیث میں حاملین قرآن کو اشرافِ امت کا اعزاز دیا گیا ہے۔ اور اشرافِ امت کا یہ مطلب ہے کہ وہ باقی امت محمدیہ سے زیادہ شرف و مرتبہ رکھتے ہیں۔

حافظ کی غیر حافظ پر عظیم فضیلت

(حدیث نمبر۱۰) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

فَضُلُ حَمَلَةِ القُرآنِ عَلَى الَّذِی لَم یَحمِلهُ کَفَضلِ الْخَالِقِ عَلَى الْمخلُوق .(۲۲)

(ترجمہ) حاملین قرآن کی فضیلت اس شخص پر جو حامل قرآن نہیں ایسی ہے جیسے خالق کی فضیلت مخلوق پر ہے۔

(۲۰) معجم الطبرانی الکبیر. شعب الایمان. خطیب. مسند الفردوس (المناوی ج ۱ ص ۵۲۲ ومجمع الزوائد ج۷ص ۱۶۱).

(۲۱) (مناوی)

(۲۲) مسند الفردوس (کنزالعمال ج ۱ ص ۵۱۵). ورواہ ابن لال (المناوی ج ۴ ص ۴۳۶).

(فائدہ) بہت عظیم فضیلت ہے مگر شرط یہ ہے کہ وہ صرف الفاظ قرآن کا ہی حامل (حافظ) نہ ہو بلکہ معانی کا حامل بھی ہو۔یعنی عالم قرآن بھی ہواور بدکار بھی نہ ہو بلکہ قرآن کے امر، نہی، وعداور وعید پر عمل کرنے والا ہو پس جب اس کی تلاوت میں جنت کے ذکر کو پڑھے اس کی امید کرے اور جنت میں خدا تعالیٰ سے ملاقات کے لئے اس پر عمل پیرا رہے اور جب جہنم کے ذکر پر پہنچے تو اس کے سینہ میں گھٹن پیدا ہواور پناہ کا طالب ہو۔اور جب اعداء اللہ کے ذکر کی آیات کو تلاوت کرے تو خدا کی طرف سے اس کے اولیاء کے لئے نصرت اور اعداء سے انتقام کا خیال لائے اور نصرت اولیاء سے خوش ہو۔اور انتقام اعداء اللہ سے متفکر ہو۔اور جب امثالُ القرآن سے گزرے تو اس کا قلب آئینہ بن جائے اور جو کچھ بیان ہو رہا ہو اس کا معائنہ کرے پس گویا کہ وہ اپنے قلب سے مشاہدہ بھی کر رہا ہے اور اس کا یقین مزید پختہ ہوتا جا رہا ہے اور جب خدائی دلائل اور حجتوں سے گزر ہو تو ان سے ایمان کو قوت ملے اور اس کی بصیرت بڑھ جائے اور جب لطائف اور رحمتوں کا ذکر ہو تو اس کا علم اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور منازل عباد اللہ کے ساتھ بڑھتا چلا جائے۔اور جب توحید باری تعالیٰ سے گزرے تو وہ اپنے کو ماسوی اللہ سے منفرد کرلے اور خدا ہی سے تعلق جوڑلے۔پس جس شخص کی حملِ قرآن میں یہ حالت ہو وہ اس حدیث کا مصداق ہے اور جو کدورتِ نفس اور شہوت نفسانیہ کا مریض ہو اور قرآن کے احکام کا پابند نہ ہو گو وہ الفاظ قرآن کا حامل ہو وہ اس فضیلت کا مصداق نہیں ہوگا۔

حافظ قرآن حامل علوم نبوت

(حدیث نمبر۱۱) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما رسول دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

کا ارشادگرامی نقل فرماتے ہیں۔

مَن قرأ القرآن فقد استدرج النُّبوّة بين جنبيه غير أنّهُ لا يُوحى اليه، لا ينبغي لصاحب القرآن أن يحدّ مع من حدّ ولا يجهل مع من يجهل وفي جوفه كلامُ الله. (۲۳)

(ترجمہ) جس آدمی نے قرآن کریم پڑھا اس نے علوم نبوت (قرآن) کو اپنی پسلیوں کے درمیان (دل میں) لے لیا گو اس کی طرف وحی نہیں کی جاتی۔ صاحب قرآن کے لئے مناسب نہیں کہ وہ غصہ کرنیوالے کے ساتھ غصہ کرے، اور نہ یہ مناسب ہے کہ وہ جہالت والے کے ساتھ جہالت سے پیش آئے جبکہ اس کے پیٹ (دل) میں اللہ تعالیٰ کا کلام موجود ہے۔

(فائدہ) اس سے معلوم ہوا کہ حافظِ قرآن علوم نبوت (قرآن کو) کو حاصل کر لینے والا ہے، اس لئے اس کو لازم ہے کہ علوم نبوت کے شایان شان اعمال سرانجام دے اور برے اعمال سے احتراز کرے۔

حافظ قرآن بڑا دولت مند ہے

(حدیث نمبر ۱۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ کا ارشاد گرامی ہے۔

ألقُرآنُ غِنىً لا فقرَ بعدَهُ ولا غِنى دُونَهُ. (۲۴)

(۲۳) رواه البيهقي في شعب الايمان والحاكم في المستدرک كذا في كنز العمال ج ۱، ص ۵۲۲. ومجمع الزوائد ج ۷ ص ۱۵۹. قلت: قال الحاكم في المستدرک على شرط الشيخين (ج ۱ ص ۵۵۲) وابن ابی شيبة ج ۱ ص ۲۶۷ والترغيب للمنذری ج ۲ ص ۳۵۲.

(۲۴) ابو يعلى الموصلي في مسنده (رقم الحديث ۲۷۶۵) ومحمد بن نصر المروزی في قيام الليل والطبرانی (المناوی ج ۴ ص ۵۳۵). ومجمع الزوائد ج ۷ ص ۱۵۸. والمطالب العالية لابن حجر ج ۳ ص ۲۹۳.

(ترجمہ) قرآن مجید (ایسا) غناء (دولت) ہے جس کے بعد کسی قسم کا فقر (بھوک اور افلاس وغیرہ) نہیں اور قرآن مجید کے بغیر کوئی غنا نہیں ہے۔

(فائدہ) قرآن کائنات میں سب سے بڑی دولت ہے جس کا مقابلہ دنیا وغیرہ کی نعمتیں نہیں کرسکتیں جس کو یہ دولت حاصل ہو اس سے بڑا کوئی امیر نہیں اور جو حامل قرآن نہیں چاہے اس کے پاس قارون کے خزانے بھی موجود کیوں نہ ہوں وہ دولت مند نہیں اور حقیقی دولت قرآن ہے جو دنیا اور آخرت میں کام آنے والا ہے اور آخرت میں دولت کا فدیہ نہیں چلے گا قرآن ضرور شفیع ہوگا اور دنیا میں بھی قرآن دنیا و مافیہا سے مستغنی کردیتا ہے۔

حافظ مستجاب الدعوات

(حدیث نمبر ۱۳) حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ حضرت رسول دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی نقل فرماتے ہیں۔

لِحَامِلِ القُرآنِ دَعوَةٌ مُستَجَابَةٌ. (۲۵)

(ترجمہ) حامل قرآن کی دعا قبول ہوتی ہے

(فائدہ) اس سے معلوم ہوا کہ حفاظ قرآن مستجاب الدعوات ہیں۔

حافظ قابل رشک ہے

(حدیث نمبر ۱۴) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فخر الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ

لاحَسَدَ اِلا علی اثنین: رَجُلٌ آتَاهُ اللهُ القُرآنَ فَهُوَ يَقُومُ آنَاءَ اللَّيلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ. وَرَجُلٌ آتَاهُ اللهُ مَالا فَهُوَ يُنفِقُ مِنهُ آنَاءَ اللَّيلِ

(۲۵) أخرجه الديلمي. (كنز العمال ج ١ ص ٥١٧).

وَآنَاءَ النَّهَارِ . (۲۶)

(ترجمہ) صرف دو آدمی قابل رشک ہیں ایک وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی نعمت عطاء فرمائی پس وہ رات دن اس کو قائم کرتا ہے اور دوسرا وہ خوش نصیب آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے مال و دولت سے نوازا اور وہ اس سے رات دن (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتا ہے۔

(فائدہ) یہاں حسد رشک کے معنی میں ہے یعنی یہ کہے کہ یارب جس طرح آپ نے ان کو ان عظیم نعمتوں سے مالا مال کیا ہے، مجھے بھی ان سے نواز دے۔ اور رات دن قائم کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ قرآن کریم کو رات دن نماز وغیرہ میں پڑھتا رہتا ہے یا اس کے احکام کی تعمیل میں لگا رہتا ہے اور اس کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔

حافظ پر خدا کی طرف سے افضل ترین عطاء

(حدیث نمبر ۱۵) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

يَقُولُ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: مَنْ شَغَلَهُ الْقُرآنُ وَذِكْرِىُ عَنْ مَسْأَلَتِى، أَعْطَيْتُهُ أَفْضَلَ مَا أُعْطِى السَّائِلِيْنَ. (۲۷)

(ترجمہ) رب تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں جس آدمی کو قرآن اور میرے ذکر نے مجھ سے مانگنے سے روک دیا میں اس کو مانگنے والوں سے

(۲۶) رواه البخاری ج ۲ ص ۱۵۷. ومسلم ج ۱ ص ۲۸۲ والمشکوة ص ۱۷۴ والتبیان للنووی ص ۸ واحمد والترمذی وابن ماجة وکنز العمال ج ۱ ص ۵۲۲).

(۲۷) سنن الترمذی (کنز العمال ج ۱ ص ۵۲، والمشکوة ص ۱۸۶). وفی التبیان فی آداب حملة القرآن للنووی ص ۹ قال الترمذی: حسن، واخرجه البیهقی فی شعب الایمان ایضا ج ۲ ص ۲۵۳.

افضل عطاء کرتا ہوں۔

(فائدہ) اور ایک روایت اس طرح بھی وارد ہے کہ میں (اللہ) اس کو ثوابِ شاکرین سے افضل ثواب عطاء کرتا ہوں یہ حدیثِ قدسی ہے۔ پس جس آدمی کا اوڑھنا بچھونا ہی قرآن ہو اس کی بار بار تلاوت کر رہا ہو اور اس کے ذکر و فکر اور عمل میں مشغول ہو۔ حتی کہ مانگنے کی فرصت ہی نہ ملے یہ خوشخبری اس کے لئے ہے۔ اور ایسا ہی ہوتا ہے کہ لوگ محنت کر کے کماتے ہیں اور اللہ والوں کے پاس بلا محنت دنیا کے ڈھیر لگ جاتے ہیں مگر وہ اس کی جگہ آخرت کو قبول کر لیتے ہیں۔ اور ایک روایت میں (مَنْ شَغَلَهُ الْقُرْآنُ عَنْ ذِكْرِيْ وَمَسْئَلَتِيْ) بھی آیا ہے۔

اور اس میں قرآن میں مشغول ہونے والے کی زیادہ فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ یا پھر اوپر والی حدیث میں (وَ ذِكْرِيْ) کے عطف کو عطفِ تفسیری کہا جائے۔ تو پھر دونوں کا محمل ایک ہوتا ہے۔

حافظ قرآن بڑے انعام کا حامل ہے

(حدیث نمبر ۱۶) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

مَن قَرَأَ القُرآنَ فَرَأى أنَ أحدًا أُعطِىَ أفضَلَ مِمَّا أُعطِىَ فَقَد عَظَّمَ مَا صَغَّرَ اللّٰهُ وَصَغَّرَ ما عَظَّمَ اللّٰهُ. (۲۸)

(ترجمہ) جس نے قرآن پڑھا (یاد کیا) پھر اس نے خیال کیا کسی دوسرے کا کہ وہ مجھ سے افضل چیز دیا گیا ہے اس سے جو میں دیا گیا ہوں تو اس نے اس کو بڑا سمجھا جس کو اللہ نے چھوٹا کہا اور اس نے اس (قرآن) کو

(۲۸) اتحاف السادة المتقين ج ۴ ص ۴۶۳ عن الطبرانى الكبير و قيام الليل لمحمد بن نصر و ابو بكر بن ابى شيبة. و كنز العمال ج ۱ ص ۵۱۸ قريبا منه.

چھوٹا سمجھا جس کو اللہ نے عظمت دی۔

(فائدہ) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حفظِ قرآن اتنی عظیم نعمت ہے جس کا مقابلہ مال، دولت اور اسبابِ دنیا کی بڑی بڑی عظیم الشان چیزیں نہیں کرسکتیں یہ سب قرآن کی نعمت کے مقابلہ میں ہیچ ہیں لیکن آج اکثر حفاظ کرام کا یہ حال ہے کہ وہ اس مرض میں مبتلا ہیں کہ قرآن کو دنیا کے حصول کا ذریعہ بنایا ہوا ہے جبکہ قرآن کے ذریعہ سے کھانا قرآن واحادیث میں ممنوع آیا ہے ہاں جہاں شرعی قاعدہ سے جائز ہے وہ مستثنٰی ہیں۔اس کی تفصیل مستقل طور پر آرہی ہے وہاں ملاحظہ کریں۔

حافظ کا انعام مرجان اور ستر ہزار سونے چاندی کے دروازوں کا شہر

(حدیث نمبر ۱۷) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

فِی الْجَنَّۃِ نَھرٌ یُقَالُ لَہ: الرَّیَّانُ عَلَیہِ مَدِینَۃٌ مِن مَرجَانَ لَھَا سَبعُونَ ألف بَاب مِن ذَھَبٍ وَفِضۃٍ لِحَامِلِ القُرآنِ .(۲۹)

(ترجمہ) جنت میں ایک نہر ہے جس کا نام ''ریان'' ہے اس پر ایک شہر مرجان سے تعمیر کیا گیا ہے جس کے ستر ہزار سونے اور چاندی کے دروازے ہیں اور یہ حافظ قرآن کے لئے ہے۔

(فائدہ) بشرطیکہ حفظ کے ساتھ عامل قرآن بھی ہو بغیر عمل کے انعام حاصل کرنا مشکل ہے۔اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطاء فرمائے۔

(۲۹)تاریخ ابن عساکر (کنز العمال ج ا ص ۵۵).

حفاظ کے لئے پانچ عظیم الشان انعامات

(حدیث نمبر ۱۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

يَجِيءُ القُرآنُ يومَ القِيامَةِ فَيَقُولُ : يَا رَبِّ حُله .فَيلبس تاجُ الكَرامَةِ.ثُم يَقولُ: يارَبِّ!زِدهُ، فَيلبس حلة الكَرامَةِ. ثُمَّ يَقُولُ: يارَبِّ! اِرْضَ عَنهُ،فَيقَالُ:اِقرأ وَارق وَيُزَادُ بِكُلِّ آيَةٍ حَسَنَةٌ. (۳۰)

(ترجمہ) قیامت کے روز قرآن مجید آئے گا اور سفارش کرے گا اے رب اس (حافظ) کو پہنائیے پس (رب تعالیٰ اس کو) کرامت کا تاج پہنائیں گے، پھر کہے گا۔ اے رب اس حافظ کے لئے اور زیادہ کر تو (اللہ تعالیٰ) اس کو کرامت کی پوشاک پہنائیں گے پھر کہے گا میرے رب اس سے راضی بھی ہو جائیے پس کہا جائے گا پڑھتا جا اور (جنت میں) چڑھتا جا اور ہر آیت کے بدلہ ایک ایک حسنہ (نیکی) کا اضافہ کیا جائے گا۔

(فائدہ) کتنا خوش نصیب ہے وہ آدمی جس کو رب تعالیٰ خود کرامت کا تاج اور پوشاک پہنائیں گے اور اس سے راضی ہوں گے اور جنت میں اپنی مرضی سے تلاوت کرتا جائے گا اور چڑھتا جائے گا جہاں رکے گا وہی

---

(۳۰) سنن الترمذی ج ۲ ص ۱۱۹ . کنز العمال ج ۱ ص ۵۲۰ . مستدرک الحاکم ج ۱ ص ۵۵۲، وقال : صحیح علی شرط الشیخین. وابن ابی شیبة ج ۱ ص ۴۹۵ . وسنن الدارمی ج ۱ ص ۳۰۹، و تفسیر القرطبی ج ۱ ص ۸، ومقدمة تفسیر الخازن ج ۱ وفی روایةٍ زیادة لفظ "صاحب" بعد "یجی"، و لفظ "القرآن" بعد "فیقول" کما فی الترغیب للمنذری ج ۲ ص ۳۵ عن الترمذی وابنِ خزیمة والحاکم. ومثله فی کنز العمال ج ۱ ص ۵۴۱ عن ابن حبان.

اس کی جنت ہوگی اور مرنے کے بعد بھی اس کے لئے ہر آیت کے بدلہ میں ایک ایک حسنہ لکھ دی جائے گی اور اس حدیث میں حسنہ سے مراد جنت کا درجہ ہے۔ جیسا کہ دوسری حدیث (فَاِنَّ مَنزِلَکَ عِندَ آخِرِ آیَةٍ تَقرَأُهَا) سے معلوم ہوتا ہے۔

حاملین قرآن کے پانچ انعامات

(حدیث نمبر ۱۹) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

اَلقُرآنَ اَفضَلُ مِن کُلِّ شَیءٍ فَمَن وَقَّرَالقُرآنَ فَقَد وَقَّرَ اللہَ وَمَن استَخَفَّ بِالقُرآنِ استَخَفَّ بِحَقِّ اللہِ تَعَالٰی، حَمَلَةُ القُرآنِ هُمُ المَحفُوفُونَ بِرَحمَةِ اللہِ، المُعَظِّمُونَ کَلَامَ اللہِ، المُلبَسُونَ نُورَ اللہِ، فَمَن وَالَاهُم فَقَد وَالَی اللہَ، وَمَن عَادَاهُم فَقَدِ استَخَفَّ بِحَقِّ اللہِ تَعَالٰی. (۳۱)

(ترجمہ) قرآن ہر شے سے افضل ہے، جس نے قرآن کی تعظیم کی اس نے اللہ تعالیٰ کی تعظیم کی اور جس نے قرآن کی بے قدری (اور توہین) کی اس نے اللہ تعالیٰ کے حق کی ناقدری کی، حاملین قرآن (حفاظ اور علماء) اللہ تعالیٰ کی رحمت کے احاطہ میں ہیں، کلام اللہ کی عظمت اور قدر کرنے والے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے نور میں ملبوس ہیں، جنہوں نے ان سے دوستی رکھی انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دوستی رکھی۔ جنہوں نے ان سے دشمنی رکھی بے شک انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حق کی ناقدری کی۔

---

(۳۱) الجامع لأحکام القرآن للقرطبی (ج ۱ ص ۲۶).

حافظ قرآن آخر عمر تک عقل مند رہے گا

(حدیث نمبر ۲۰) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے۔

مَنْ جَمَعَ الْقُرآنَ مَتَّعَهُ اللّٰهُ بِعَقْلِهٖ حَتّٰى يَمُوتَ . (۳۲)

(ترجمہ) جس نے قرآن پاک کو جمع کیا اللہ تعالیٰ اس کو مرتے دم تک اس کی عقل سے فائدہ پہنچائیں گے۔

(فائدہ) جمع کرنے کا ایک معنی حفظ قرآن بھی ہے پس جس نے قرآن حفظ کیا وہ عمر کے آخر حصہ (بڑھاپے) میں بھی عقلمند رہے گا، جبکہ عام دستور یہ ہے کہ آدمی جتنا بوڑھا ہوتا چلا جاتا ہے عقل اتنی کمزور ہوتی چلی جاتی ہے اور جونہی عمر (عمر کی آخری حدود) تک پہنچ جاتا ہے اس کی عقل عام طور پر بے کار ہو جاتی ہے۔

اور جَمَعَ الْقُرآنَ کا دوسرا معنی یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس نے قرآن کریم کو بار بار تلاوت کر کے اپنے اعمال نامہ میں جمع کیا اس کی بھی یہی فضیلت ہوگی۔

قرآن سے خالی دل ویران گھر ہے

(حدیث نمبر ۲۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت ﷺ کا ارشاد مبارک ہے۔

اِنَّ الَّذِی لَیْسَ فِی جَوْفِهٖ شَیْءٌ مِنَ الْقُرآنِ كَالْبَیْتِ

(۳۲) اخرجه ابن عدی فی الکامل (کنز العمال ج ۱ ص ۵۱۸).

الخَرِب. (۳۳)

(ترجمہ) وہ شخص جس (کے دل) میں قرآن مجید کا تھوڑا سا حصہ بھی نہیں وہ ویران گھر کی مانند ہے۔

(فائدہ) اس سے سمجھا جاتا ہے کہ جس دل میں قرآن کا کچھ حصہ موجود ہے وہ آباد گھر کی مانند ہے اور جس کے دل میں مکمل قرآن محفوظ ہے اس کی آبادی اور عظمت کی کیا مثال پیش کی جاسکتی ہے اور اس حدیث شریف میں قرآن مجید کے حفظ اور تلاوت کی طرف شدید ترغیب ہے تاکہ انسان کا دل اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس پر ایمان کے ساتھ معمور ہو لیکن زمانہ حال کے اکثر مسلمان تعلیم قرآن سے غافل ہیں اور اپنی اولاد کو دنیاوی تعلیم کی طرف لگا رہے ہیں اور قرآن کو چھوڑ دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن کی فکر عطاء فرمائیں۔ (آمین)

حافظ قاری، غیر حافظ غیر قاری پر مقدم ہے

(حدیث نمبر۲۲) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

إنَّ النَّبِيَ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلم كَانَ يُجمِعُ بَيْنَ الرَّجُلَين مِن قَتلٰى أُحُد، ثُم يَقُولُ: أَيُّهُم أَكثَرُ أخذًا لِلقُرآنِ، فَإن أشيرَ إلٰى أحَدِهِمَا، قَدَّمَهُ فِي اللَّحدِ. (۳۴)

---

(۳۰) مسند احمد و ابن منيع و ابن ضريس و المعجم الكبير و المستدرك (ج ۱ ص ۵۵۴) و تفسير ابن مردويه و شعب الايمان للبيهقى (ج ۲ ص ۳۲۸) و سنن سعيد بن منصور و جامع الترمذى ج ۱ ص ۱۱۹ و قال الترمذى حسن صحيح (كنز العمال ج ۱ ص ۵۵۳ و المشكوة ج ۱ ص ۱۸۶). التبيان للنووى ص ۹. الدارمى ج ۱ ص ۳۰۸.

(۳۴) رواه البخارى (فضائل القرآن الكريم و حملته فى السنة المطهرة لمحمد موسى نصر ص ۳۳).

(ترجمہ) بے شک نبی ﷺ (جنگ) احد کے مقتولین میں سے دو دو آدمیوں کو (ایک قبر میں) دفن کرنے کے لئے جمع کرتے تھے۔ پھر فرماتے ان میں سے قرآن کو زیادہ حاصل کرنے والا کون ہے پس اگر ان میں سے کسی کی طرف اشارہ کیا جاتا تو اس کو لحد (قبر) میں پہلے رکھتے۔

(حدیث نمبر ۲۳) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

يَؤُمُّ الْقَوْمَ اَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللهِ تَعَالٰى. (۳۵)

(ترجمہ) قوم کی امامت قرآن پاک کا سب سے بڑا قاری کرائے۔

(حدیث نمبر ۲۴) ابن ابی مسجعہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

كَانَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنهُ يُقَدِّمُ الشَّابَّ الْحَسَنَ الصَّوتَ لِحُسْنِ صَوتِهِ بَيْنَ يَدَيِ الْقَومِ. (۳۶)

(ترجمہ) حضرت عمر رضی اللہ عنہ (قرآن مجید کو) خوبصورت آواز (میں پڑھنے) والے نوجوان کو اس کی حسین آواز کی وجہ سے قوم میں مقدم رکھتے تھے۔

(فائدہ) ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حافظ، قاری اور حسین آواز سے پڑھنے والے غیر حافظ غیر قاری اور بے ڈھب انداز سے پڑھنے والوں پر حضور ﷺ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک مقدم ہیں، اس لئے آپ کو بھی ان کے متعلق ہمت کرنی چاہئے تاکہ درجہ تقدیم کے حصول کی فضیلت بھی میسر ہو جائے۔

---

(۳۵) رواه مسلم (فضائل القرآن لمحمد موسى ص ۳۳).

(۳۶) رواه احمد والدارمي وابن ماجة والنسائي والحاكم (فضائل القرآن لمحمد موسى ص ۳۳).

قاری اور حافظ کے مشورہ کی اہمیت

(حدیث نمبر ۲۵) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔

كَانَ الْقُرَّاءُ أَصْحَابُ مَجْلِسِ عُمَرَ رَضِيَ اللهِ عَنْهُ، وَمُشَاوَرَتِهِ كُهُولًا وَشَابًا. (۳۷)

(ترجمہ) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مجلس اور مشورہ کے اصحاب (ارکان) ادھیڑ عمر اور نوجوان قراء (اور حفاظ) ہوتے تھے۔

(فائدہ) حضرت عمر رضی اللہ عنہ تمام صحابہ میں سے اپنی مجلس فاروقی میں مشورہ کے لئے ان افراد کو شامل کرتے تھے جو قراء (قرآن کے حفاظ اور علماء) ہوتے تھے کیونکہ یہ صفت باقی صفات سے افضل ہے جیسے کہ حدیث (فَضْلُ حَامِلِ الْقُرآنِ عَلَى الَّذِيْ لَمْ يَحْمِلْهُ كَفَضْلِ الْخَالِقِ عَلَى الْمَخْلُوْقِ) سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ لوگ (حفاظ اور علماء) باقی امت کے تمام افراد سے افضل ہیں۔ اس لئے حضرت عمرؓ کے عمل اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا مشورہ دوسروں سے من جملہ افضل اور اہم ہے۔

حافظ قرآن اسلام کا جھنڈا اٹھانے والا، اس کا اکرام اللہ کا اکرام، اس کی توہین موجب لعنت

(حدیث نمبر ۲۶) حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

(۳۷) رواہ ابو داود فضائل القرآن لمحمد موسی ص ۳۳.

حَامِلُ الْقُرآن حَامِلُ رَايَةِ الاسْلَامِ، مَن اَكرَمَهُ فَقَد اَكرَمَ اللهَ، وَمَن اَهَانَهُ فَعَلَيهِ لَعنَةُ اللهِ. (۳۸)

(ترجمہ) حامل قرآن اسلام کا جھنڈا اٹھانے والا ہے جس نے اس کی عزت کی بے شک اس نے اللہ تعالیٰ کی عزت کی اور جس نے اس کو ذلیل کیا پس اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔

(فائدہ) جیسے میدان جہاد میں مسلمانوں کی طرف سے ایک آدمی جھنڈا اٹھانے والا ہوتا ہے اور جب تک وہ سربلند رہتا ہے کفار کے حوصلے پست اور اہل اسلام کے لئے فتح کا نشان بنا رہتا ہے ایسے ہی حافظ قرآن کی مثال ہے چاہے کفار جتنے ذرائع استعمال کرلیں اس کے دل پر منقش حروف و کلمات نہیں مٹا سکتے اور یہ حفاظت قرآن کا مضبوط ذریعہ ہے۔ اور حجت اسلام (قرآن) کا حامل ہے علامہ مناوی لکھتے ہیں کہ امام غزالی فرماتے ہیں پس قرآن کے حق کی وجہ سے لائق نہیں کہ کھیلنے والوں کے ساتھ یہ بھی کھیلیں اور (خدا کو) بھولنے والوں کے ساتھ یہ بھی بھولیں اور لغو کرنے والوں کے ساتھ لغو کام کرتے پھریں۔

قرآن سب سے بڑا شفاعت کرنے والا

(حدیث نمبر ۲۷) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

مَا مِن شَفِيعٍ أفضَلُ مَنزِلَةً عِندَ اللهِ يَومَ القِيَامَةِ مِنَ القُرآنِ لَا نَبِيٌّ وَلَا مَلَكٌ وَلَا غَيرُهُ. (۳۹)

(۳۸) مسند الفردوس (الجامع الصغیر ج۳ ص ۲۶۸) وفی المطالب العالية بزوائد المسانيد الثمانية لابن حجر العسقلاني ج۳ ص ۲۸۹ مرفوعا: (من تَعظِيمِ اللهِ اِحتِرَامُ ذِى الشَّيبَةِ المُسلِمِ وَحَامِلِ القُرآنِ وَالاِمَامِ العَادِلِ).
(۳۹) احیاء العلوم للغزالی مع الاتحاف ج۴ ص ۴۶۳.

(ترجمہ) کوئی شفیع (شفاعت کرنے والا) قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک قرآن سے افضل شان اور منزلت والا نہیں ہوگا نہ کوئی نبی علیہ السلام قرآن سے افضل ہوگا نہ کوئی فرشتہ اور نہ کوئی اور (یعنی صدیق، شہید، ولی، فرشتے اور عالم وغیرہ کی شفاعت سے قرآن کریم کی شفاعت زیادہ افضل ہوگی)۔

(فائدہ) شفاعت میں قرآن سے بڑھ کر کسی نبی علیہ السلام وغیرہ کا درجہ اس لئے نہ ہوگا کہ قرآن ذات باری تعالیٰ کی کلامی صفت ہے جو غیر مخلوق ہے، اور انبیاء علیہم السلام، فرشتے وغیرہ سب مخلوق ہیں اور ظاہر ہے کہ خدا کی صفت کلام (قرآن) کا درجہ تمام مخلوق سے افضل ہے اس لئے اس کی شفاعت بھی سب سے افضل ہوگی۔ پس یہ بھی حفاظ قرآن کے لئے بہت بڑی خوشخبری ہے جو اس کے حامل ہیں اور عمل سے بھی اس کا اعزاز و اکرام کرتے ہیں اور یہ قرآن ان کے لئے شفیع بنے گا جیسا کہ مسلم شریف کی حدیث میں ہے۔

اِقرَؤُوا القُرآنَ فَاِنَّهُ یَاتِی یَومَ القِیَامَةِ شَفِیعًا لِاَصحَابِہ.

(ترجمہ) قرآن کی تلاوت کیا کرو۔ پس بے شک قرآن مجید اپنے اصحاب (تلاوت اور عمل کرنے والوں) کے لئے قیامت کے روز شفیع (شفاعت کرنے والا) بن کر آئے گا۔

(فائدہ) محدثین فرماتے ہیں بلکہ احادیث میں بھی آتا ہے کہ قرآن مجید کو ایک صورت عطاء کی جائے گی جیسے بندوں کے اعمال کو شکل وصورت عطاء ہوگی اور اس کو لوگ دیکھیں گے پس یہ قیامت کے روز اپنے قارئین اور مشغول ہونے والوں کے لئے شفاعت کرے گا جو اس پر عمل بھی کرتے ہوں گے۔

موت کے بعد حافظ قرآن کے جسم کی حفاظت

(حدیث نمبر ۲۸) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

اِذَا مَاتَ حَامِلُ الْقُرآنِ اوحَی اللّٰہُ اِلَی الأرضِ ان لَا تَا کُلِی لَحْمَہٗ. قَالَت: اِلٰھِی کَیفَ آکُلُ لَحمَہٗ، وَ کَلَامُکَ فِی جَوفِہٖ. (۴۰)

(ترجمہ) جب حافظ قرآن پر موت آتی ہے (اس کے دفن کے بعد) اللہ تعالیٰ زمین (قبر) کی طرف وحی فرماتے ہیں کہ تو اس کے گوشت (جسم) کو مت کھانا تو وہ کہتی ہے کہ اے بار الٰہ میں اس کے جسم کو کیونکر کھا سکتی ہوں جبکہ آپ کا کلام مبارک اس کے اندر (دل) میں موجود ہے۔

(فائدہ) اس سے معلوم ہوا کہ حفاظ قرآن کا جسم قبر میں صحیح سالم اور محفوظ رہتا ہے اس کو حشرات الارض (کیڑے مکوڑے) اور زمین نہیں کھا سکتی۔ مرنے کے بعد اپنے جسم کو محفوظ رکھنے کا یہ کتنا شاندار وسیلہ ہے۔ اس لئے قرآن ضرور حفظ کرنا چاہئے اور جو حافظ ہیں وہ قرآن کو حفظ رکھیں، بھولیں نہیں قرآن دل میں محفوظ ہوگا تو قبر میں جسم سالم ہوگا۔ اگر مٹی کے علاوہ کسی اور وجہ سے جسم محفوظ نظر نہ آئے یا کبائر وغیرہ کے ارتکاب سے بھی جسم محفوظ نہ رہے تو یہ اس حدیث کے خلاف نہیں۔

حافظ کی ہر عذاب سے نجات

(حدیث نمبر ۲۹) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

(۴۰) مسند الفردوس للدیلمی (کنز العمال ج ۱ ص ۵۵۵).

حضرت اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

لَایُعَذِّبُ اللّٰہُ عَبْدًا أوعَی القُرآنَ ۔ (۴۱)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ اس بندے کو عذاب نہیں دیں گے جس نے قرآن کو (دل میں) محفوظ رکھا۔

(فائدہ) محفوظ رکھنے کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ اس کے احکام بجالایا ہو یا یاد کر کے الفاظ کو محفوظ کیا اور عمل کر کے معنی کو ٹھکانا دیا ہو اس کے دونوں مطلب ہو سکتے ہیں اور اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ حافظ قرآن (اور عامل قرآن) عذاب خداوندی سے محفوظ رہے گا چاہے عذاب قبر کا ہو یا حشر کا، عذاب جہنم کا ہو یا سکرات موت ہو، یا کسی اور قسم کا عذاب ہو۔

حافظ اپنے اردگرد کی سات قبر والوں کا شفیع

اور والدین سے عذاب کی خفت

(حدیث نمبر ۳۰) حضرت سید الانبیاء والمرسلین علیہ الصلوات و التسلیمات الی یوم الدین کا ارشاد مبارک ہے۔

مَنْ قَرَأَ مائتی آیةٍ فِیْ کُلِّ یومٍ نظرًا شُفِّعَ فِی سبعةِ قُبُوْرٍ حولَ قبرِہٖ وَخَفَّفَ اللّٰہُ الْعَذَابَ عَن وَالِدَیہِ وَاِنْ کَانَا مُشرِکِیْنَ ۔ (۴۲)

(ترجمہ) جس نے ہر روز دوسو آیات قرآن پاک میں دیکھ کر تلاوت کیں اس کی اپنی قبر کے اردگرد کی سات قبر والوں کے حق میں شفاعت قبول کی جائے گی۔ اور اللہ تعالیٰ اس کے والدین سے عذاب قبر ہلکا کر دیں

(۴۱) مسند الفردوس (کنز العمال ج ۱ ص ۵۳۶)۔
(۴۲) ابن ابی داود فی المصاحف والدیلمی فی مسند الفردوس (کنز العمال ج ۱ ص ۵۳۷)۔

گے اگر چہ وہ مشرک ہی کیوں نہ ہوں۔

(فائدہ) اس حدیث سے ایک تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ قبر میں مدفون ہونے کی حالت میں بھی اس کو شفاعت کا حق دیا جائے گا۔ دوسرا یہ کہ اس قاری قرآن کے ماحول کے ساتھ مسلمان اہل قبور کے متعلق عذاب قبر نہ ہونے کی قبر میں سفارش قبول کی جائے گی۔ اور تیسرے یہ کہ اس کے والدین سے قبر کا عذاب ہلکا کر دیا جائے گا اگر چہ وہ مشرک ہی کیوں نہ ہوں لیکن شرک کی وجہ سے عذاب منقطع نہ ہوگا۔ اور یہ فضیلت روزانہ دوسو آیات پڑھنے والے کے لئے ہے خواہ وہ دیکھ کر ہی پڑھنے والا کیوں نہ ہو اور جو حافظ قرآن ہو اور اس سے بھی زائد قرآن کریم کی روزانہ تلاوت کرتا ہو اس کی فضیلت کتنی زیادہ ہے اس کا خود ہی اندازہ کرلیں۔

حافظ قیامت میں کستوری کے ٹیلہ پر حساب وخوف سے بری ہوگا

(حدیث نمبر ۳۱) حضور انور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

ثَلاثَةٌ: لَا یَهُوْلُهُمُ الفَزَعُ الأکْبَرُ، وَلَا یَنَالُهُمُ الحِسَابُ ،هُمْ عَلٰی کَثِیبٍ مِن مِسکٍ حَتی یَفرُغَ مِن حِسَابِ الْخَلَائِقِ. رَجُلٌ قَرَأَ الْقُرْآنَ ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللهِ وَاَمَّ بِهٖ قَوْمًا وَهُمْ رَاضُوْنَ. الحدیث. (۴۳)

(۴۳) رواه الطبرانی فی المعاجم الثلاثة (فضائل القرآن للکاندھلوی ص. ۶۰ والاتقان فی علوم القرآن للسیوطی ج۲ ص ۱۹۳) والترغیب والترھیب ج ص ۳۵۱. وشعب الایمان للبیھقی ج۲ ص ۳۴۹ ولفظه: ثَلَاثَةٌ عَلٰی کُثُبٍ مِنْ مِسْکٍ أَسْوَدَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ لا یَهُوْلُهُمُ الْفَزَعُ وَلَایَنَالُهُمُ الْحِسَابُ. رَجُلٌ قَرَأَ الْقُرْآنَ ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللهِ، وَاَمَّ بِهٖ قَوْمًا وَهُمْ رَاضُوْنَ، وَرَجُلٌ أَذَّنَ فِی بَابِ مَسْجِدٍ دَعَا اِلَی اللهِ ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللهِ، وَرَجُلٌ ابْتُلِیَ بِالرِّقِّ فِی الدُّنْیَا فَلَمْ یَشْغَلْهُ ذٰلِکَ عَنْ طَلَبِ الآخِرَةِ.

(ترجمہ) تین آدمی ایسے ہیں جن کو قیامت کا خوف دامن گیر نہ ہوگا نہ ان کو حساب کتاب دینا پڑے گا اتنے میں کہ مخلوق اپنے حساب کتاب سے فارغ ہو وہ مشک کے ٹیلہ پر تفریح کریں گے ایک وہ شخص جس نے اللہ واسطے قرآن شریف پڑھا اور قوم کی امامت کی اس حال میں کہ قوم اس پر راضی تھی۔ (الی آخر الحدیث)

(فائدہ) اس حدیث میں قرآن پڑھنے والوں کے لئے (جن میں حافظ قرآن بدرجہ اولی داخل ہے) کے لئے تین انعام بیان کئے گئے ہیں ایک یہ کہ اس ہولناک، نفسانفسی کے دن میں ان کو کوئی خوف نہ ہوگا۔ دوم یہ کہ ان کو مشک کے ٹیلہ پر تفریح کے لئے بٹھایا جائے گا جبکہ دوسرے بہت سے لوگ قسم قسم کی مصیبتوں اور عذابوں میں گرفتار ہونگے۔ تیسرے یہ کہ تلاوت کرنے والے (حفاظِ قرآن) سے حساب نہیں لیا جائے گا۔

روز قیامت حفاظ سایۂ ذوالجلال میں

اور والدین پر بچہ کو قرآن حفظ کرانے کی ذمہ داری

(حدیث نمبر ۳۲) حضرت علیؓ سرور کونین کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ

اَدِّبُوْا اَوْلَادَكُمْ عَلٰى ثَلَاثِ خِصَالٍ: حُبِّ نَبِيِّكُم، وَحُبِّ اَهْلِ بَيْتِهٖ، وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ فَاِنَّ حَمَلَةَ الْقُرْآنِ فِي ظِلِّ اللّٰهِ يَوْمَ لَاظِلَّ اِلَّاظِلُّهٗ مَعَ اَنْبِيَائِهٖ وَاَصْفِيَائِهٖ. (۴۴)

(ترجمہ) اپنی اولاد کو تین خصلتوں (کے التزام) کا ادب سکھلاؤ! اپنے

(۴۴) رواہ ابو نصر عبدالکریم الشیرازی فی فوائدہ والدیلمی وابن النجار (کنز العمال ج ۱۶ ص ۴۵۶. والجامع الصغیر مع المناوی ج ۱ ص ۲۲۵).

نبیؐ کی محبت ۔ اور اس کے اہل بیت (بیویوں اور سب اولاد) کی محبت اور قراءت قرآن، کیونکہ بے شک حفاظ قرآن اللہ تعالیٰ کے سایہ میں اللہ کے انبیاء علیہم السلام اور اصفیاء (پاک باز افراد) کے ساتھ ہوں گے جس دن کوئی سایہ نہ ہوگا صرف اللہ (کے عرش) کا ہی سایہ ہوگا۔

(فائدہ) اس حدیث کے مخاطب آباؤ اجداد اور بچوں کی کفالت کرنے والے ہیں ان کو اپنی اولاد (اور یتیم) کے متعلق تین چیزوں کا ادب سکھلانے کا امر فرمایا ہے، محبت نبی، اور محبت اہل بیت نبی، اور قراءت قرآن کہ وہ اس کی تلاوت کریں تدریس کریں اور حفظ کریں کیونکہ اس کے حافظین، عاملین قیامت کے روز اللہ (کے عرش) کے سایہ میں ہوں گے (جیسا کہ دوسری روایت میں اس کی تصریح ہے) جس دن اس سایہ کے علاوہ دوسرا کوئی سایہ نہ ہوگا جس دن سورج سروں کے قریب ہوگا اور گرمی شدید ترین ہوگی۔ سایہ سے بعض محدثین نے جنت کا سایہ یعنی اس کی نعمتیں اور اس مین رہنا بھی مراد لیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتے ہیں (وَنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيلًا) اور ہم ان کو نہایت گنجان سایہ (کی جگہ) میں داخل کریں گے۔ اور بعض محدثین نے سایہ سے مراد کراہت اور ناپسندیدہ اشیاء سے قیامت کے روز امن مراد لیا ہے۔ اور ان سب کا مقصد ایک ہی ہے یعنی روز قیامت اور اس کے بعد راحت حاصل رہے گی اور انبیاء علیہم السلام اور اصفیاء کے ساتھ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ان کی جماعت میں ہوگا جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق سے منتخب کیا اور ان سے راضی ہوا یا اس گروہ میں (جنت میں) ان کے رفیق ہوں گے۔ اگرچہ درجہ ہر ایک کا الگ الگ ہوگا۔

---

(۱) سورة الحجر الاية: ۹

نیز اس حدیث میں اولاد کو ادب سکھانا واجب اور حق لازمی ہونے کا بیان ہے جیسا کہ باپ کا اولاد پر حق ہے اسی طرح اولاد کا والد پر بھی حق ہے بلکہ والدین کے لئے اولاد کی اچھی تربیت کرنا (اسلامی عقائد، نشو ونما، اسلامی تعلیم سے روشناس کرنا کرانا) مقدم ہے پس جس نے اولاد کو اسلامی تعلیم سے بے نیاز کردیا اس نے بہت برا کیا۔ اور اکثر اولاد کا والدین کے ساتھ نافرمانی کا برتاؤ ان کو اسلامی تعلیم و تربیت نہ سکھلانے کے سبب سے ہوتا ہے اور اسی وجہ سے کسی نے اپنے باپ کو کہا تھا۔

(اَضَعْتَنِیْ وَ لِیْدًا فَاَضَعْتُکَ شَیْخًا) تو نے مجھے بچپن میں ضائع کیا میں نے تجھے بڑھاپے میں ضائع کردیا۔ (۴۵)

حافظ کی شفاعت سے دس جہنمی اہل خانہ جنت میں

(حدیث نمبر ۳۳) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

لِحَامِلِ القرآن اِذَا عَمِلَ بِهٖ فَاَحَلَّ حَلَالَهٗ وَحَرَّمَ حَرَامَهٗ، شَفَعَ فِی عَشَرَةٍ مِنْ اَهْلِ بَیْتِهٖ یَوْمَ الْقِیَامَةِ کُلُّهُم قَدْ وَجَبَتْ لَهُ النَّارُ. (۴۶)

(ترجمہ) حامل قرآن جب قرآن مجید پر عمل کرے اور حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھے (اعتقاداً اور عملاً) اس کو اس کے گھر کے دس افراد کے لئے قیامت کے دن شفاعت (سفارش) کا حق دیا جائے گا جن سب کے لئے

---

(۴۵)(مناوی مع اضافه)

(۴۶)المعجم الکبیر للطبرانی (کنز العمال ج ۱ ص ۵۲۰)و احمد، والترمذی ج ۲ ص ۱۱۸، وابن ماجة ج ۱ ص ۷۸ بلفظه، والدارمی، وقال الترمذی: هذا غریب (المشکوة ص ۱۸۷). والقرطبی ج ۱ ص ۹. و مقدمة تفسیر الخازن.

آگ واجب ہو چکی ہو گی۔

(فائدہ) پس جو حافظِ قرآن قرآنی احکام پر پورا عمل بھی کرتا ہے تو اس کو دس ایسے رشتے داروں کی جن پر جہنم واجب ہو چکی تھی ان کے لئے جنت میں لے جانے کی شفاعت کی اجازت دی جائے گی۔ پس وہ لوگ جو حافظ قرآن نہیں ہو سکے اور اپنی شفاعت کے خواستگار ہیں اگر وہ اپنی اولاد یا اپنے کسی عزیز کو ترغیب دلا کر حافظ قرآن بنا دیں تو ان کے لئے شفاعت کا مضبوط سبب بن جائے گا اواگر حافظ قرآن بنانے والے خود والد ہیں تو ان کو تو اور بھی بڑے اعزاز قیامت کے روز عطا کئے جائیں گے جن کا ذکر (حفاظِ قرآن کے والدین کے لئے انعامات کے عنوان کے ساتھ) مفصل آرہا ہے۔

(نوٹ):۔جن افراد کے لئے جہنم واجب ہو چکی ہو ان سے مراد گناہ گار مسلمان ہیں نا کہ کفار۔ کہ ان کے لئے شفاعت نہیں۔ وہ جہنم ہی میں رہیں گے۔

حافظ کے والدین کا انعام سورج سے زیادہ روشن اور حسین تاج

(حدیث نمبر ۳۴) حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سرور کونین ﷺ سے یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ

مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ وَ عَمِلَ بِهٖ اُلْبِسَ وَالِدَاهُ تَاجًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ضَوْءُهٗ اَحْسَنُ مِنْ ضَوْءِ الشَّمْسِ فِيْ بُيُوْتِ الدُّنْيَا لَوْ كَانَتْ فِيْكُمْ فَمَا ظَنُّكُمْ بِالَّذِيْ عَمِلَ بِهٰذَا. (۴۷)

(۴۷). مسند احمد ابو داؤد ج ۱ ص ۲۰۵. مستدرک الحاکم. کنز العمال ج ۱ ص ۵۲۱. المشکوۃ ص ۱۸۶. مجمع الزوائد ج ۷ ص ۱۶۲. التبیان فی آداب حملۃ القرآن للنووی ص ۹.

(ترجمہ) جس نے قرآن پڑھا اور اس پر عمل کیا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے والدین کو ایسا تاج پہنائیں گے جس کی روشنی اس سورج کی روشنی سے زیادہ خوبصورت ہے جو دنیا کے گھروں میں ہے اگر وہ تاج تم میں ہوتا۔ پس اس شخص کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے جس نے خود (قرآن کو پڑھا اور) اس پر عمل کیا۔

حافظ جنت کے اعلیٰ درجات میں

(حدیث نمبر ۳۵) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِن عَدَدَدَ رَجِ الْجَنَّةِ عَدَدُ آيِ الْقُرْآنِ، فَمَنْ دَخَلَ الْجَنَّةَ مِمَّنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ لَم يَكُنْ فَوقَهُ اَحَدٌ. (۴۸)

(ترجمہ) بے شک جنت کے درجات قرآن کی آیات کی تعداد کے برابر ہیں پس حفاظِ قرآن میں سے جو جنت میں داخل ہوگا اور پورا قرآن پڑھے گا اس سے اوپر کوئی نہیں ہوگا۔

(فائدہ) دوسری احادیث میں آیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام سب سے اوپر کے درجہ میں ہوں گے اور حفاظ وعلماء کرام جنت کے دوسرے درجہ میں ہوں گے۔ لہذا اس حدیث سے مراد بھی جنت کا دوسرا درجہ ہے اور یہ جو حدیث میں فرمایا ہے کہ اس سے اوپر کوئی نہ ہوگا اس سے مراد امتی ہیں بہر حال یہ حفاظِ قرآن کے لئے ایک عظیم خوشخبری ہے کہ حفظ قرآن کی برکت سے آدمی کو جنت کے اعلیٰ درجہ میں داخل کیا جائے بشرطیکہ حفظ قرآن کے ساتھ

(۴۸) ابن مردویہ فی تفسیرہ بسند صحیح والبیهقی فی شعب الایمان بسند حسن (الجامع الصغیر ج ۲ ص ۴۵۸ وج ۴ ص ۳۰۸ مع المناوی).

قرآن پر عمل کرنے والا بھی ہو اس لئے حفاظ کو احکام قرآن پر بھی کار بند رہنا ضروری ہے۔اور ایک روایت میں یہ بھی ہے (يُقَالُ لَهُ اقرأ وارق) پڑھتا جا اور چڑھتا جا پس تیری وہی منزل ہوگی جہاں تو آخری آیت ختم کرے گا۔اپنے حفظ میں سے یا اپنی مرضی سے قرآن کو پڑھتے پڑھتے ختم کرنے سے واللہ اعلم۔

حفاظ جنت کے عرفاء ہیں

(حدیث نمبر ۳۶) حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا۔

اَهْلُ الْقُرْآنِ عُرَفَاءُ اَهْلِ الْجَنَّةِ . (۴۹)

(ترجمہ) حفاظ قرآن اہل جنت کے عرفاء ہوں گے۔

(فائدہ) اہل قرآن وہ ہیں جو قرآن کے حافظ اور اس کے احکام پہ عامل ہیں یہ لوگ اہل جنت کے عرفاء (زعماء اور قائدین) ہوں گے اور انبیاء کرام علیہم السلام امراء ہوں گے۔

حفاظ کا اکرام اور ان کا بلند مقام

(حدیث نمبر ۳۷) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

---

(۴۹) نوادر الاصول للحكيم الترمذي (الجامع الصغير للسيوطي ج۳ص ۲۶) والمعجم ابن جميع والمختارة للضياء بسند صحيح :اهل القرآن عُرَفَاءُ اَهْلِ الْجَنَّةِ (الجامع الصغير ج۴ص ۵۳۵ و مجمع الزوائد ج۷ص ۱۶۱). و فى المعجم الكبير للطبراني: حَمَلَةُ الْقُرْآنِ عُرَفَاءُ أَهلِ الْجَنَّةِ (الجامع الصغير ج۳ص۳۹۷).

اَكْـرِ مُـوا حَـمَـلةَ الْـقُـرآن فَمَنْ أَكْرَمَهُم فَقَدْ أَكْرَمَنِىْ وَمَنْ أَكْـرَمَـنِى فَقَدْ اَكْرَ مَ اللهَ اَلا فَلا تَنقصُوْا حَمَلةَ الْقُرآن حُقُوقَهُم فَـاِنَّهُـمْ مِـنَ اللهِ بِـمَـكَـانَةٍ كَـادَ حَـمَلةُ الْقُرآنِ اَنْ يَكُونُوا اَنْبِيَاءَ اِلَّااَنَّهُم لا يُوْحى اِلَيْهِم . (۵۰)

(ترجمہ) حفاظ قرآن (علماء) کا اکرام کرو، پس جس نے ان کا اکرام کیا اس نے میرا اکرام کیا اور جس نے میرا اکرام کیا پس بے شک اس نے اللہ تعالیٰ کا اکرام کیا۔ خبردار! حفاظ قرآن کے حقوق میں کمی (اور ان کی بے قدری) نہ کرو، پس تحقیق یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس مقام اور مرتبہ پر فائز ہیں کہ قریب تھا کہ حفاظ قرآن انبیاء علیہم السلام ہوتے مگر یہ کہ ان کی طرف وحی نہیں کی جاتی۔

(فائدہ) اس حدیث مبارک میں حفاظ قرآن (حفاظ وعلماء) کے لئے بہت سے اعزازات کا ذکر ہے۔ مثلاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے اکرام کو اپنا اور اللہ تعالیٰ کا اکرام بیان فرماتے ہیں، حفاظ کی تنقیص شان ممنوع ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کا مرتبہ اتنا بلند ہے کہ یہ انبیاء کرام علیہم السلام ہوتے مگر ان کی طرف وحی نہیں ہوتی۔ اس حدیث کے جملہ (ان یکونوا انبیاء) سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے مراد وہ حفاظ ہیں جو علماء بھی ہیں یا وہ علماء مراد ہیں جو قرآن کے احکام و معانی کے عالم ہیں گو وہ الفاظ قرآن کے حامل نہیں پس اگر کوئی حافظ بھی ہو اور احکام و معانی کا عالم بھی ہو تو وہ اس حدیث کا بطریق اولیٰ مصداق ہے اس لئے حفاظ کا علماء اور علماء کا حفاظ ہونا بہت مرتبہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ سب کو یہ مرتبہ نصیب فرمائیں۔

---

(۵۰) رواہ الدار قطنی والدیلمی (المناوی ج ۲ ص ۹۱. کنز العمال ج ۱ ص ۵۲۳)

حفاظ انبیاء علیہم السلام وصحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے جانشین

(حدیث نمبر ۳۸) حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی نقل فرماتے ہیں کہ:

الا أدُلُّکُمْ عَلٰی الْخُلَفَاء مِنِّیْ وَمِنْ اَصْحَابِیْ وَمِنَ الْاَنْبِیَاءِ قَبْلِیْ؟ وَهُمْ حَمَلَةُ الْقُرْآنِ وَالْاَحَادِیْثِ عَنِّی وَعَنْهُم فِی اللهِ وَلِلّٰه. (۵۱)

(ترجمہ) کیا میں تمہیں خبر نہ کروں اپنے خلفاء اور اپنے صحابہ کے خلفاء اور اپنے سے قبل کے انبیاء کرام علیہم السلام کے خلفاء (جانشینوں) کے متعلق؟ (پھر فرمایا) وہ حاملین قرآن اور میرے صحابہؓ اور انبیاء علیہم السلام سابقہ کی احادیث کے اللہ تعالیٰ کے دین سے محبت کی وجہ سے حافظ ہیں۔

(فائدہ) بڑی عظیم الشان خبر ہے ان حفاظ قرآن اور علماء حدیث کے متعلق کہ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم انبیاء علیہم السلام سابقین اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء اور جانشین ہیں۔

حافظ قرآن کی دعوت کرنے کا ثواب

(حدیث نمبر ۳۹) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں۔

مَنْ دَعَا صَاحِبَ الْقُرْآنِ اِلٰی طَعَامِهٖ وَسَقَاهُ مِنْ شَرَابِهٖ لِفَضْلِ الْقُرْآنِ اَعْطَاهُ اللهُ عَزَّوَجَلَّ بِكُلِّ حَرْفٍ فِیْ جَوْفِهٖ عَشَرَ

(۵۱) رواه السجزی فی الابانة والخطیب فی شرف اصحاب الحدیث (کنز العمال ج ۱ ص ۱۵۱):

حَسَنَاتٍ وَمحی عَنْهُ عَشْرَ سَیِّئَاتٍ وَرَفَعَ لَهُ عَشْرَ دَرَجَاتٍ فَاِذَا كَانَ یَوْمُ الْقِیَامَةِ یَقُوْلُ اللّٰهُ اِیَّایَ كَرَّمْتَ وَكَفٰی بِهٖ مُثِیْبًا. (۵۲)

(ترجمہ) جس نے فضیلت قرآن کی وجہ سے حافظ کی کھانے پینے سے تواضح کی اللہ تعالیٰ اسے حفاظ کے دل میں موجود ہر حرف کے بدلہ میں دس نیکیاں عطاء فرماتے ہیں۔ اور دس گناہ معاف کرتے ہیں۔ اور دس درجات بلند کرتے ہیں۔ جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تو نے میری وجہ سے اس کی عزت کی ہے تجھے تیرے اکرام اور بدلہ دینے میں میں کافی ہوں۔

حفاظ سے خدا اور بندوں کی محبت

(حدیث نمبر ۴۰) حضرت حسین ؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں

یَا حَامِلَ الْقُرْآنِ اِنَّ اَهْلَ السَّمٰوٰاتِ یَذْكُرُوْنَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَتَحَبَّبُوْا اِلَی اللّٰهِ بِتَوْقِیْرِ كِتَابِهٖ لِیَزْدَدْلَكُمْ حُبًّا وَیُحَبِّبُكُمْ اِلٰی عِبَادِهٖ. (۵۳)

(ترجمہ) اے حافظ قرآن آسمانوں والے (فرشتے) تمہیں اللہ عزوجل کے ہاں یاد کرتے ہیں۔ پس تم کتاب اللہ کی عزت کرکے اللہ کی محبت حاصل کرو تاکہ اللہ بھی تمہارے لئے محبت میں اضافہ کرے۔ اور تمہیں اپنے بندوں کا محبوب بنادے۔

(فائدہ) کتاب اللہ کی عزت کا مطلب یہ ہے کہ اس کے ظاہری آداب

(۵۲) (مسند فردوس حدیث ۵۷۲۴-۳/ ۵۵۱)

(۵۳) (مسند فردوس ۸۲۴۰-زهر الفردوس ۲۸۵/۴ - جمع الجوامع ۹۶۲/۱ حلیة الاولیاء- کتاب الکامل امام هذلی مخطوط صفحه ۱۲ بلفظه).

واحترام اور کثرت تلاوت کے ساتھ باطنی آداب ایمان، اخلاص اور عمل بالقرآن کوملحوظ رکھے۔

خداتعالیٰ کا حفاظ پر فخر کرنا

(حدیث نمبر ۴۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

يُؤْتٰى بِحَمَلَةِ الْقُرْآنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اَنْتُمْ وِعَاءُ كَلَامِيْ اَخَذْتُمْ بِمَا اَخَذَ الْاَنْبِيَاءُ اِلَّا الْوَحْيَ. (۵۴)

(ترجمہ) قیامت کے روز حفاظ قرآن کو (دربارالٰہی میں) پیش کیا جائے گا تو اللہ تعالیٰ انہیں فرمائیں گے تم میرے کلام کے حفاظ ہو جو انبیاء علیہم السلام نے لیا تم نے بھی اسی سے لیا مگر (تم پر) وحی (نازل نہ کی گئی)۔

(فائدہ) حفاظ کے لئے بڑا اعزاز ہے کہ خود اللہ تعالیٰ قیامت کے مجمع عام میں ان کے شرف کا اقرار واعلان کریں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب حفاظ کوایسا بنادیں کہ وہ اس شرف کے مستحق بن جائیں۔ اور جو اعزاز و انعامات سابقہ احادیث میں وارد ہوئے ہیں ان سے قارئین، حفاظ اور احقر مصنف کو بہرہ ورفرمائیں (آمین)۔

حفظ القرآن پر برانگیختہ کرنے والی عجیب حکایت

علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی فرماتے ہیں کہ حضرت محی الدین ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا قیامت قائم ہے۔ اور لوگ جمع ہیں پھر

---

(۵۴) (مسند فردوس حدیث - ۸۷۵۵)

میں نے اعلیٰ علیین میں قرآن پاک پڑھنے کی آواز سنی تو پوچھا یہ کون لوگ ہیں یہ ایسے مشکل وقت میں بھی قرآن کی تلاوت کر رہے ہیں اور ان کو کسی قسم کا ڈر نہیں ہے تو مجھ سے کہا گیا یہ حفاظ قرآن ہیں میں نے کہا میں بھی تو حافظ قرآن ہوں پھر میرے لئے ایک سیڑھی لٹکائی گئی تو میں علیین کے ایک بالا خانہ کی طرف چڑھا جس میں بڑے اور چھوٹی عمر کے قراء اللہ کے رسول حضرت ابرہیم خلیل علیہ السلام کے سامنے قرآن پڑھ رہے تھے میں بھی آپ کے سامنے بیٹھ گیا اور قرآن پاک کی تلاوت کو شروع کر دیا نہ مجھ پر کسی قسم کا خوف تھا، نہ خطرہ اور نہ حساب۔ مجھے کسی قسم کا خیال نہیں رہا تھا کہ لوگ میدان محشر میں کس کرب و مصیبت میں مبتلا ہیں۔

جناب نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے۔

اهل القرآن هم اهل الله و خاصته.

(ترجمہ) حفاظ قرآن اللہ کے دوست اور خاص حضرات ہیں۔

(فائدہ) اس حدیث کی تفصیل اس سے پہلے گزر چکی ہے۔

اور اللہ تعالی کا ارشاد ہے۔

﴿وَهُمْ فِي الْغُرُفَاتِ آمِنُونَ﴾ [سبأ : ۳۷]

(ترجمہ) اور وہ بالا خانوں میں امن سے رہیں گے۔(۵۵)

(۵۵)(سعادة الدارین یوسف بن اسماعیل نبهانی صفحه ۴۳۴)

تیسرا باب

حفظ قرآن کی ترغیب

قرآن و حدیث میں میں علم کے حفظ کے بہت دلائل موجود ہیں ہم یہاں دو تین چیزیں بیان کرتے ہیں قرآن کریم میں ارشاد ہے۔

﴿یرفع اللہ الذین آمنوا منکم، والذین اوتوا العلم درجات﴾ (سورۃ مجادلۃ: ۱۱)

(ترجمہ) تم میں سے اللہ ایمان داروں کے اور ان کے جنہیں علم دیا گیا ہے درجے بلند کردے گا۔

(حدیث نمبر ۴۲) جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

ان الملائکۃ لتضع اجنحتھا لطالب العلم

(ترجمہ) فرشتے علم دین کے طالب علم کے لئے پر بچھاتے ہیں۔

اور دانش کی باتوں میں سے اتنی بات کافی ہے کہ جو عالم نہ ہو اس کو علم اپنے سیکھنے کے لئے بلاتا ہے اور آدمی اپنے متعلق جہالت کی نسبت سے نفرت کرتا ہے۔ اور یہ بات کسی سے چھپی ہوئی نہیں ہے کہ عالم کی شان اس کے علم کی مقدار کے مطابق بلند ہوتی ہے اگر کسی کا علم کم ہو تو اس کی شان بھی کم ہوتی ہے۔

اور حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ قاری قرآن کو حکم ہوگا قرآن پڑھتا جا اور جنت کے درجات میں بلند ہوتا جا بس تیرا ٹھکانہ اس آخری آیت پر ہوگا جس کو تو پڑھے گا۔

پس جس نے آدھا قرآن حفظ کیا ہو وہ کامل حافظ کی طرح نہیں ہو سکتا اور جس نے سو حدیثیں یاد کی ہوں وہ ہزار حدیث کے حافظ جیسا حافظ نہیں ہو سکتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ علم وہی ہے جو حفظ کی صورت میں حاصل ہو

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے معروف شاگرد اور امام احمد بن حنبل اور امام بخاری و امام مسلم کے مشہور استاد محدث عبدالرزاق بن ھمام کا ارشاد ہے ہر وہ علم جو عالم کے ساتھ حمام میں اس کے ساتھ نہیں جاتا (یعنی اس کو ہر وقت اس کا علم یاد نہیں ہے) تو وہ کسی شمار میں نہیں پھر آپ نے یہ شعر پڑھا۔

ولیس بعلم ما حوی القمطر

ما العلم إلا ماحواہ الصدر

(ترجمہ) علم وہ نہیں ہے جن کو کتابوں نے سمیٹ رکھا ہو علم تو وہ ہے جو سینوں میں محفوظ ہو۔

چوتھا باب

بچپن میں حفظ کی اہمیت

قرآن کریم میں ارشاد ہے

﴿ولقد آتینا ابراھیم رشدہ من قبل و کنا بہ عالمین﴾

(سورۃ انبیاء:۵۱)

(ترجمہ) اور ہم نے پہلے ہی سے ابراہیم کو ان کی صلاحیت عطا کی تھی اور ہم ان سے واقف تھے۔

جب بچے کا مزاج معتدل ہو جائے اور سمجھ پوری ہو جائے تو بچپن ہی میں بچے کو بیدار کر دینا چاہئے تا کہ وہ عالی ہمت کاموں کی طلب کرے بعض بچے خود عالی ہمت ہوتے ہیں لیکن یہ بات غریب طبقوں کے بچوں میں ہوتی ہے۔ اور اکثر بچے ایسے ہوتے ہیں جن کی رہنمائی اور ترغیب کی ضرورت ہوتی ہے ان کی تعداد پہلوں کی نسبت سے زیادہ ہے بعض بچے معمولی سی تنبیہ سے متنبہ ہو جاتے ہیں اور بعض بڑی کوشش کے بعد اور بعض کی طبیعت ان چیزوں کو قبول نہیں کرتی۔

اس لئے شروع سے ہی بچے کو گھر میں دینی ماحول دینا چاہئے اور قرآن کریم اور دینی تعلیمات کی طرف رغبت اور شوق دلاتے رہنا چاہئے اور جب وہ اس کے قابل ہو تو پڑھنے کے لئے بٹھا دینا چاہئے۔ والدین کو اس کی تربیت کی فکر کرنی چاہئے اور اللہ سے اس کے لئے دعائیں مانگنی چاہئیں بچپن ہی سے بچے کو صفائی اور طہارت کا عادی بنائیں آداب سکھلائیں جب پانچ سال کا ہو تو علم دین کے حصول کے لئے بٹھا دیں کیونکہ بچپن میں یاد کیا ہوا پتھر پر کندہ کرنے کی مثل ہے اور جو بچہ بڑا ہو جائے اور اس کو

حصول علم کی ترغیب نہ ملی ہوتو اس کے لئے کوئی کامیابی ممکن نہیں ہے۔

بچپن میں دین کی تعلیم

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے علم کا قصہ

حکایت نمبر (۱) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکابر صحابہ کے ساتھ بٹھاتے تھے اور مجھے فرماتے تھے کہ تم گفتگو نہ کرنا جب تک کہ یہ حضرات گفتگو نہ فرمالیں پھر مجھ سے سوال کرتے پھر ان کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے کہ آپ حضرات کو کس چیز نے منع کیا ہے کہ آپ میرے سامنے ایسا علم پیش کریں جیسا کہ یہ لڑکا پیش کرتا ہے۔ (۱)

(فائدہ) حضرت عبداللہ بن عباس بچپن سے ہی تعلیم علم نبوی میں مصروف ہو گئے تھے اور پھر جوانی میں ہی بڑے مرتبے کو پہنچ چکے تھے سچ ہے کہ بچپن کی حاصل شدہ تعلیم آدمی کو بہت بڑا بنا دیتی ہے۔

سوالوں کا جواب رکھنے والا جوان

حکایت نمبر (۲) حضرت امام زہری فرماتے ہیں کہ حضرات مہاجرین صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اجمعین نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا آپ ہمارے بیٹوں کو کیوں نہیں بلاتے جس طرح کہ آپ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلاتے ہیں فرمایا یہ پختہ سوچ والا جوان ہے اس کی زبان سوالات کا جواب رکھتی ہے اور دل عقل رکھتا ہے۔ (۲)

---

(۱) (سیر اعلام النبلاء ۳/۳۴۵)
(۲) (سیر اعلام النبلاء ۳/۳۴۵)

حکایت نمبر (۳) حضرت احمد بن نضر الھلالی فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت سفیان بن عیینہ کی مجلس میں موجود تھا آپ نے ایک لڑکے کی طرف دیکھا گویا کہ مسجد میں موجود لوگ اس کو اس کے کم عمر ہونے کی وجہ سے ہلکا سمجھ رہے تھے تو حضرت سفیان نے فرمایا:

كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ. (النساء:۹۴)

(ترجمہ) تم بھی اس سے پہلے ایسے ہی تھے پھر تم پر اللہ نے احسان فرمایا۔

پھر مجھے مخاطب ہو کر فرمایا اے نضر اگر تو مجھے دیکھتا جب میری عمر دس سال تھی میرا قد پانچ بالشت تھا میرا چہرہ دینار کی طرح تھا (یعنی سونے کی طرح چمکتا تھا) اور میں آگ کے شعلے کی طرح تھا میرے کپڑے چھوٹے تھے میری آستینیں کم تھیں اور میرا قمیص کا دامن ناپا تلا تھا اور میرے جوتے گدھے کے کانوں کی طرح (چھوٹے) تھے اس وقت میں مختلف شہروں کے علماء کی طرف سفر کرتا تھا جیسے امام زہری ہوئے، امام عمرو بن دینار ہوئے، میں ان کے سامنے ایسے بیٹھتا تھا جیسے میخ ہوتی ہے اور میری دوات ایسی تھی جیسے اخروٹ کا چھلکا اور میرا قلم دان ایسا تھے جیسا کیلا ہو اور میرا قلم ایسا تھا جیسے بادام پھر بھی جب میں مجلس میں جاتا تو وہ حضرات فرماتے کہ چھوٹے شیخ کے لئے جگہ وسیع کردو یہ واقعہ بیان کر کے حضرت سفیان بن عیینہ ہنس پڑے۔ (۳)

(فائدہ) عربی میں حضرت سفیان بن عیینہ کے یہ الفاظ بڑی عجیب شان رکھتے ہیں اس لئے اہل علم کے لئے حضرت امام کے الفاظ کو نقل کیا جاتا ہے خود اس کا مطالعہ کر کے محظوظ ہوں۔

"یا نضر، لو رأیتنی ولی عشرُ سنین، طولی خمسة أشبار،

---

(۳)(سیر اعلام النبلاء ۸/۴۵۹)

ووجهي كالدينار، وأنا كشُعلة نار، ثيابي صغار، وأكمامي قصار، وذيلي بمقدار، ونعلي كآذان الفار، أختلف إلى علماء الأمصار كالزهري وعمرو بن دينار، أجلسُ بينهم كالمسمار، محبرتي كالجوزة، ومقلمتي كالموزة، وقلمي كاللوزةً فإذا أتيتُ قالوا: أو سعوا للشيخ الصغير، ثم ضحک''.

امام بخاری کی طالب علمی کا آغاز

حکایت نمبر (۴) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں مروشہر میں بچپن میں فقہاء کے پاس آتا جاتا تھا۔ جب میں ان کی مجلس میں جاتا تو مجھے حیا آتی کہ میں ان کو سلام عرض کروں مجھے ایک دن وہاں کے ایک مؤدب نے فرمایا کہ آج تم نے کتنا لکھا ہے میں نے کہا دو۔ میرا مقصد اس سے حدیثیں تھا یہ سن کر حاضرین مجلس ہنس پڑے تو ان میں سے ایک شیخ نے فرمایا مت ہنسو شاید کہ یہ ایک دن تم پر ہنسے گا۔ (۴)

(فائدہ) ایسا ہی ہوا کہ ایک دن امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو حدیث میں بڑا مقام عطا ہوا حتیٰ کہ محدثین کے ہاں امیر المؤمنین فی الحدیث کے لقب سے یاد کئے جاتے ہیں اور ان کی تالیف کردہ کتاب صحیح البخاری حدیث کے علم میں صحیح ترین کتابوں میں شمار کی جاتی ہے۔

اٹھارہ سال کی عمر میں علم کا بڑا درجہ مل گیا

حکایت نمبر (۵) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں امام حمیدی

(۴) (سیر اعلام النبلاء ۱۲/ ۴۰۱)

کی خدمت میں حاضر ہوا جب کہ میں اٹھارہ سال کا تھا ان کے اور ایک اور آدمی کے درمیان ایک حدیث کے متعلق اختلاف ہو رہا تھا جب امام حمیدی نے مجھے دیکھا تو فرمایا وہ آ گیا ہے جو ہمارے درمیان فیصلہ کرے گا پھر ان دونوں نے میرے سامنے حدیث بیان کی تو میں نے مخالف کے خلاف امام حمیدی کی تائید میں فیصلہ کیا اگر ان کا مخالف اپنے اختلاف پر اصرار کرتا اور پھر اسی دعویٰ پر مر جاتا تو کافر ہو کر مرتا۔ (۵)

(فائدہ) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت دیکھئے کہ امام حمیدی امام بخاری کے مایہ ناز استادوں میں سے ہیں اور جب کہ امام بخاری کی عمر اٹھارہ سال کی ہے پھر بھی اس عمر میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا کثرت علم اور قوت فیصلہ دیکھئے کہ ایسے عظیم الشان محدث بھی ان کے فیصلے پر اعتماد فرما رہے ہیں اس لئے بچپن میں بچوں کو دین کی طلب میں لگا دینا چاہئے کیونکہ اس وقت کا سیکھا ہوا علم اچھی طرح محفوظ بھی ہوتا ہے اور اچھی طرح آدمی سیکھ بھی جاتا ہے اور بچپن سے دین اسلام کی تربیت بھی مل جاتی ہے۔

سب سے پہلے دین سیکھو

حکایت نمبر (۶) حضرت عبدالصمد بن سعید قاضی بیان کرتے ہیں کہ میں نے محمد بن عوف رحمۃ اللہ علیہ سے سنا کہ میں ایک گرجا گھر میں گیند کھیل رہا تھا۔ جب کہ میں بچہ تھا تو میری گیند حضرت محافی بن عمران الحمصی کے قریب جا پڑی تو میں ان کے ہاں اس کو لینے کے لئے گیا تو انہوں نے پوچھا تم کس کے بیٹے ہو میں نے کہا عوف بن سفیان کا۔ انہوں نے فرمایا تمہیں علم ہے کہ وہ ہمارے دوستوں میں سے تھے اور وہ ان دوستوں میں

(۵)(سیر اعلام النبلاء ۱۲ / ۴۰۱)

سے تھے جو ہمارے ساتھ حدیث اور علم لکھا کرتے تھے تمہیں بھی چاہئے کہ جیسے تمہارے والدین کی طلب میں مصروف رہے تم بھی ویسے ہی ہو جاؤ تو میں اپنی والدہ کے پاس گیا ان کو یہ واقعہ سنایا تو انہوں نے فرمایا کہ انہوں نے سچ کہا ہے وہ تمہارے والد کے دوست ہیں پھر والدہ نے مجھے کپڑے پہنائے اور چادر پہنائی پھر میں حضرت محافی کی خدمت میں حاضر ہوا، اور میرے ساتھ دوات بھی تھی اور کاغذ بھی تھا تو انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ لکھو

حدثنا إسماعيل بن عياش عن عبد ربه بن سليمان، قال: كتبت لي أم الدرداء في لوحي: اطلبوا العلم صغارًا تعملوا به كبارًا فان لكل حاصد مازرع.

(ترجمہ) مجھے حضرت اسماعیل بن عیاش نے بیان کیا وہ حضرت عبدربہ بن سلیمان سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: مجھے حضرت ام الدرداء نے میری تختی پر یہ لکھ کر دیا تھا، بچپن میں علم سیکھو بڑے ہو کر اس پر عمل کرو کیونکہ آدمی جو کچھ کاشت کرتا ہے اسی کو کاٹتا ہے۔ (٦)

(فائدہ) اس حکایت میں بہترین نصیحت بھی ہے اور اکابر کے عمل کا اسوہ بھی بچپن میں دین کا علم سیکھنا چاہئے۔ چھوٹے بچوں کے والدین کو چاہئے کہ وہ انگریزی اور حکومتی سکولوں میں بچوں کو داخل کرانے کے بجائے مسجد اور دینی مدرسہ میں دین کی تعلیم سکھائیں یا ان دینی مدارس میں داخل کرائیں جن میں بچوں کو دونوں تعلیمات دی جاتی ہیں۔

امام دارقطنی کی طلب علمی

حکایت نمبر (۷) حضرت ابوالفتح بن ابی الفوارس فرماتے ہیں کہ ہم امام

(٦) (سیر اعلام النبلاء ۱۲/ ۲۱۴-۲۱۵)

بغوی کی طرف جاتے تھے جب کہ امام دارقطنی بچے ہوتے تھے اور ہمارے پیچھے پیچھے چلتے تھے ان کے ہاتھ میں ایک روٹی ہوتی تھی جس پر سالن لگا ہوتا تھا۔ (۷)

(فائدہ) یہی امام دارقطنی بچپن میں اس طرح سے حدیث کا علم سیکھتے رہے بڑے ہوئے تو سنن دارقطنی لکھی جو حدیث کی معروف کتابوں میں شمار ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ حدیث کے علم العلل کی واقفیت کے متعلق دنیا میں ان کا سکہ بیٹھا ہوا ہے۔

امام وکیع کا کمال کا بچپن

حکایت نمبر (۸) حضرت قاسم بن یزید جرمی فرماتے ہیں کہ امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ کو بلاتے تھے جب کہ وہ کم عمر تھے فرماتے تھے کہ اے بچے ادھر آؤ تم نے کیا سنا تو وہ فرماتے مجھے فلاں نے یہ حدیث بیان کی اور فلاں نے یہ حدیث بیان کی تو حضرت سفیان مسکراتے. اور ان کے حافظے سے حیران ہوتے۔ (۸)

(فائدہ) واقعی بچپن کی پڑھی ہوئی چیزیں پتھر پر کندہ کرنے کے مشابہ ہوتی ہیں جو ساری عمر نہیں بھولتی تو ہمیں بھی چاہئے کہ ہم بھی اپنے بچوں کو جب وہ اتنی عمر کے ہوں تو مسجد میں یا دینی مدرسہ میں پڑھنے کے لئے بٹھا دیں اور اس کی نگرانی کرتے رہیں کہ کیا پڑھا ہے اور کس کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا ہے اور اس کی اچھی طرح دیکھ بھال بھی رکھیں تا کہ وہ کام کے بن سکیں۔

---

(۷) (سیر اعلام النبلاء ۱۶ / ۴۵۲)
(۸) (سیر اعلام النبلاء ۹ / ۱۴۶)

پانچواں باب

طلب علم

اکابر کی محنت ومشقت کے واقعات وحالات

طلب علم کی فکر

(حکایت نمبر۱) حضرت ایوب سختیانی فرماتے ہیں کہ میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کی طرف سفر کرنا چاہتا تھا میں بصرہ کے بازار میں تھا کہ ایک آدمی گدھے پر سوار نظر آیا تو مجھے کہا گیا کہ یہ عکرمہ ہیں پھر لوگ ان کے پاس جمع ہو گئے اور میں بھی ان کی طرف چلا گیا پس مجھ میں کوئی ہمت نہ ہو سکی کہ ان سے کوئی سوال کروں سب مسائل میرے ذہن سے نکل گئے پھر میں ان کے گدھے کے ایک پہلو میں کھڑا ہو گیا لوگ ان سے سوال کرتے تھے اور میں ان کے جوابات کو محفوظ کرتا تھا۔(۱)

(فائدہ) یہ استاد کے علم کی ہیبت ہے لیکن اس کے ساتھ طلب علم بھی اس درجہ کی ہے کہ استاد نے جو کچھ بیان کیا انہوں نے یاد کیا۔

طلب علم میں ساری دنیا گھومنے والا محدث

(حکایت نمبر۱) حضرت مکحول شامی فرماتے ہیں کہ میں علم کی طلب میں ساری دنیا گھوما ہوں۔(۲)

(۱) (سیر اعلام النبلاء ۱۸/۵)
(۲) (سیر اعلام النبلاء ۱۵۸/۵)

(فائدہ) یعنی جہاں جہاں محدثین کی مسندیں قائم تھیں میں نے وہاں وہاں جاکران سے ان کا علم حاصل کیا۔

خرچہ نہ ہونے کی وجہ سے امام زہری کے علم سے محروم

(حکایت نمبر ۱) عبدالرزاق فرماتے ہیں کہ میں کسی کو نہیں جانتا جو سفیان ثوری کے علم کا مجھ سے زیادہ حافظ ہو ان سے کہا گیا کہ آپ کو کس نے منع کیا کہ آپ امام زہری کی خدمت میں جائیں تو انہوں نے فرمایا کہ خرچہ نہیں تھا۔ (۳)

سردی سے انگلیاں گر گئیں

(حکایت نمبر ۱) حضرت حزیمہ بن علی المروزی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر الرواسی کی علم کی طلب میں سردی کی وجہ سے انگلیاں گر گئی تھیں۔ (۴)

استاد کا جذبہ تبلیغ علم حدیث

(حکایت نمبر ۱) حضرت اخفش فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوبکر بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ سے سنا خدا کی قسم اگر مجھے معلوم ہو کہ کوئی شخص کسی جگہ حدیث کی طلب میں موجود ہے تو میں اس کے پاس جاکر حدیث بیان کروں۔ (۵)

(فائدہ) امام ابوبکر بن عیاش بہت بڑے محدث تھے اور حدیث

---

(۳) (سیر اعلام النبلاء ۷/۲۴۶)
(۴) (سیر اعلام النبلاء ۱۹/۳۱۸)
(۵) (سیر اعلام النبلاء ۸/۵۰۰)

پہنچانے کا ان کو اتنا شوق اور اہمیت تھی جس کی بنیاد پر انہوں نے یہ ارشاد فرمایا تھا۔

طلب علم میں امام احمد پر کمزوری کے اثرات

(حکایت نمبر ۱) حضرت احمد الدورقی فرماتے ہیں کہ جب امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام عبد الرزاق سے علم پڑھنے کے بعد مکہ تشریف لائے تو ان پر تھکاوٹ کے اثرات اور کمزوری کے نشانات غالب تھے میں نے ان سے اس کے متعلق پوچھا تو فرمایا جو ہم نے حضرت عبدالرزاق سے حاصل کیا ہے اس کے مقابلے میں یہ معمولی بات ہے۔ (٦)

تین ماہ سمندر میں بھٹکتے رہے، طلب علم میں مشقت اٹھانے کی عجیب حکایت

(حکایت نمبر ۸) حضرت امام ابن ابی حاتم فرماتے ہیں میں نے اپنے والد (حضرت ابو حاتم) سے سنا انہوں نے فرمایا ہم مدینہ طیبہ سے حضرت داود جعفری سے ہو کر کے نکلے اور جار کی طرف چلے پھر سمندر میں سفر کیا ہوا سامنے چل رہی تھی تین مہینے ہمیں سمندر میں گزارنے پڑے ہمارے سینے تنگ ہو گئے جو کچھ خوراک ہمارے پاس تھی سب ختم ہو گئی پھر ہم خشکی پہ اترے اور کئی دن چلتے رہے حتی کہ جو کچھ ہمارے پاس کھانا پانی تھا سب ختم ہو گیا پھر ہم ایک دن بغیر کھائے پیئے چلتے رہے اور دوسرے دن بھی اور

(٦) (سیر اعلام النبلاء ۱۱/۲۱۵)

تیسرے دن بھی پھر جب شام ہوئی تو ہم نے نماز پڑھی اور جہاں پر تھے وہیں اپنے آپ کو گرا دیا پھر جب چوتھے دن کی صبح ہوئی تو اپنی طاقت کے بقدر چلنا شروع کیا ہم تین آدمی تھے ایک نیشاپور کے شیخ تھے ایک ابوزھیر المروزی تھے پس وہ شیخ (بوڑھے) غشی کھا کر گر گئے ہم ان کو حرکت دینے لگے تو ان کو ہوش بھی نہ رہا تھا پھر ہم نے ان کو چھوڑا تقریباً آٹھ کلومیٹر کے قریب ہم چلے میں بھی ضعیف ہو گیا اور غش کھا کر گر گیا اور میرا ساتھی چلتا رہا اس نے دور سے کچھ لوگوں کو دیکھا جو خشکی سے کشتی کے قریب پہنچ چکے تھے اور وہ بحر موسی پر اترے ہوئے تھے جب اس نے ان کو دیکھا تو کپڑے سے اشارہ کیا تو وہ لوگ اس کے پاس آئے ان کے پاس ایک برتن میں پانی تھا اس کو پانی پلایا اور اس کے ہاتھ کو تھاما پھر اس نے ان سے کہا میرے دو ساتھی پیچھے بھی ہیں ان کے پاس جاؤ مجھے کچھ محسوس نہ ہوا سوائے اس کے کہ ایک آدمی میرے منہ پہ پانی ڈال رہا تھا میں نے اپنی آنکھیں کھولیں میں نے کہا کہ مجھے پانی پلاؤ تو تھوڑا سا پانی مجھ پر ڈالا گیا پھر مجھے پانی پلایا گیا تو میری جان میں جان آئی پھر مجھے تھوڑا سا پانی پلایا گیا اور میرے ہاتھ کو تھاما گیا تو میں نے کہا کہ پیچھے ایک بوڑھا بھی گرا ہوا ہے۔ تو کچھ لوگ اس کی طرف گئے اور میرا ہاتھ پکڑا اور میں چل رہا تھا اور پاؤں گھسیٹ رہا تھا حتیٰ کہ میں جب ان کی کشتی کے پاس پہنچا اور اس بوڑھے کو بھی لوگ لائے تھے انہوں نے ہمارے ساتھ اچھا سلوک کیا پھر ہم کچھ دن ان کے پاس رہے حتیٰ کہ ہماری کچھ طاقت بحال ہو گئی پھر انہوں نے ایک خط ایک شہر کی طرف لکھ کر دیا تھا اس شہر کا نام رایۃ تھا اس کے والی کو خط لکھا اور ہمیں خشک روٹی اور ستو اور پانی کی خوراک بھی ساتھ کر دی پھر ہم چلتے رہے حتی کہ جو کچھ ہمارے پاس کھانا پانی تھا سب ختم ہو گیا۔ پھر ہم دریا کے کنارے

بھوک کے چلتے رہے۔ حتیٰ کہ ایک ڈھال کی طرح پڑا ہوا کچھوا ہم نے دیکھا تو ایک بڑا پتھر اٹھا کر اس کی پشت پر مارا تو وہ پھٹ گیا اس میں پیلے رنگ کے انڈے نظر آئے جن کو ہم نے پی لیا تو ہماری بھوک کو سکون ہوا پھر ہم رایۃ شہر میں پہنچے اور ہم نے وہ خط اس کے حاکم کو دیا تو اس نے اپنے گھر میں مہمان ٹھہرایا پھر وہ روزانہ ہماری مہمانی کرتا تھا اور اپنے خادم سے کہتا تھا کہ مبارک کدوان کے لئے تیار کرو اس طرح سے وہ کئی دن ہمارے سامنے کھانا پیش کرتا رہا تو ہم میں سے ایک نے کہا کیا آپ ہمیں بھنا ہوا گوشت نہیں کھلائیں گے تو گھر کے مالک نے سنا تو کہا کہ میں فارسی بھی سمجھتا ہوں کیونکہ میری دادی ہرات کی رہنے والی تھیں پھر وہ ہمارے پاس گوشت لائے پھر ہمیں مصر جانے کا سامان تیار کر دیا۔ (۷)

(فائدہ) جب آدمی کی بھوک سے جان نکل رہی ہو۔ تو جان بچانے کے لئے بقدر ضرورت حرام چیز کا کھانا بھی درست ہے۔ اس لئے مجبوراً انہوں نے یہ عمل کیا تھا۔ ویسے یہ حضرات امام شافعیؒ کے مقلد تھے اور امام شافعیؒ کے ہاں کچھوا حلال ہے اس لئے ان حضرات کے اس عمل پر اس لحاظ سے کوئی اعتراض بھی نہیں ہے۔

پچاس ہزار کلومیٹر طلب علم میں سفر

(حدیث نمبر ۴۳) حضرت امام ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد سے سنا انہوں نے فرمایا پہلے سال جس میں میں حدیث کی طلب میں نکلا میری عمر سات سال کی تھی پھر میں نے اپنے قدموں سے آٹھ ہزار کلومیٹر سے زیادہ سفر کیا پھر میں نے گننا چھوڑ دیا اور بحرین سے

(۷) (سیر اعلام النبلاء ۱۳-۲۵۸)

مصر تک پیدل چلا پھر رملہ تک پیدل چلا پھر دمشق تک چلا پھر انطاکیہ اور طرسوس تک چلا پھر حمص واپس لوٹا پھر عراق کی طرف میں نے سوار ہو کر سفر کیا یہ سب میرا علم کی طلب میں پہلا سفر تھا۔ پھر جب میں بیس سال کا ہوا تو رے سے نکلا اور کوفہ میں ۲۱۳ھ میں داخل ہوا جب محدث ''مقری'' کی وفات کی خبر آئی اس وقت میں کوفہ میں تھا پھر میں نے دوسری مرتبہ ۲۴۲ھ میں سفر کیا پھر ''رے'' میں اپنے وطن میں سن پینتالیس میں لوٹا اور میں نے سن ۵۵ میں چوتھا حج کیا اس وقت اس حج میں ان کے بیٹے حضرت عبدالرحمن بن ابی حاتم بھی شریک تھے۔ (۸)

(فائدہ) یہ سن ۲۰۰ کے بعد کی بات ہے یعنی دوسو تیرا، دوسو بیالیس، دوسو پینتالیس، دوسو پچپن کے واقعات ہیں۔

اتنا سفر کیا کہ حدیث کے علم ملنے کی کوئی مسند نہ چھوٹی

(حکایت نمبر ا) امام حاکم فرماتے ہیں کہ میں نے کئی مرتبہ اپنے مشائخ سے سنا جو امام ارغیانی سے نقل کرتے تھے وہ فرمایا کرتے تھے میں اسلام کے منبروں میں سے کوئی منبر نہیں جانتا جو باقی رہ گیا ہو اور میں نے وہاں کا حدیث کے سننے کے لئے سفر نہ کیا ہو۔ (۹)

ایک مدرسہ کیلئے ڈیڑھ سال کا سفر

(حکایت نمبر ا) امام ابو اسحاق ابراہیم بن القاضی ابی احمد العسال فرماتے ہیں جب قاضی صاحب فوت ہوئے اور ان کی اولاد تعزیت کے

---

(۸) (سیرا علام النبلاء ۱۳/ ۲۵۵-۲۵۶)
(۹) (سیرا علام النبلاء ۲۲۴-۲۲۵)

لئے بیٹھی تو دو آدمی سیاہ کپڑوں میں آئے اور پریشان ہو رہے تھے اور کہہ رہے تھے ہائے ان کا مسلمان ہونا جب ان کی حالت پوچھی گئی تو انہوں نے کہا کہ ہم مغرب کے علاقے اغمات سے آئے ہیں ہم نے ڈیڑھ سال سفر میں گزارا ہے تاکہ ہم اس امام سے کچھ سن سکیں لیکن جب ہم یہاں پہنچے تو ان کی وفات ہو چکی ہے۔ (۱۰)

محدث اسماعیلیؒ کا سفر طلب علم

(حکایت نمبر ۱) حضرت ابو بکر اسماعیلی نے فرمایا جب امام محمد بن ایوب رازی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کی خبر پہنچی تو میں رویا اور چیختا رہا اور میں نے اپنی قمیص کو پھاڑ ڈالا اور مٹی اپنے سر پر ڈالی تو میرے گھر کے لوگ جمع ہو گئے اور کہنے لگے تجھے کیا تکلیف ہوئی تو میں نے کہا کہ مجھے محمد بن ایوب کی وفات کی اطلاع پہنچی ہے تم نے مجھے ان کی طرف جا کر کے علم سیکھنے سے روکا ہے پھر انہوں نے مجھ سے پوچھا اور مجھے حضرت حسن بن ابی سفیان کی طرف سفر کرنے کی اجازت دی جب کہ اس وقت میرے چہرے پر ایک بال بھی نہیں آیا تھا یعنی ابھی ڈاڑھی نہیں اتری تھی کہ میں علم حدیث کی طلب کے لئے نکل کھڑا ہوا۔ (۱۱)

(فائدہ) کاش کہ ہمارے نوجوان نونہال بچے بھی ان واقعات کو اپنے عمل کا نمونہ بنائیں اور قرآن کریم اور حدیث نبوی اور فقہ کے حصول کے لئے ایسی ہی کوششیں کریں۔

(حکایت نمبر ۲) امام ابن القمری فرماتے ہیں میں نے مشرق اور مغرب

---

(۱۰) (سیر اعلام النبلاء ۱۶/ ۱۰-۱۱)
(۱۱) (سیر اعلام النبلاء ۱۶/ ۲۵۲)

کا چار مرتبہ چکر لگایا ہے۔ (۱۲)
(فائدہ) یعنی چار دفعہ میں نے دنیا میں گھوم کر دین کا علم حاصل کیا ہے۔

علم کا بھول جانا

(حکایت نمبر۱) حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر بھول جانا نہ ہوتا تو علم کی بہت کثرت ہوتی۔ (۱۳)
(حکایت نمبر۲) حضرت عمر بن عبدالعزیز فرماتے ہیں کہ میں مدینہ طیبہ سے نکلا تو کوئی شخص ایسا نہیں تھا جو مجھ سے بڑا عالم ہو لیکن جب میں شام میں آیا تو (اپنا علم کا بہت سا حصہ) بھول گیا۔ (۱۴)
(حکایت نمبر۳) حضرت امام زہری فرماتے ہیں کہ علم نسیان سے اور ایک دوسرے سے علماء کا مذاکرہ چھوڑ دینے سے ختم ہوتا ہے۔ (۱۵)
(حکایت نمبر۴) حضرت جریر بن عبدالحمید فرماتے ہیں کہ امام اعمش سے جب کسی حدیث کے متعلق پوچھا جاتا جو ان کو یاد نہ ہوتی تو وہ دھوپ میں بیٹھتے تھے اور اپنے ہاتھوں سے اپنی آنکھوں کا پسینہ پونچھتے تھے اور اس کو یاد کرتے رہتے تھے۔ (۱۶)

---

(۱۲) (سیر اعلام النبلاء ۱۶/۴۰۰)
(۱۳) (سیر اعلام النبلاء ۴/۵۲۹)
(۱۴) (سیر اعلام النبلاء ۵/۲۱)
(۱۵) (سیر اعلام النبلاء ۵/۳۳۷)
(۱۶) (سیر اعلام النبلاء ۵/۳۳۷)

چھٹا باب

حفاظت قرآن

خداوند ذوالجلال نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے۔ اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ یعنی ہم نے یہ قرآن اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔

خدا کی طرف سے حفاظت

اللہ رب العزت نے ایسا فصیح و بلیغ و جامع کلام نازل کیا ہے کہ اس کی جیسی ایک آیت بھی بنانا تمام مخلوق کی قدرت سے باہر ہے۔ جس زمانہ میں قرآن نازل ہوا عرب کی فصاحت و بلاغت معراج کمال پر تھی۔ عرب کے مغرور فصحاء اپنے سوا تمام دنیا کو عجم (گونگا) کہتے تھے۔ جب قرآن نازل ہوا اور اس نے ان تمام اخلاق ذمیمہ کی برائی ظاہر کی جو ان کی طبیعت ثانیہ بن گئے تھے۔ اور ان کو اپنے معبودوں، بتوں اور اپنے مذہب کا بطلان نظر آیا تو آگ بگولا ہو گئے تو ہر طرح مخالفت کرنے لگے۔ جس سے جو کچھ بن پڑا اس نے اپنی کرنی میں کسر نہ کی۔ لڑے، مرے خون کے دریا بہائے۔ یہ کیوں؟ قرآن کے مٹانے کے لیے، کیونکہ قرآن ان کو ان کے قدیم رسم و آئین کے خلاف عقائد مشرکانہ اور غیر مہذب اعمال و اخلاق سے بچنے کی تعلیم دے رہا تھا۔ اور توحید الٰہی کی جس سے اس زمانہ میں دنیا کے کان آشنا نہ تھے تلقین کر رہا تھا۔ یہ رہنما قرآن کا منزل علیہ کون تھا؟ ایک غریب، بے کس و بے بس اُمی جو نہ نثر سے آشنا نہ نظم سے واقف، ایسے

مسکین کا یہ حوصلہ کہ بڑے بڑے امراء مشہور جنگجوؤں اور نامور فصحاء کے آگے ان کے دین وآئین کے خلاف لب کشائی کرے اس عجیب وغریب کلام کے مٹانے کے لیے انہوں نے سب ہی کچھ کیا، مجنون وساحر کہا، گالی گلوچ اور مار پیٹ سے پیش آئے۔ لالچ دیا، برادری سے خارج کیا، غرض سب کچھ کیا، جب کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی تو دیس سے نکال دیا۔ اس سے بھی کام نہ چلا تو جنگ وجدال برپا کی۔

صاحب قرآن نے ان کے سامنے ایک آسان صورت فیصلہ پیش کیا اور للکارا کہ تم سب مل کر ایک ہی سورت بنالاؤ، مگر یہ سن کر سب کو سانپ سونگھ گیا، مقابلہ پر نہ آئے۔ کیا ان سے ممکن ہوتا تو نہ کرتے؟ ضرور کرتے، مگر ہو ہی نہ سکتا تھا۔

اہل عرب جو اپنی فصاحت و بلاغت کے زعم میں تمام دنیا کو عجم (یعنی گونگا) کہتے تھے جب آیات قرآنی ان کے سامنے پیش کی گئیں تو خود گونگے ہو گئے اور اس کے سوا کچھ نہ کہہ سکے۔ هٰذا سِحْرٌ مُّبِيْن (یہ تو کھلا جادو ہے)۔

عرب کے علاوہ دیگر ممالک کے کفار بھی اسلام کے خلاف جدوجہد میں کفار عرب کی طرح سرگرم رہے اور ہر طرح کی مخالفت کی لیکن باوجود ماہر علوم فنون ہونے کے اس مقابلہ کا بھولے سے بھی ارادہ نہ کیا۔

فصحاء و بلغائے عالم کے کلام میں خواہ وہ کسی ملک، کسی زبان اور کسی مذہب کے ہوں اگر فصاحت موجود ہے تو بلاغت مفقود ہے، پھر یہ کہ ایک عبارت ایک شعر ایک مصرع، ایک دو مطالب کا حامل ہوتا ہے عام جامعیت نہیں ہوتی نہ کلام میں یکسانیت ہوتی ہے اگر ابتداء میں زور ہے تو آگے کو مدھم پڑتا چلا گیا ہے۔ بعض کی ابتداء معمولی ہوتی ہے۔ اور بڑھتے

بڑھتے آخر میں زور پیدا ہو جاتا ہے، تمام کلام یکساں دلچسپ نہیں ہوتا، کچھ آگے، کچھ پیچھے قابل داد ہوتا ہے۔ مگر بیچ میں بھرتی ہوتی ہے۔ غرض کوئی کلام ایسا نہیں جس میں تمام لوازم فصاحت و بلاغت باحسن وجہ موجود ہوں اور یکسانیت، دلچسپی و جامعیت ہو۔

فصیح وہ کلام کہلاتا ہے، جو کم از کم ان پانچ عیوب سے پاک ہو۔

(۱) غیر مانوس الفاظ نہ ہوں

(۲) کلمات میں تنافر نہ ہو۔ یعنی اہل ذوق کی زبان پر ثقیل نہ ہوں۔

(۳) الفاظ خلاف قواعد و خلاف لغت نہ ہوں

(۴) ضعف تالیف نہ ہو۔ یعنی کلمات کا جوڑ بے قاعدہ نہ ہو

(۵) تعقید لفظی و معنوی نہ ہو یعنی الفاظ و معانی میں اینچ پینچ نہ ہو۔

کسی مخالف ماہر لسان نے قرآن میں ان عیوب میں سے کوئی عیب بھی ثابت نہیں کیا۔

اسباب بلاغت و بداعت میں سیکڑوں قسم کے بدائع ہیں۔ مجاز۔ استعارہ، کنایہ، تمثیل، تشبیہ، اطناب، ایجاز، استطراد، حسن تخلص، تضمین، تجنیس، تکرار، انسجام، ایہام، مبالغہ، مطابقہ، مقابلہ اور ارداف وغیرہ وغیرہ۔

قرآن مجید ان تمام بدائع سے پر ہے۔ قرآن مجید کا طرز بیان اور طریق استدلال ایسا عجیب و غریب ہے کہ جس سے عوام اور اہل علم دونوں مستفید ہو سکتے ہیں۔ کلام میں اول سے آخر تک یکساں زور و دلچسپی ہے، فصحاء و بلغاء اور شعراء کا بڑا میدان سخن محسوسات کی کیفیات کا بیان ہے، وہ کسی مضمون کے تابع نہیں رہتے۔ لفاظی کے لئے جو مضمون سوجھ گیا جو قافیہ ہاتھ آ گیا اسی کو باندھ لیا۔ اگر کسی فصیح و بلیغ کو مضمون کا پابند کر کے لفاظی اور

قافیہ پیمائی سے روک دیا جائے اور کسی سادہ مضمون مثلاً حسنِ اخلاق یا میراث وغیرہ کے متعلق فرمائش کی جائے کہ وہ فصاحت و بلاغت سے معمور ہوتو ساری تعلّی ہوا ہو جائے اور اگر کوئی شعر یا کوئی فقرہ ایسا طلب کیا جائے جو تمام لوازم فصاحت و بلاغت سے معمور ہوتو ساری شیخی کرکری ہو جائے۔

قرآن مجید مسائل میراث وصدقات اور عصمت وعفت وغیرہ وغیرہ تمام مضامین کو کمال فصاحت و بلاغت اور زور کے ساتھ ادا کرتا ہے اور ایک مضمون سے دوسرے مضمون کی طرف ایسی خوبی سے منتقل ہوتا ہے کہ پڑھنے والے کو پتہ بھی نہیں چلتا۔ اہل علم حیران رہ جاتے ہیں۔ قرآن سے جس قدر مسائل وعلوم کا استنباط ہوا ہے۔ اس کی مثال ملنا ناممکن ہے۔ یہ موقع اس کی تفصیل کا نہیں۔

غرض خداوند علام نے اپنے کلام کو اس شان پر رکھا ہے کہ کیا باعتبار عبارت، کیا باعتبار معانی اور کیا باعتبار مطالب تمام مخلوق اس کی مثل بنانے سے عاجز ہے۔ اور کسی کا کلام شامل نہیں۔ اور کسی کا کلام کیا ملے گا، جب کہ رسول کریم ﷺ کا کلام بھی نہیں مل سکتا جس جگہ بھی حدیث میں آیت کا کوئی جملہ آ گیا ہے۔ وہاں دونوں کلام علیحدہ علیحدہ معلوم ہوتے ہیں۔

دوسرا طریقہ خدائے کریم نے حفاظت قرآن کا یہ قرار دیا ہے کہ پنجگانہ نماز میں قرآن کا پڑھنا فرض کیا ہے اور تراویح میں قرآن کے سننے اور قرآن کی تلاوت کا بڑا اجر مقرر کیا ہے۔

نبی ﷺ کی طرف سے حفاظت

رسول کریم ﷺ نے قرآن کی یہ حفاظت کی کہ کثیر التعداد لوگوں کو لکھوا دیا لاکھ سے زیادہ نفوس کو پڑھا دیا، ہزاروں کو حفظ کرا دیا، اس کے لکھنے

پڑھنے اور حفظ کرنے کا بڑا بھاری اجر بیان فرمایا اور ایسے ہی قرآن پاک کے الفاظ کی تفسیر بھی بیان فرمائی جس سے قرآن کے الفاظ اور معانی دونوں کی حفاظت ہوگئی۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرف سے حفاظت

صحابہ رضی اللہ عنہم نے ہر طرح حفاظت کی۔ لکھا، پڑھا، حفظ کیا، اشاعت کی، لکھایا، پڑھایا حفظ کرایا، سورتیں، آیات، کلمات اور حروف شمار کردئے کہ کم وبیش کا وہم بھی نہ رہے، مدارس قائم کئے۔ معلمین و متعلمین کے وظائف مقرر کئے اور علم تفسیر کی بنیاد قائم کی۔

تابعین وتبع تابعین کی طرف سے حفاظت

اس مقدس گروہ نے تعلیم وکتابت میں اپنے اساتذہ کی پوری پیروی کی۔ مدارس قائم کئے، حفاظ وقراء کی ہر طرح اعانت وقدر کی، اعراب ونقاط قائم کئے اور ان کو شمار کر کے بتا دیا۔ تاکہ غلطی کا احتمال نہ رہے، تفاسیر تصنیف کیں اور بعض علوم متعلقہ قرآن پر کتابیں لکھیں۔

علماء امت کی طرف سے حفاظت

حضرات ائمہ وعلماء نے تعلیم وکتابت میں بے نظیر سعی کی، کثرت سے تفاسیر اور دیگر علوم قرآن پر تصانیف کیں اور مسائل استنباط کئے اور استنباط کے اصول قائم کئے۔

عام امت کی طرف سے حفاظت

عوام نے رغبت سے پڑھا اور لکھا، نماز میں سب قرآن پڑھتے ہیں، ماہ رمضان میں تراویح میں سنتے ہیں، پڑھے لکھے تلاوت کرتے ہیں اور حفاظت کرتے ہیں۔

غرض اس کتاب کی ابتداء سے آج تک ایسی حفاظت ہوئی ہے کہ اس سے زیادہ خیال وقیاس میں نہیں آسکتی۔ اور وہ آج تک بعینہ محفوظ ہے۔

''جس حفاظت سے قرآن ہم تک پہنچا ہے۔ اس کی نظیر دنیا میں نہیں ہے''۔

حفاظ اور قراء کی طرف سے حفاظت

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر آج تک اور آئندہ جب تک اللہ تعالیٰ کو قرآن کریم کو دنیا میں محفوظ رکھنا مطلوب ہے ایسے حضرات کی بے شمار تعداد دنیا کو مہیا فرمائی ہے جس پر تمام امت ممنون احسان ہے کبھی بھی زمانہ ان بے شمار حفاظ وقراء کرام سے خالی نہیں رہا ہر دور میں قرآن کے الفاظ، طرز تحریر، طریق ادا، مقامات وقف وابتداء، فواصل آیات اور علوم متعلقہ کی خوب نگہداشت کی کہ قرآن شریف جس طرح سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے منقول ہو کر آگے چلا اسی طرح بالکل ہر دور میں محفوظ رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ ان سب خدام قرآن کے درجات میں بے انتہاء اضافہ فرمائیں اور ان کی خدمات کو مشکور فرمائیں۔

کاتبین قرآن کی طرف سے حفاظت

یہی طرز دنیا میں ہر جگہ کے مسلمان کاتبوں نے اختیار کیا جو اپنے وقت کے جید قاری اور مصاحف قرآنی کے علوم سے واقف تھے۔ ان کی کتابت مصاحف کے نادر نمونے جوانہوں نے صدیوں پہلے تحریر کئے تھے آج بھی بڑی شان وشوکت کے ساتھ موجود ومحفوظ ہیں ان کی خدمات بھی قراء قرآن سے کم نہیں ہیں۔ اللہ ان کو بھی اپنی رحمت سے اجر وافر عطاء فرمائیں۔(۱)

(۱)(تاریخ قرآن صارم)

ساتواں باب

تلاوت قرآن کے فضائل

گذشتہ باب میں جناب رسول کریم ﷺ کی ان احادیث مبارکہ کا ذکر کیا گیا ہے جن میں حفاظ کرام کا تذکرہ اور ان کے فضائل بطور خاص وارد ہوئے ہیں۔

اور چونکہ حفاظ کرام یاد رہنے اور تلاوت وغیرہ کے لئے قرآن کریم کی کثرت سے تلاوت کرتے ہیں بلکہ عام طور پر غیر حفاظ سے زیادہ تلاوت کرتے ہیں، لہذا جو فضائل فقط تلاوت قرآن پر وارد ہوئے ہیں حفاظ ان کے بھی بدرجہ اولیٰ مصداق ہیں جو حضرات قرآن پاک حفظ کر چکے ہیں یا کر رہے ہیں ان کو بھی تلاوت کے ثوابات اور انعامات ملیں گے اس لئے اب ہم تلاوت قرآن کے فضائل و انعامات سے متعلق چند احادیث شریفہ کو بیان کرتے ہیں حفاظ کرام ان کو بھی ذہن نشین کرلیں اور ان میں جن طریقوں سے اور جن تعدادوں سے ثواب اور انعام کے حصول کا بیان ہوا ہے ان کو بھی محفوظ رکھیں اور تلاوت قرآن کرتے رہیں انشاء اللہ ان تلاوتوں کے اجر و ثوابات سے ضرور بہرہ ور ہوں گے۔

ایک حرف کی تلاوت پر ستر نیکیاں

(حدیث نمبر ۴۴) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

مَن قَرَأَ الْقُرْآنَ فَلَمْ يُعْرِبْهُ وُكِّلَ بِهِ مَلَكٌ يَكْتُبُ لَهُ كَمَا

أُنـزِلَ بِـكُـلِّ حـرفٍ عَشر حَسنَاتٍ، فَإنْ أَعرب بَعضَهُ وُكِّل بِهِ ملَكَان يكتُبَان لهُ بكُلّ حَرفٍ عِشرِيْن حسنةً، فَان اَعُربَهُ وُكِّل بِهٖ أربَعَةُ أمْلاكٍ يكْتبُون لهُ بكُلّ حرفٍ سَبعِيْن حسنَةً .(۱).

(ترجمہ) جس نے قرآن مجید بلا اعراب (تجوید کی صفات محسنہ کے بغیر) پڑھا اس کو ایک فرشتہ کے سپرد کردیا جاتا ہے جو قرآن پاک کو اسی طرح لکھتا ہے جیسے نازل کیا گیا (اور) ہر حرف کے بدلہ میں دس نیکیاں لکھتا ہے پس اگر قرآن کے کچھ حصہ کو اعراب کے ساتھ پڑھا (کچھ صفات محسنہ کے ساتھ اور کچھ صفات لازمہ کے ساتھ) اس کو دو فرشتوں کے سپرد کردیا جاتا ہے جو اس کے لئے ہر حرف کے بدلہ میں بیس نیکیاں لکھتے ہیں۔ پس اگر کوئی قرآن پاک کو مکمل اعراب کے ساتھ (یعنی مکمل تجوید سے) پڑھتا ہے تو اس کے لئے چار فرشتے مقرر کردئے جاتے ہیں جو اس کے لئے ہر حرف کے بدلے میں ستر نیکیاں لکھتے ہیں۔

(فائدہ) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ستر نیکیوں کا اتنا عظیم ثواب ہوتا ہے جس کو چار فرشتے (نامہ اعمال میں) لکھتے ہیں اور جو ایک حرف اور آیت نہیں بلکہ بہت سی آیات تلاوت کرتا ہے اس کا اندازہ خود ہی کرلیں۔

بلا اعراب کا مطلب یہ ہے کہ قرآن پاک کی تجوید کی صفات محسنہ کے بغیر پڑھے اور اگر تجوید کی صفات لازمہ کے بغیر تلاوت کی تو اس پر ثواب تو درکنار تلاوت ہی حرام ہے جیسا کہ ہم نے مولانا ظفر احمد عثمانیؒ کے حوالہ سے اس مضمون میں نقل کیا ہے اور اعراب کا مطلب یہ ہے کہ تجوید کی صفات لازمہ اور محسنہ کے ساتھ پڑھے۔ اور جو آدمی قرآن کا کچھ حصہ اعراب کے ساتھ اور کچھ بلا اعراب (یعنی کچھ تجوید کی صفات لازمہ کے

(۱). الجامع لاحکام القرآن للقرطبی ج ۱ ص ۷ واللفظ له. ومجمع الزوائد ج۷ص ۱۶۳ وعزاه الی الطبرانی فی الاوسط.

ساتھ اور چھ صفات محسنہ کے ساتھ) تلاوت کرتا ہے تو اس کے بلا اعراب تلاوت شدہ حصہ کو وہ دونوں فرشتے درست کر کے نامہ اعمال میں نقل کرتے ہیں، جیسا کہ کنز العمال جلد اول کی بعض روایات اور اس حدیث کے حصہ اول سے بطور دلالۃ النص معلوم ہوتا ہے۔ اور صحیح تلاوت کرنے پر ہر حرف کے بدلہ میں ستر نیکیاں لکھنے کے لئے چار فرشتے مقرر کرنا بھی با تجوید تلاوت قرآنی کی عظمت کی دلیل ہے۔

تلاوت شدہ آیت قیامت میں نور ہوگی

(حدیث نمبر ۴۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَن تَلا آيَةً مِن كِتَابِ اللهِ كَانَتُ لَهُ نُورًا يَومَ الْقِيامَةِ، وَمَنِ اسُتَمَعَ الآيَةَ مِنُ كِتَابِ اللهِ كُتِبَتُ لَهُ حَسَنَةٌ مُضَاعَفَةٌ. (۲)

(ترجمہ) جس نے کتاب اللہ سے کوئی آیت تلاوت کی تو وہ (آیت) روز قیامت اس کے لئے نور ہوگی، اور جو کتاب اللہ کی کسی آیت کے سننے کے لئے متوجہ ہوا اس کے لئے نیکی لکھی جاتی رہتی ہے۔

(فائدہ) اس حدیث میں دو فضیلتیں بیان کی گئی ہیں ایک اس آیت کا قیامت میں تلاوت کرنے والے کے لئے نور ہونا اور دوسرا سامع کے لئے اجر کا دوہرا ہونا اور جو قرآن کی آیات پڑھنے سننے اور عمل کرنے پر پوری زندگی کو صرف کر دیتا ہے اس کے لئے نورانیت اور حسنات کا حساب لگانا بہت مشکل ہے حدیث میں جو (مضاعفہ) کا لفظ آیا ہے اس کا معنی دو چند

---

(۲) اخرجه احمد بلين (جمع الفوائد ج ۲ ص ۱۲۴). والبيهقي في شعب الايمان (كنز العمال ج ۱ ص ۵۳۴ واللفظ له) والجامع الصغير مع المناوى ج ۶ ص ۵۹ مع تقديم جملة الاخير. ومثله نقله صاحب جمع الفوائد.

اور اس سے زائد اور ہمیشہ بڑھنے کا بھی آتا ہے تو گویا ایک لحاظ سے ایک آیت کو بغور سننے کا اتنا اجر کہ قیامت تک لکھا جائے۔

ایک آیت کی تلاوت عرش کے علاوہ ہر شے سے افضل ہے

(حدیث نمبر ۴۶) حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَسِمَاعُ آیَۃٍ مِنْ کِتَابِ اللّٰہِ اَعْظَمُ أَجْرًا مِن مِثْلِ صُبَیْرٍ یَتَصَدَّقُ بِہٖ وَلَقِرَاءَ ۃُ آیَۃٍ مِنْ کِتَابِ اللّٰہِ أَفْضَلُ مِن کُلِّ شَیْئٍ دُوْنَ الْعَرْشِ. (۳)

(ترجمہ) قسم ہے مجھے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! بے شک کتاب اللہ کی کسی آیت کا سننا بہت بڑی روٹی صدقہ کرنے سے زیادہ اجر رکھتا ہے۔ اور کتاب اللہ کی کسی آیت کا تلاوت کرنا عرش کے علاوہ ہر شے سے افضل ہے۔

(فائدہ) آیت قرآنی کا سننا اس حدیث میں صدقہ کرنے سے افضل معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ قرآن خدا تعالیٰ کا صفت کلام ہے اور اسی طرح برتر ہے جیسے خود خدا تعالیٰ مخلوق سے برتر ہیں اس لئے اس کا سماع بھی صدقہ سے افضل ہوا۔ اسی طرح تلاوت قرآن کا عرش کے علاوہ ہر شے سے افضل ہونا بھی اسی سے واضح ہوتا ہے۔ اور عرش کا تلاوت سے افضل ہونا اس لئے ہے کہ یہاں خدا تعالیٰ کے کلام کی تلاوت کرنے والا بندہ ہے اور عرش پر خود صاحب کلام (اللہ تعالیٰ) اپنی شان کے مطابق مستوی ہیں گویا کہ تلاوت کی نسبت بندہ کی طرف ہے اور عرش کی نسبت خود خدا تعالیٰ کی طرف ہے

(۳) اخرجه أبو الشيخ و الديلمي (كنز العمال ج ۱ ص ۵۳۵).

اس لئے عرش اور بندہ کی تلاوت میں بھی اتنا ہی فرق اور تناسب ہے اگرچہ صفت کلام باری تعالیٰ عرش سے افضل ہے۔ واللہ اعلم۔

ایک آیت کی تلاوت سے جنت میں درجہ بلند اور نور کا چراغ

(حدیث نمبر ۴۷) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

مَنۡ قَرَأَ آيَةً مِنَ الْقُرآنِ كَانَ لَهُ دَرَجَةٌ فِي الْجَنَّةِ وَمِصْبَاحٌ مِنۡ نُوۡرٍ. (۴)

(ترجمہ) جس نے قرآن کریم کی ایک آیت تلاوت کی اس کے لئے جنت میں درجہ بلند ہوگا اور نور کا چراغ ہوگا۔

(فائدہ) اس حدیث میں حافظ یا ناظرہ خواں کی کوئی قید نہیں پس جب بھی کوئی ایک آیت قرآن کی تلاوت کرے گا اس کے لئے جنت میں ایک درجہ بلند ہو جائے گا اور ایک نور کا چراغ روشن ہو جائے گا پس کتنے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو آیات قرآنی کو بار بار تلاوت کر کے اپنے لئے جنت میں درجات اور چراغ بڑھاتے رہتے ہیں ہمیں بھی یہ سعادت حاصل کرنی چاہئے۔

تیس آیات کی تلاوت پر ہر نقصان سے نجات

(حدیث نمبر ۴۸) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

مَنۡ قَرَأَ ثَلاثِيۡنَ آيَةً فِيۡ لَيۡلَةٍ لَمۡ يَضُرَّهُ تِلۡكَ اللَّيۡلَةَ سَبُعٌ ضَارٌّ وَلَا لِصٌّ طَارِقٌ وَعُوفِيَ فِيۡ نَفۡسِهٖ وَأَهۡلِهٖ وَمَالِهٖ حَتّٰى

(۴). رواه البيهقي في شعب الايمان (كنز العمال ج ۱ ص ۵۴۷).

يُصْبِح. (۵)

(ترجمہ) جس نے رات کو تمیں آیات تلاوت کیں، اس کو اس رات میں تکلیف دینے والا کوئی درندہ تکلیف نہیں پہنچائے گا اور نہ کوئی رات کو آنے والا چور تکلیف پہنچائے گا اس کو اس کی ذات اور اہل خانہ اور مال و دولت میں سلامتی عطا کی جاتی ہے۔

چالیس، سو، دوسو اور پانچ سو آیات کی تلاوت کے فضائل

(حدیث نمبر ۴۹) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَن قَرأَ أربعين آيةً فِي لَيلَةٍ لَمْ يُكْتبُ مِنَ الْغَافِلِين، وَمَنْ قَرأَ مائةَ آيةٍ كُتب مِنَ الْقَانِتِيْنَ. وَمَنْ قَرأَ مِائتَيْ آيةٍ لَمْ يُحَاجّه الْقُرْآنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. وَمَن قَرأَ خَمْسَمائَةِ آيةٍ كُتب لَهُ قِنطارٌ مِن الْأَجْر. (۶)

(ترجمہ) جس نے چالیس آیات ایک رات میں تلاوت کیں وہ غافلین سے نہیں لکھا جائے گا اور جس نے سو آیات تلاوت کیں وہ باادب اور تابعدار لوگوں میں لکھا جائے گا اور جس نے دو سو آیات تلاوت کیں قیامت کے دن اس سے قرآن (اپنی تلاوت کے بارے میں) جھگڑا نہیں کرے گا اور جس نے پانچ سو آیات تلاوت کیں اس کے لئے ثواب کا ایک قنطار لکھا جائے گا۔

وفي رواية أبي نصر: مَن قَرأَ خَمْسَ مِائَةِ آيةٍ فِي لَيلَةٍ الى

(۵). رواه الديلمي في مسند الفردوس (كنز العمال ج ا ص ۵۳۷).
(۶). رواه البيهقي في شعب الايمان (كنز العمال ج ا ص ۵۳۷).

الف آية أصبح وله قنطارٌ مّن الجنّة. (۷)

(ترجمہ) اور ابونصر کی روایت میں ہے جس نے پانچ سو آیات سے لے کر ہزار آیات تک کی ایک رات میں تلاوت کی وہ اس حال میں صبح کرے گا کہ اس کے لئے ایک قنطار جنت سے اجر وثواب لکھ دیا جائے گا۔

(فائدہ) پہلی حدیث میں پانچ سو آیات کی تلاوت پر ایک قنطار کا اجر ہے اور اس روایت میں پانچ سو سے ہزار آیات تک تلاوت میں ایک قنطار کا اجر ہے۔ اور آئندہ حدیث میں ہزار آیات کی تلاوت پر ایک قنطار کا ثواب ہے ان میں بظاہر آپس میں اختلاف معلوم ہوتا ہے اور حقیقت میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ (۱) اس لئے کہ یا تو پانچ سو سے ہزار آیات تک کا ثواب مراد ہے، چاہے کوئی پانچ سو آیات پڑھے یا چھ سو یا سات سو یا آٹھ سو یا نو سو یا ہزار اس کا ثواب ایک قنطار ہی ہے۔ (۲) یہ کہ پڑھنے والے پر موقوف ہے کہ اس میں کتنی سو آیات پڑھنے کی ہمت ہے بعض کمزور یا صاحب عذر ہوتے ہیں ان کے لئے پانچ سو آیات کا وہی ثواب ہوگا جو بے عذر کی ہزار آیات تلاوت کرنے کا ہے۔ (۳) یا تلاوت کرنے والے کے مقام ومنصب کے مطابق ہے۔ ایک عام مسلمان ہزار آیات تلاوت کرتا ہے اور ایک خاص اللہ والا پانچ سو آیات کی تلاوت کرتا ہے اس کا ثواب پڑھنے والے کے مقام ومرتبہ کے لحاظ سے ہزار آیات کے ثواب کے برابر کر دیا جاتا ہوگا۔ (۴) یا نیت وآداب میں فرق ہوتا ہے ایک نے خوب اخلاص اور آداب تلاوت کے ساتھ پانچ سو آیات تلاوت کیں تو دوسرے نے کم آداب یا کم اخلاص سے ہزار آیات کی تلاوت کی تو اس طرح دونوں ثواب میں برابر ہو گئے۔ (۵) یا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ خود قنطار ہی میں فرق ہو

(۷) رواه ابو نصر (کنز العمال ج ۱ ص ۱۵۳).

جیسے کسی کام میں پہاڑ جتنا ثواب مذکور ہو اب دنیا میں پہاڑ تو بڑے چھوٹے ہر طرح کے ہیں اب جس طرح کا کام کیا ہوگا اتنے ہی تناسب کا پہاڑ انعام میں ہوگا۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

اور قنطار کی تعریف اور تفصیل اگلی حدیث شریف میں آ رہی ہے۔

ہزار آیات کی تلاوت پر ایک لاکھ بہتر ہزار آٹھ سو احد پہاڑ کے برابر ثواب، اور تین سو آیات کی تلاوت پر مغفرت

(حدیث نمبر ۵۰) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

مَن قرأ ألفَ آيةٍ كُتِبَ لَهُ قِنطارًا. والقِنطارُ مائةُ رِطلٍ والرِّطلُ ثِنتاعشرةَ أُوقِيةً والأُوقِيةُ ستةُ دَنانيرَ، والدِّينارُ أربعةٌ وَعِشرُونَ قِيراطًا، والقِيراطُ مثلُ أُحُدٍ. وَمَن قرأ ثلاثمائةٍ قالَ اللهُ لِملائكتهِ نَصَبَ عَبدِي كَيْ أُشهِدَكُم يا مَلائكتي انِّي قَدْ غَفرتُ لَهُ. ومن بلغهُ عن اللهِ فضيلةٌ فعَمِلَ بها ايمانًا به ورجاءَ ثوابهِ أعطاهُ اللهُ ذلكَ وانْ لم يَكُنْ ذلكَ كذلكَ. (۸)

(ترجمہ) جس نے ہزار آیات کی تلاوت کی اس کے لئے ایک قنطار (کے برابر) ثواب لکھا جاتا ہے، اور ایک قنطار سو رطل کا اور ایک رطل بارہ اوقیہ کا اور ایک اوقیہ چھ دینار کا اور ایک دینار چوبیس قیراط کا، اور ایک قیراط احد پہاڑ کے برابر ہے۔

اور جس نے تین سو آیات تلاوت کیں اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتے

(۸) فضائل القرآن الكريم لابن كثير المطبوع فى آخر تفسيره (ج ۷ ص ۵۱۲) عن مسند ابى يعلى الموصلى.

ہیں میرے بندے نے بہت مشقت اٹھائی اس لئے میرے فرشتو، میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اس کی مغفرت کردی۔ اور جس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے (کسی عمل کی) فضیلت پہنچی ہو اس نے ایمان اور ثواب کی امید سے اس پر عمل کیا اس کو اللہ تعالیٰ وہی ثواب عطا فرمائیں گے۔ اگرچہ اس عمل کا وہ ثواب اس طرح وارد نہ تھا۔

(فائدہ) اس حدیث میں جو ہزار آیات کی تلاوت کا ثواب بیان ہوا ہے اس کا حساب اس طرح سے ہے کہ ایک پہاڑ ایک قیراط کے برابر ہے پھر ایک قیراط چوبیس دینار کا ہے اس طرح سے جب ۲۴ قیراط کو ۶ دینار سے ضرب دیں تو ۱۴۴ قیراط بنتے ہیں اور پھر ۱۴۴ کو ۱۲ اوقیہ سے ضرب دیں تو ۱۷۲۸ قیراط بنتے ہیں پھر ان ۱۷۲۸ قیراط کو ۱۰۰ رطل کے ساتھ ضرب دیں تو ۱۷۲۸۰۰ (ایک لاکھ بہتر ہزار آٹھ سو) احد پہاڑ کے برابر ہے۔ تو ہزار آیت کی تلاوت کا ثواب ۱,۷۲,۸۰۰ (ایک لاکھ بہتر ہزار آٹھ سو) احد پہاڑ کے برابر ہے۔

اور احد پہاڑ خود اتنا بڑا پہاڑ ہے کہ اس کے اردگرد کا فاصلہ طے کرنے کے لئے طویل وقت درکار ہے اور یہ ثواب اس حدیث کی رو سے مکمل ہزار آیات کی تلاوت کا ہے اس حساب سے اگر ایک آیت کی تلاوت کا حساب لگائیں تو ۱۷۲ سے کچھ اوپر احد پہاڑ کے برابر ثواب بنتے ہیں اور آیات کی طوالت مختلف طور سے ہے کوئی چھوٹی کوئی بڑی اگر کوئی تین حرف کی آیت کی تلاوت کرتا ہے تو اس کو بھی انشاء اللہ سترہ ہزار دو سو سے زائد احد پہاڑوں کے برابر ثواب ملے گا۔ اور اس روایت سے قبل کی ایک روایت میں اتنا ثواب پانچ صد آیات کی تلاوت پر بھی وارد ہوا ہے تو اس کی رو سے

پانچ سو آیات کی تلاوت کا ثواب ایک لاکھ بہتر ہزار آٹھ سو ہے اور ایک آیت کی تلاوت کا ثواب چوبیس ہزار پانچ احد پہاڑوں کے برابر بنتا ہے (ان دونوں روایتوں میں جو پانچ صد اور ہزار آیات کی تلاوت پر ایک ہی ثواب وارد ہونے میں اختلاف نظر آتا ہے اس کا جواب پچھلی حدیث کے فائدہ میں گزر چکا ہے) بڑی عظیم فضیلت اور ثواب ہے حفاظ وغیرہم کو اس سے محروم نہیں ہونا چاہئے بلکہ اس کی تلاوت میں مگن رہنا چاہئے آخر خدا تعالیٰ نے یہ فضیلت دی کس لئے ہے؟ اس کو استعمال کیجئے اور منٹوں گھنٹوں میں کروڑوں اربوں پتی بنئے۔

اور اس رسالہ میں بعض وہ احادیث جو بطور سند کے کچھ ضعیف ہیں ان پر عمل اور اجر و ثواب کی دلیل اس حدیث کا آخری حصہ (ومن بلغه عن الله فضيلة فعمل بها الخ) ہے اور اس پر مکمل بحث مستقل عنوان ''ضعیف احادیث فضائل اعمال میں حجت ہیں'' میں ہم نے ذکر کر دی ہے اس کو وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

قرآن پاک پڑھنے والے کی مثال مشک سے بھری ہوئی تھیلی کی طرح ہے

(حدیث نمبر ۵۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

تَعَلَّمُوا الْقُرْآنَ وَاقْرَءُوهُ وَارْقُدُوا. فَإِنَّ مَثَلَ الْقُرْآنِ لِمَنْ تَعَلَّمَهُ فَقَرَأَ وَقَامَ بِهِ كَمَثَلِ جِرَابٍ مَحْشُوٍّ مِسْكًا يَفُوحُ رِيحُهُ فِي كُلِّ مَكَانٍ، وَمَثَلُ مَنْ تَعَلَّمَهُ فَيَرْقُدُ وَهُوَ فِي جَوْفِهِ كَمَثَلِ

جِرَابٍ أُوْكِئَ عَلٰی مِسْكٍ. (۹)

(ترجمہ) قرآن کی تعلیم حاصل کرو، اس کی تلاوت کرو اور آرام کرو (سو جاؤ)، بے شک قرآن کی مثال اس آدمی کے لئے جس نے اس کی تعلیم حاصل کی اس برتن کی مانند ہے جو کستوری سے بھرا ہوا ہو اس سے ہر مکان میں خوشبو مہکتی ہو۔ اور جس نے اس کی تعلیم حاصل کی پھر آرام کیا (اور اس پر عمل نہ کیا) جبکہ قرآن اس کے اندر (دل میں) موجود ہو اس کی مثال چمڑے کے اس برتن کی طرح ہے جس میں کستوری تو موجود ہو مگر اس کے سر کو باندھ دیا گیا ہو (جس سے خوشبو باہر نہ آتی ہو)۔

(فائدہ) حفظ قرآن ہر حال میں مبارک ہے لیکن عمل نہ کرنے سے فضائل میں کمی آجاتی ہے اور بعض اوقات آدمی ایسے اعمال کا مرتکب ہوتا ہے کہ وہ سب فضائل سلب کر لئے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ حفظ کے بعد عمل کی بھی توفیق عطا فرمائیں۔

حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ لکھتے ہیں

یعنی جس شخص نے قرآن پاک پڑھا اور اس کی خبر گیری کی، راتوں کو نماز میں تلاوت کی، اس کی مثال اس مشک دان کی سی ہے کہ جو کھلا ہوا ہے کہ اس کی خوشبو سے تمام مکان مہکتا ہے اسی طرح اس حافظ کی تلاوت سے تمام مکان انوار و برکات سے معمور رہتا ہے۔ اور اگر وہ حافظ سو جائے یا غفلت کی وجہ سے نہ پڑھ سکے تب بھی اس کے قلب میں جو کلام پاک ہے وہ تو بہر حال مشک ہی ہے، اس غفلت سے اتنا نقصان ہوا کہ دوسرے لوگ اس کی برکات سے محروم رہے لیکن اس کا قلب تو بہر حال اس مشک کو اپنے

(۹) رواہ الترمذی والنسائی وابن ماجۃ (ج ۱ ص ۷۸) وابن حبان (جامع الشمل ج ۱ ص ۱۴۶) مشکوۃ المصابیح ج ۱ ص ۱۸۷. کنز العمال ج ۱ ص ۵۱۱.

اندر لئے ہوئے ہے۔ (۱۰)

تلاوت کرنے والوں اور نہ کرنے والوں کی مثال

(حدیث نمبر ۵۲) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

مَثَلُ الْمؤمنِ الَّذِیْ یَقْرَأُ الْقُرْآنَ کَمَثَلِ الْأُتْرُجَۃِ طُعْمُھَا طَیِّب وَرِیحُھَا طَیِّب، وَمَثَلُ الْمؤمنِ الَّذِی لَایَقْرَأُ الْقُرْآنَ کَمَثَلِ التَّمْرَۃِ طُعْمُھَا طَیِّبٌ وَلَا رِیحَ لَھَا، وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِیْ یَقْرَأُ الْقُرْآنَ کَمَثَلِ الرَّیْحَانَۃِ رِیحُھَا طَیِّبٌ وَطُعْمُھَا مُرٌّ، وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِیْ لَایَقْرَأُ الْقُرْآنَ کَمَثَلِ الْحَنْظَلَۃِ طُعْمُھَا مُرٌّ وَلَا رِیحَ لَھَا. (۱۱)

(ترجمہ) قرآن پڑھنے والے مومن کی مثال ترنج (ایک عمدہ اور کثیر الفوائد پھل) کی طرح ہے جس کا ذائقہ اور خوشبو پاکیزہ اور عمدہ ہے اور قرآن نہ پڑھنے والے مومن کی مثال کھجور کی طرح ہے جس کا ذائقہ عمدہ ہے مگر اس میں خوشبو نہیں۔ اور منافق کی مثال جو قرآن کی تلاوت کرتا ہے۔ (پھولوں کے) گلدستہ کی مانند ہے جس کی خوشبو عمدہ ہے اور ذائقہ کڑوا ہے۔ اور قرآن

---

(۱۰) (فضائل القرآن).

(۱۱) صحیح البخاری ج ۲ ص ۷۵۱ و ۷۵۷. صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۶۹. مفتاح کنوز السنۃ ۴۰۲. تفسیر القرطبی ج ۱ ص ۶. مقدمۃ تفسیر الخازن ج ۱ ص ۵. فضائل القرآن لابن کثیر فی آخر تفسیرہ ج ۷ ص ۵۰۷. الحدائق فی علم الحدیث والزھدیات لابن الجوزی ج ۱ ص ۵۰۳. الترغیب والترھیب للمنذری ج ۲ ص ۳۰۶. ابن ماجۃ ج ۱ ص ۷۷ واللفظ لہ. المشکوۃ ج ۱ ص ۱۸۴. کنز العمال ج ۱ ص ۵۲۲ عن احمد والشیخین والترمذی وابی داود والنسائی وابن ماجۃ.

کی تلاوت نہ کرنے والے منافق کی مثال اندرائن (حنظل کے پھل) کی طرح ہے جس کا ذائقہ بھی انتہائی کڑوا ہے اور خوشبو بھی نہیں ہے۔

(فائدہ) حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ اس حدیث کے فائدہ میں لکھتے ہیں مقصود اس حدیث سے غیر محسوس شے کو محسوس کے ساتھ تشبیہ دینا ہے تا کہ ذہن میں فرق کلام پاک کے پڑھنے اور نہ پڑھنے میں سہولت سے آجائے ورنہ ظاہر ہے کہ کلام پاک کی حلاوت و مہک سے کیا نسبت ترنج و کھجور کو، اگر چہ ان اشیاء کے ساتھ تشبیہ میں خاص نکات بھی ہیں جو علوم نبویہ کی وسعت کی طرف مشیر ہیں۔ مثلاً ترنج ہی کو لیجئے منہ میں خوشبو پیدا کرتا ہے، معدہ صاف کرتا ہے، ہضم میں قوت دیتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ یہ ایسے منافع ہیں کہ قراءت قرآن شریف کے ساتھ خاص مناسبت رکھتے ہیں مثلاً منہ کا خوشبودار ہونا، باطن کا صاف ہونا، روحانیت میں قوت پیدا ہونا۔ یہ منافع تلاوت میں ہیں جو پہلے منافع کے ساتھ بہت ہی مشابہت رکھتے ہیں۔ ایک خاص اثر ترنج میں یہ بھی بتلایا جاتا ہے کہ جس گھر میں ترنج ہو وہاں جن نہیں جا سکتا، اگر یہ صحیح ہے تو پھر کلام پاک کے ساتھ خاص مشابہت ہے (جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس گھر میں تلاوت ہو وہاں جنات نہیں آ سکتے جس کی تفصیل اسی رسالہ میں موجود ہے) اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے احیاء (یعنی احیاء العلوم للغزالیؒ) میں نقل کیا ہے کہ تین چیزیں حافظہ کو بڑھاتی ہیں۔

(۱) مسواک (۲) روزہ (۳) تلاوت کلام اللہ شریف کی (۱۲)

حافظ کے خلاف قرآن کا استغاثہ

(حدیث نمبر ۵۳) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی

(۱۲) (فضائل القرآن)

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

مَن تعلَّم القرآن وعلَّق مُصحفَهُ لم يتعاهدْهُ ولم ينظُرْ فيهِ جاء يومَ القيامة متعلقًا به يقولُ: يارَبَّ العالمين! انَّ عبدَك هذا اتَّخذني مهجُورًا فاقضِ بيني وبينَهُ. (۱۳)

(ترجمہ) جس نے قرآن کریم کی (حفظ یا ناظرہ) تعلیم حاصل کی۔ پھر قرآن کو معلق کر دیا۔ (یعنی اس کو نہ پڑھا) اور اس کے یاد رکھنے کی کوشش نہ کی اور اس کو دیکھا تک نہیں تو قرآن کریم قیامت کے دن اس حالت میں آئے گا کہ اس کے ساتھ چمٹنے والا ہوگا (اور) کہے گا۔ اے رب العالمین! بے شک تیرے اس بندے نے مجھے چھوڑ دیا تھا پس میرے اور اس کے درمیان فیصلہ فرمایئے۔

(فائدہ) قرآن پاک کے ساتھ ایسا معاملہ کرنا گناہ ہے، زمانہ حال میں یہ مرض عام ہو گیا ہے کہ اکثر لوگ قرآن پڑھ لینے کے بعد اس کو پڑھنا تو درکنار ہاتھ تک نہیں لگاتے ایسے لوگ قیامت کے دن قرآن کریم کے مجرم ہوں گے قرآن ان کے خلاف استغاثہ کرے گا اور کوئی چھڑانے والا نہ ہوگا اور اس کے سبب جہنم میں جھونک دیا جائے گا اس لئے ہمیں اس کی فکر کرنی ضروری ہے۔

زیادہ تلاوت کرنے والا بڑا عبادت گذار

(حدیث نمبر ۵۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا۔

اَعبَدُ النَّاس اَكثرُهُم تلاوةً للقرآن. (۱۴)

(۱۳) الجامع لاحكام القرآن للقرطبي ج ۱۳ ص ۲۷-۲۸۔

(۱۴) مسند الفردوس والموهبي في فضل العلم بزيادة (الجامع الصغير مع المناوي ج ۱ ص ۵۴۹)۔

(ترجمہ) لوگوں میں سے زیادہ عبادت کرنے والے قرآن کی زیادہ تلاوت کرنے والے ہیں۔

(فائدہ) یہ فضیلت نفلی عبادت میں ہے ورنہ فرائض، واجبات تو سب کے ذمہ یکساں ہیں اگر نفلی نماز میں کثرت سجود کی بجائے تلاوت کی کثرت کثرت قیام سے کی جائے تو تلاوت کا بڑا ثواب ہے اور اس کا افضل طریقہ وہ ہے جو مستقل طور پر تلاوت کا افضل ترین طریقہ کے عنوان میں آ رہا ہے۔

قرآن میں دیکھ کر تلاوت کرنا بینائی قائم رہنے کا ذریعہ ہے

(حدیث نمبر ۵۵) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

مَن أدَامَ النَّظَرَ فِی الْمُصْحَفِ مُتِّعَ بِبَصَرِهٖ مَادَامَ فِی الدُّنیا. (۱۵)

(ترجمہ) جس نے قرآن کریم میں ہمیشہ دیکھ کر تلاوت کی جب تک وہ دنیا میں زندہ رہے گا اس کو اس کی نظر سے نفع دیا جائے گا۔ (یعنی بینائی قائم رہے گی)۔

(حدیث نمبر ۵۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

مَن قَرَأَ الْقُرآنَ نَظَرًا مُتِّعَ بِبَصَرِهٖ. (۱۶)

(ترجمہ) جس نے قرآن میں دیکھ کر تلاوت کی اس کو اس کی نگاہ سے نفع دیا جائے گا (اس کی نگاہ کو باقی رکھا جائے گا)۔

(فائدہ) ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ جو آدمی (چاہے حافظ ہو یا غیر حافظ) قرآن پاک میں دیکھ کر تلاوت کرتا رہے اس کی برکت سے

(۱۵) رواہ أبو الشیخ (کنز العمال ج ۱ ص ۵۳۶).
(۱۶) رواہ ابن النجار (کنز العمال ج ۱ ص ۵۳۶).

اللہ تعالیٰ اس کی آنکھوں کے نور کو برقرار رکھیں گے اور وہ نابینا نہ ہوگا اس کی نظر باقی رہے گی چاہے بدستور مکمل رہے یا کچھ کم ہو جائے۔ اور جن افراد کی نظر حافظ ہونے اور قرآن دیکھ کر پڑھنے کے باوجود ختم ہو جاتی ہے اور وہ دنیا ہی میں نابینا ہو جاتے ہیں اس کی وجہ یہ ہوگی کہ یا تو ان کی تلاوت اس حد تک مقبول نہیں ہوتی یا کوئی ایسا گناہ سرزد ہو جاتا ہے کہ جس کی وجہ سے وہ اس فضیلت سے محروم ہو جاتے ہیں یا اللہ حافظ وقاری کی آنکھوں کا نور لے کر اس کے بدلہ میں کوئی عظیم اجر دینا چاہتے ہیں اس کے عوض میں بھی بینائی لے لیتے ہیں۔

قرآن میں دیکھ کر حفظ وتلاوت کرنے کی فضیلت

(حدیث نمبر ۵۷) حضرت رسول دو عالم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ

خَمْسٌ مِنَ الْعِبَادَةِ: اَلنَّظْرُ اِلَی الْمُصْحَفِ، وَالنَّظْرُ اِلَی الْكَعْبَةِ، وَالنَّظْرُ اِلَی الْوَالِدَیْنِ، وَالنَّظْرُ اِلٰی زَمْزَمَ وَهِیَ تَحُطُّ الخطایا، وَالنَّظْرُ فِیْ وَجْهِ الْعَالِمِ. (۱۷)

(ترجمہ) پانچ چیزیں عبادت ہیں قرآن میں نظر کرنا۔ کعبہ کی طرف نظر کرنا، والدین کی طرف نظر کرنا، زمزم کی طرف نظر کرنا اور یہ گناہوں کو جھاڑتا ہے۔ اور عالم کے چہرہ کی طرف نظر کرنا۔

(حدیث نمبر ۵۸) حضرت اوس بن اوس ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علیہ السلام نے فرمایا۔

قِرَاءَةُ الرَّجُلِ الْقُرْآنَ فِیْ غَیرِ الْمُصْحَفِ أَلفُ دَرَجَةٍ، وَقِرَاءَتُهُ فِی الْمُصْحَفِ تُضَاعَفُ عَلٰی ذٰلِکَ اِلٰی أَلْفَیْ

(۱۷) رواہ الدار قطنی (جامع الشمل ج ۱ ص ۱۵۰).

درجةٍ. (۱۸)

(ترجمہ) آدمی کا یاد سے تلاوت کرنا ہزار درجہ بہتر ہے۔ اور مصحف (قرآن) میں دیکھ کر تلاوت کرنا اس پر دو ہزار درجہ تک بڑھایا جاتا ہے (یعنی دو ہزار درجہ افضل ہے)۔

(حدیث نمبر ۵۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے

فَضْلُ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ نَظَرًا عَلٰی مَنْ یَقْرَؤُهٗ ظَاهِرًا كَفَضْلِ الْفَرِیْضَةِ عَلَى النَّافِلَةِ. (۱۹)

(ترجمہ) قرآن میں دیکھ کر پڑھنے کی فضیلت بن دیکھے پڑھنے پر اتنی ہے جتنی فرض کی فضیلت نفل پر ہے۔

(فائدہ) یاد سے تلاوت کرنے کی فضیلت اپنی جگہ مسلم ہے مگر جو قرآن میں دیکھ کر تلاوت کرتے ہیں اس کی فضیلت یاد سے پڑھنے پر ہزار گنا اور نفل کے مقابلہ میں فرض کے درجہ تک بڑھی ہوئی ہے جیسا کہ مذکورہ حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے کوشش یہی کرنی چاہئے کہ دیکھ کر ہی تلاوت کریں تاکہ ہزار گنا تلاوت کرنے کا اور ہزار گنا قرآن کو دیکھنے کا ثواب بھی حاصل رہے۔

امت کے بہترین افراد قراء، فقہاء، اتقیاء، مبلغین اور صلہ رحمی کرنے والے ہیں

(حدیث نمبر ۶۰) حضرت رسول کائنات علیہ افضل الصلوات والتحیات کا فرمان ہے کہ

(۱۸) رواه الطبرانی فی الکبیر (جامع الشمل ج ۱ ص ۱۵۸).

(۱۹) أخرجه ابو عبید بسند صحیح (الاتقان ج ۱ ص).

خیر الناس أقرؤهم وأفقههم فی دین الله، وأتقاهم لله وآمرهم بالمعروف، وأنهاهم عن المنکر، وأوصلهم للرحم. (۲۰)

(ترجمہ) لوگوں میں سے بہتر ان میں سے بڑے قراء اور فقہاء (اللہ کے دین میں زیادہ سمجھ رکھنے والے) اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ خوف رکھنے والے اور زیادہ امر بالمعروف کرنے والے اور زیادہ نہی عن المنکر کرنے والے اور زیادہ صلہ رحمی کرنے والے ہیں۔

(فائدہ) اس حدیث میں ان لوگوں کی افضلیت بیان کی گئی ہے جو مذکورہ صفات کے حامل ہیں جن میں قراء اور حفاظ سرفہرست ہیں۔

قاریٔ قرآن کا انبیاء علیہم السلام وصدیقین کے طبقہ میں شمار

(حدیث نمبر ۶۱) حضرت معاذ بن انسؓ سے روایت ہے کہ سید عالم خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے۔

مَن قَرَأَ أَلفَ آيَةٍ فِي سَبِيلِ اللهِ كُتِبَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ وَحَسُنَ أُولٰئِكَ رَفِيْقًا. (۲۱)

(ترجمہ) جس نے خالص اللہ کی رضا کے لئے ایک ہزار آیات تلاوت کیں وہ قیامت کے دن انبیاء علیہم السلام، صدیقین، شہداء، صالحین، اور حسن اولئک رفیقا میں لکھا جائے گا۔

(فائدہ) حفاظ کرام کے لئے کیا مشکل ہے کہ وہ چلتے پھرتے روزانہ

(۲۰) أخرجه أحمد فی مسنده والطبرانی فی الکبیر والبیهقی فی شعب الإیمان (جامع الشمل ج ۱ ص ۱۵۱).

(۲۱) الطبرانی الکبیر مسند أحمد. ابن السنی. المستدرک الترمذی عن معاذ بن أنس (کنز العمال ج ۱ ص ۵۳۷).

ہزار آیات تلاوت کرلیا کریں اور اس فضیلت کو بھی حاصل کرلیں غیر حفاظ بھی قرآن میں دیکھ کر ہزار آیات پڑھنے سے یہ مرتبہ اور اعزاز حاصل کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو نصیب کریں۔

قاریٔ قرآن کے لئے روزِ قیامت میں نو انعامات

(حدیث نمبر۶۲) حضرت غضیف بن الحارثؓ سے روایت ہے کہ محسن اعظم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ

يَا مَعَاذُ: ان اَردتَ عَيْشَ السُّعَدَاءِ وَمِيْتَةَ الشُّهَدَاءِ وَالنَّجَاةَ يَوْمَ الْحَشْرِ وَالْأَمْنَ يَوْمَ الْخَوْفِ وَالنُّوْرَ يَوْمَ الظُّلُمَاتِ وَالظِّلَّ يَوْمَ الْحَرُوْرِ وَالرِّيَّ يَوْمَ الْعَطَشِ وَالْوَزْنَ يَوْمَ الخِفَّةِ وَالْهُدٰى يَوْمَ الضَّلَالَةِ فَادْرُسِ الْقُرْآنَ فَإِنَّهُ ذِكْرُ الرَّحْمٰنِ وَحِرْزٌ مِنَ الشَّيْطَانِ وَرُجْحَانٌ فِي الْمِيْزَانِ. (۲۲)

(ترجمہ) اے معاذ اگر تمہارا سعادت مندوں کے سے عیش اور شہداء کی سی موت اور یوم محشر میں نجات اور روز قیامت کے خوف سے امن اور اندھیروں کے دن نور اور گرمی کے دن سایہ اور پیاس کے دن سیرابی اور (اعمال میں) ہلکا پن کی جگہ وزن داری اور گمراہی کے دن ہدایت کا ارادہ ہے تو قرآن پڑھتے رہو کیونکہ یہ رحمٰن کا ذکر پاک ہے اور شیطان سے حفاظت کا ذریعہ ہے اور حساب کتاب کے ترازو میں رجحان (جھکنے) کا سبب ہے۔

(فائدہ) جب حافظ قرآن کا مشغلہ بھی یہی ہو تو اس کو بھی یہ سب انعام و اکرام حاصل ہو سکتے ہیں۔

---

(۲۲) مسند الفردوس للدیلمی (کنز العمال ج ۱ ص ۴۴۵).

جس گھر میں تلاوت قرآن ہو اس کا ستاروں کی مانند چمکنا

(حدیث نمبر ۶۳) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے۔

اَلبیتُ الَّذی یُقرأ فِیہِ القُرآنُ یتراءیٰ لِاَھلِ السَّماءِ کَما تَتراءیٰ النُّجُومُ لِاَھلِ الْاَرْضِ. (۲۳)

(ترجمہ) وہ گھر جس میں قرآن پڑھا جاتا ہے آسمان والوں کو ایسا دکھائی دیتا ہے جیسا کہ زمین والوں کو ستارے دکھائی دیتے ہیں۔

(فائدہ) اس سے اندازہ کرلیا جائے کہ جس شخص کے دل میں خود قرآن محفوظ ہو اور وہ اس کو اخلاص سے پڑھتا بھی رہتا ہو اور اس پر عمل بھی کرتا رہتا ہو۔ وہ انسان خود کتنا منور ہوگا۔

تلاوت والے گھر عرش تک روشن نظر آتے ہیں

(حدیث نمبر ۶۴) حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

ان بُیُوتَاتِ الْمُؤمِنِینَ لَمَصَابِیحُ اِلَی الْعَرشِ یَعْرِفُھَا مُقَرَّبُوا السَّمٰوَاتِ السَّبعِ ,یَقُولُونَ: ھٰذَا النُّورُ مِنْ بُیُوتَاتِ الْمُؤمِنِینَ الَّتِی یُتْلٰی فِیھَا القُرآنُ. (۲۴)

(ترجمہ) بے شک مومنین کے گھر عرش تک روشن ہیں، ان گھروں کو

(۲۳) شعب الایمان للبیهقی ج ۲ ص ۳۴۱ (الجامع الصغیر ج ۳ ص ۲۲۴) والمصنف لعبد الرزاق ج ۳ ص......

(۲۴) أخرجه الحکیم الترمذی فی نوادر الاصول (کنز العمال ج ۱ ص ۵۵۴).

ساتوں آسمانوں کے مقرب (اولوالعزم) فرشتے پہچانتے ہیں (اور یہ) کہتے ہیں کہ یہ نور مومنین کے گھروں کا ہے جن میں قرآن کریم کی تلاوت کی جاتی ہے۔

(فائدہ) گذشتہ حدیث سے اس حدیث میں تین باتوں کا اضافہ ہے کہ (۱) مومنین کے گھر عرش تک روشن نظر آتے ہیں (۲) ساتوں آسمانوں کے مقرب فرشتے ان کو پہچانتے ہیں (۳) یہ کہتے ہیں کہ یہ نور ان مومنین کے گھروں کا ہے جن میں تلاوت قرآن ہوتی ہے۔

تلاوت قرآن والے گھر میں برکات

(حدیث نمبر ۶۵) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعا اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے موقوفا روایت ہے کہ

اَلْبَیْتُ الَّذِی اِذَا قُرِیَٔ فِیهِ الْقُرْآنُ حَضَرَتْهُ الْمَلَائِكَةُ، وَتَنَكَّبَتْ عَنْهُ الشَّيَاطِیْنُ، وَاتَّسَعَ عَلٰی أَهْلِهٖ وَكَثُرَ خَيْرُهٗ وَقَلَّ شَرُّهٗ. وَاِنَّ الْبَيْتَ اِذَا لَمْ يُقْرَأْ فِيْهِ حَضَرَتْهُ الشَّيَاطِيْنُ، وَتَنَكَّبَتْ عَنْهُ الْمَلَائِكَةُ، وَضَاقَ عَلٰی أَهْلِهٖ. وَقَلَّ خَيْرُهٗ، وَكَثُرَ شَرُّهٗ. (۲۵)

(ترجمہ) جس گھر میں قرآن کریم کی تلاوت کی جاتی ہے اس میں فرشتے آتے اور شیاطین دور ہو جاتے ہیں۔ اور وہ اپنے اہل (صاحب خانہ افراد) کے لئے کشادہ ہو جاتا ہے اور اس میں بھلائی کی بہتات اور شر کی قلت ہو جاتی ہے۔ اور جس گھر میں قرآن کی تلاوت نہ ہو اس میں شیاطین آ جاتے ہیں۔ فرشتے نکل جاتے ہیں اور وہ اپنے باسیوں پر تنگ ہو

---

(۲۵) أخرجه محمد بن نصر عن أنس مرفوعا وابن أبي شيبة و محمد بن نصر عن أبي هريرة موقوفا (كنز العمال ج ۱ ص ۵۴۴) واحياء العلوم ج ۴ ص ۴۶۶.

جا تا ہے خیر کم اور شر بہت بڑھ جا تا ہے۔

(فائدہ) گھر کو مبارک اور آفات سے دور رکھنے کے لئے اس میں تلاوت قرآن بہت ضروری ہے اس لئے اس حدیث پر عمل کر کے اپنے گھروں کو بھی مبارک بنائیں۔ اور جب گھر میں کوئی حافظ ہو اور وہ قرآن کی تلاوت کرتا رہتا ہو تو اس سے بھی گھر میں انوار و برکات ہوں گے۔

تلاوت قرآن میں رونے کا ثواب

(حدیث نمبر ٦٦) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔

مَا مِنْ عَيْنٍ فَاضَتْ فِيْ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ اِلَّا قُرَّتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (٢٦)

(ترجمہ) جو آنکھ قرآن پڑھتے وقت (قرآن کے اثر اور خوف خدا کی وجہ سے) آنسو بہادے اسے روز قیامت ٹھنڈا کر دیا جائے گا (یعنی اسے بیش بہا انعامات دے کر جہنم سے آزاد کر کے جنت میں داخل کیا جائے گا)۔

قرآن کی تلاوت اور سماعت کا ثواب

(حدیث نمبر ٦٧) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔

يُدْفَعُ عَنْ مُسْتَمِعِ الْقُرْآنِ بَلْوَى الدُّنْيَا وَيُدْفَعُ عَنْ قَارِئِ الْقُرْآنِ سُوْءُ الْآخِرَةِ وَاسْتِمَاعُ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ خَيْرٌ مِنْ كَنْزِ الذَّهَبِ وَلَقِرَاءَةُ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ اَفْضَلُ مِمَّا تَحْتَ الْعَرْشِ لِاَنَّهُ كَلَامُ اللّٰهِ تَكَلَّمَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَخْلُقَ الْخَلْقَ فَمَنْ اَلْحَد

---

(٢٦) (فردوس ٢١٦٣، ٢٠٩٥)

فِيهِ اَوْقَالَ بِرَأْيِهِ فَقَدْ كَفَرَ وَلَوْ لَا اَنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ يَسَّرَهُ عَلٰى اَلْسِنِ الْبَشَرِ لَمَا قَدَرَ اَحَدٌ اَنْ يَتَكَلَّمَ بِكَلَامِ الرَّحْمٰنِ وَهُوَ قَوْلُهُ تَعَالٰى وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ. (۲۷)

(ترجمہ) قرآن سننے والے سے دنیا کی مصیبت ہٹادی جاتی ہے۔ اور قاریٔ قرآن سے آخرت کا عذاب ہٹا دیا جاتا ہے۔ کتاب اللہ سے ایک آیت سننا سونے کی کان سے بہتر ہے۔ اور کتاب اللہ کی ایک آیت کی تلاوت عرش کے نیچے کی تمام اشیاء سے افضل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنے سے قبل اس کا تکلم فرمایا۔ جس نے اس میں بے دینی پیدا کی یا اپنی رائے داخل کی تو اس نے کفر کیا اور اگر اللہ عزوجل لوگوں کی زبان پر اسے آسان نہ کرتے تو کسی کے بس میں نہ تھا کہ وہ کلام اللہ کو پڑھ سکتا اور اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا قول ہے ''ہم نے قرآن کو یاد کرنے اور پڑھنے کے لئے آسان کر دیا پس کوئی ہے یاد کرنے والا اور پڑھنے والا؟''

مختصر وقت میں زیادہ تلاوت کے واقعات

اور بعض ایک دن اور ایک رات میں آٹھ مرتبہ قرآن پاک ختم کر لیتے تھے۔ چار مرتبہ دن میں اور چار مرتبہ رات میں جن لوگوں نے دن میں چار مرتبہ اور رات میں چار مرتبہ قرآن پاک ختم کیا ان میں سے ایک ابن الکاتب الصوفی ہیں۔

اور امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب المیزان الکبری (ص ۷۹ ج ۱) میں لکھتے ہیں کہ مجھے سیدی علی المرصفی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے ایک دن اور ایک رات میں تین لاکھ ساٹھ ہزار مرتبہ قرآن پاک کا ختم کیا

(۲۷) (مسند فردوس حدیث ۸۱۲۲ - زہر ۲۲۶/۴)

ہے۔ یہ بات انہوں نے خود مجھ سے فرمائی اور امام عبدالرؤف مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس عمل کو نقل کیا ہے یہ بطور کرامت کے ہوسکتا ہے اور اس طور پر بھی ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بعض اولیاء کرام کے وقت کے عرض میں برکت ڈال دیتے ہیں تو جس قدر برکت ہوگی اس قدر ان بزرگوں کا عمل زیادہ ہو جاتا ہے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو شب معراج میں معراج کرائی گئی آسمانوں کی اور لوح محفوظ کی اور بڑے بڑے مقامات تک کی سیر کرائی گئی جب کہ یہ سیر کھرب کرب سال کا زمانہ چاہتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے شب قدر میں وقت کے عرض میں برکت ڈال دی تھی اور آپؐ یہ سب کچھ ایک رات میں دیکھ آئے تھے۔

اللہ تعالیٰ حفاظ قرآن اور قراء قرآن اور علماء اور اولیاء کے اوقات میں ایسی برکت نصیب فرمائے کہ وہ قرآن پاک کی زیادہ سے زیادہ تلاوت کرسکیں۔

اور امام احمد الدورقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند سے حضرت منصور بن زاذان بن عباد تابعی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ وہ ظہر سے عصر تک کے وقت میں پورا قرآن پاک پڑھ لیتے تھے اور اسی طرح سے مغرب اور عشاء کے درمیان میں بھی پورا قرآن پاک پڑھ لیتے تھے اور رمضان المبارک میں مغرب اور عشاء کے درمیان میں دو مرتبہ پورا قرآن پاک پڑھ لیتے تھے اور کچھ اور بھی زیادہ پڑھ لیتے تھے اس وقت رمضان المبارک کی عشاء کو چوتھائی رات تک مؤخر کیا جاتا تھا اسی وجہ سے ان کو زیادہ وقت مل جاتا تھا اور حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ارواح ثلاثہ میں شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق یہ کرامت نقل کی ہے کہ آپ بھی عصر اور مغرب کے درمیان پورا قرآن پاک ختم کر لیتے تھے۔

امام ابوداود کے بیٹے نے سند صحیح کے ساتھ نقل کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ رمضان المبارک میں مغرب سے عشاء کے درمیان میں ایک مرتبہ قرآن پاک ختم کر لیتے تھے۔ (۲۸)

تلاوت میں بزرگوں کی عادت

پہلی بات تو یہ ہے کہ مسلمان کو قرآن کریم کی تلاوت کی رات دن فکر کرنی چاہئے سفر میں ہو یا گھر میں ہو حضرات سلف صالحین کی مختلف عادات تھیں بعض قرآن کریم کا ختم تھوڑے دنوں میں کرتے تھے کچھ زیادہ دنوں میں کرتے تھے چنانچہ بہت سے ایسے اکابر بھی گزرے ہیں جو ہر دو مہینے میں ایک مرتبہ قرآن پاک ختم کرتے تھے اور کچھ حضرات ایسے بھی گزرے ہیں جو ایک مہینے میں ایک ختم کرتے تھے اور کچھ ایسے حضرات گزرے ہیں جو ہر دس راتوں میں ایک مرتبہ قرآن پاک ختم کر لیتے تھے۔ اور کچھ حضرات آٹھ راتوں میں ختم کرتے تھے اور کچھ حضرات سات راتوں میں ختم کرتے تھے اور یہ اکثر سلف کا عمل ہے اور بعض ہر چھ راتوں میں ایک بار قرآن پاک ختم کرتے تھے اور بعض پانچ راتوں میں بعض چار میں اور بہت سے ایسے ہیں جو تین راتوں میں ایک مرتبہ قرآن پاک پڑھ لیتے تھے اور بہت سارے حضرات ایسے گزرے ہیں جو ایک دن اور ایک رات میں ایک قرآن پاک ختم کرتے تھے اور بعض ایسے بھی گزرے ہیں جو ایک دن اور دو راتوں میں دو ختم کرتے تھے اور بعض حضرات ایک دن اور ایک رات میں تین مرتبہ قرآن پاک ختم کرتے تھے۔ (۲۹)

---

(۲۸)(الاذکار)
(۲۹)(الاذکار امام نووی)

تلاوت قرآن کا ثواب اور نیکیوں کا شمار

ذیل میں چند ایسی آیات اور احادیث درج کی جاتی ہیں جن سے تلاوت قرآن کا ثواب معلوم ہوتا ہے ان کے آخر میں ہم اس کا ثواب درج ذیل احادیث کی روشنی میں نقشوں کی صورت بھی پیش کریں گے تا کہ ایک نظر سے معلوم ہو جائے کہ زیادہ سے زیادہ ثواب کس حالت میں حاصل کیا جا سکتا ہے۔

ایک حرف پر سات سو نیکیاں

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

مَثَلُ الَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنبُلَةٍ مِائَةُ حَبَّةٍ وَاللهُ يُضَاعِفُ لِمَن يَشَاءُ وَاللهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ. (سورۃ البقرہ، الآیۃ : ۲۶۱)

(ترجمہ) جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے مالوں کو خرچ کرتے ہیں ان کے خرچ کئے ہوئے مالوں کی حالت اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسی ہے جیسے ایک دانہ کی حالت جس سے (فرض کرو) سات بالیں جمیں (اور) ہر بالی کے اندر سو دانے ہوں (اسی طرح خدا تعالیٰ ان کا ثواب سات سو حصہ تک بڑھاتا ہے) اور یہ افزونی خدا تعالیٰ جس کو چاہتا ہے (بقدر اس کے اخلاص اور مشقت کے) عطاء فرماتا ہے، اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والے ہیں (ان کے یہاں کسی چیز کی کمی نہیں وہ سب کو یہ افزونی دے سکتے ہیں مگر ساتھ ہی) جاننے والے (بھی) ہیں (اس لئے اخلاص نیت وغیرہ کو دیکھ کر

عطا فرماتے ہیں)۔

(فائدہ) ادنی درجہ کے اخلاص کے ساتھ اس کا ثواب دس حصہ ملتا ہے۔

مَن جَاءَ بِالحَسَنَةِ فَلَهُ عَشرُ أمثَا لِهَا . (۳۰)

میں اس ادنی ہی کا بیان ہے زیادہ اخلاص یعنی اس کے اوسط یا اعلیٰ درجہ کے اخلاص کے ساتھ اگر تلاوت وغیرہ کی جائے تو اس کے لئے مذکورہ آیت مَثَلُ الَّذِینَ یُنفِقُونَ کے مطابق دس سے زیادہ سات سو تک حسب مراتب دیتے ہیں۔

اور آیت ذیل میں ثواب کی انتہاء کا ذکر نہیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل کے مطابق جتنا چاہیں بیش از بیش عطاء فرماتے ہیں۔

مَنْ ذَالَّذِی یُقرِضُ اللهَ قَرضًا حَسَنًا فَیُضَاعِفَهُ لَهُ أضعَافًا کَثِیرَةً. (۳۱)

(ترجمہ) کون شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کو قرض دے اچھے طور پر قرض دینا، پھر اللہ تعالیٰ اس کو بڑھا کر بہت سے حصے کر دے۔

(فائدہ) قرض مجازاً کہہ دیا ہے ورنہ سب خدا ہی کی ملک ہے مطلب یہ ہے کہ جیسے قرض کا عوض ضروری دیا جاتا ہے اسی طرح تمہارے انفاق (اور نیک اعمال) کا عوض ضرور ملے گا۔

اور بڑھانے کا بیان ایک حدیث میں آیا ہے کہ ایک خرما (کھجور) اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کیا جائے تو اللہ تعالیٰ اس کو اتنا بڑھا دیتے ہیں کہ وہ احد پہاڑ سے بڑا ہو جاتا ہے اور ہر شخص جانتا ہے کہ اگر احد پہاڑ کے ٹکڑے خرما کے برابر کئے جائیں تو بے شمار ہوں گے، اس حساب سے افزونی کی حد سات سو تک نہیں رہی اور شان نزول سے بھی یہی بات معلوم ہوتی ہے

---

(۳۰)(سورۃ الانعام، الآیة: ۱۶۰)

(۳۱)(سورۃ البقرہ، الآیة: ۲۴۵)

چنانچہ حدیث میں ہے کہ جب وہ سات سو والی آیت نازل ہوئی تو پیغمبر ﷺ نے دعا کی کہ اے رب میری امت کو اور زیادہ دیجئے اس پر یہ آیت نازل ہوئی لباب النقول میں بسند ابن حبان اور ابن ابی حاتم و ابن مردویہ بروایت حضرت ابن عمرؓ اس کو نقل کیا ہے (تفسیر بیان القرآن اضافہ سے)

خلاصہ یہ کہ ان دونوں آیات کے مجموعہ سے معلوم ہوا کہ نیک اعمال پر سات سو سے زائد ہزاروں لاکھوں اور اس سے بھی زائد نیکیاں ملتی ہیں لیکن یہ انسان کے اخلاص اور عبادت کے طریقہ اور مقام عبادت پر منحصر ہے۔

اب ہم نیک اعمال اور تلاوت قرآن کے متعلق کثیر ثواب کی چند احادیث بیان کرتے ہیں اس کے بعد تلاوت قرآن پر حاصل شدہ نیکیوں کی تعداد کے نقشہ جات پیش کئے جائیں گے۔

قرآن کریم کے ہر حرف کی تلاوت پر دس نیکیاں

(حدیث نمبر ۶۸) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

مَن قَرأَ حرْفًا مِن کتاب اللہ فلهُ به حسنةٌ، والحسنةُ بعشر أمْثالِها لا أقُولُ (الم) حرْف، ألفٌ حرْفٌ، ولامٌ حرْفٌ، ومِيمٌ حرْفٌ. (۳۲)

---

(۳۲) رواہ الترمذی (مشکوۃ المصابیح) والبخاری فی تاریخہ والحاکم فی المستدرک (کنز العمال ج ۱ ص ۵۱۹) والبیهقی عن عوف بن مالک بطریقہ (کنز العمال ج ۱ ص ۵۳۴) والدیلمی عن انس بطریقہ (کنز العمال ج ۱ ص ۵۳۵) وابو جعفر النحاس فی الوقف والابتداء والسجزی فی الابانة والخطیب فی تاریخہ بلفظہم عن ابن مسعود (کنز العمال ج ۱ ص ۵۱۸) وابن الضریس بلفظہ (کنز العمال ج ۱ ص ۵۳۱) وابو عثمان الصابونی فی المأتین عن عمر (کنز ج ۱ ص ۵۳۳) والقرطبی فی تفسیرہ ج ۱ ص ۷ والخازن فی تفسیرہ ج ۱ ص ۶

(ترجمہ) جس شخص نے کتاب اللہ سے ایک حرف پڑھا اس کے لئے ہر حرف کے بدلہ ایک نیکی ہے اور یہ نیکی دس نیکیوں کے برابر ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ (سارا) الم ایک حرف ہے (بلکہ) الف ایک حرف ہے، لام ایک حرف ہے، میم ایک حرف ہے۔

(فائدہ) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قرآن کریم کے ہر حرف کی تلاوت پر (کم از کم) دس نیکیاں ملتی ہیں۔

ایک حرف کی تلاوت پر ستر نیکیاں

(حدیث نمبر ۶۹) مَنْ قَرءَ الْقُرْآن فلمْ يُعْرِبْهُ وُكِّلَ بِهٖ مَلَكٌ يَكْتُبُهُ كَمَا أُنْزِلَ وَلَهُ بِكُلِّ حَرْفٍ عَشْرُ حَسَنَاتٍ، فَإِنْ أَعْرَبَ بَعْضَهُ وَلَمْ يُعْرِبْ بَعْضَهُ وُكِّلَ بِهٖ مَلَكَانِ يَكْتُبَانِ لَهُ بِكُلِّ عِشْرِيْنَ حَسَنَةً فَإِنْ أَعْرَبَهُ وُكِّلَ بِهٖ أَرْبَعَةُ أَمْلَاكٍ يَكْتُبُوْنَ لَهُ بِكُلِّ حَرْفٍ سَبْعِيْنَ حَسَنَةً. (۳۳)

(ترجمہ) جس نے قرآن کی تلاوت کی لیکن حروف کی صحیح ادائیگی نہ کی تو اس کے لئے ایک فرشتہ مقرر کر دیا جاتا ہے وہ قرآن کو ویسے ہی (اعمال نامہ میں) لکھتا ہے جیسا وہ (صحیح شکل میں آسمان سے) نازل ہوا اور پڑھنے والے کو ہر حرف پر دس نیکیاں ملتی ہیں۔ پس اگر بعض کو صحیح اور بعض کو غلط پڑھا تو اس کے لئے دو فرشتے مقرر کر دئے جاتے ہیں جو اس کے لئے ہر حرف پر بیس نیکیاں لکھتے ہیں۔ پس اگر تمام حروف کو صحیح تلفظ سے ادا کیا تو اس پر چار فرشتے مقرر کئے جاتے ہیں جو اس کے لئے ہر حرف پر ستر نیکیاں لکھتے ہیں۔

---

(۳۳) (کنز العمال ج ۱ ص ۵۳۴)

(فائدہ) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بلا تجوید ایک حرف کی تلاوت پر دس نیکیاں اور باتجوید تلاوت پر ستر نیکیاں ملتی ہیں یہ حدیث صفحہ ۱۲۷ پر بھی گذر چکی ہے تشریح وہاں ملاحظہ ہو۔

نماز میں تلاوت کرنا افضل ہے

(حدیث نمبر ۷۰) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

قراءۃُ القُرآن فی الصلاۃ أفضلُ من قراءۃ القُرآن فی غیرِ الصَّلاۃ. وقراءۃُ القُرآن فی غیرِ الصَّلاۃ أفضلُ من التَّسْبِیْح، والتَّکْبِیر. والتَّسْبِیْحُ أفضلُ من الصَّدَقۃِ، والصَّدَقۃُ أفضلُ من الصَّوْم، والصَّوْمُ جُنَّۃٌ مِنَ النَّار. (۳۴)

(ترجمہ) قرآن پاک کی تلاوت نماز میں خارج نماز سے افضل ہے اور قرآن کی تلاوت خارج نماز میں تسبیح اور تکبیر پڑھنے سے افضل ہے اور تسبیح صدقہ سے افضل ہے اور صدقہ دینا (نفلی) روزہ رکھنے سے افضل ہے اور یہ روزہ جہنم کی آگ کے سامنے ڈھال ہے۔

(فائدہ) اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں تلاوت کرنا خارج نماز میں تلاوت کرنے سے افضل ہے۔

نماز میں تلاوت پر سو نیکیاں اور سو درجات

(حدیث نمبر ۷۱) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول

(۳۴) رواہ البیھقی فی شعب الایمان والدار قطنی فی الأفراد (کنز العمال ج ۱ ص ۵۱۶) والمشکوۃ. ورواہ أبو نصر السجزی فی الا بانۃ عن ابی ہریرۃ بلفظہ.

صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فِیْ صَلاةٍ قَائِمًا کَانَ لَهُ بِکُلِّ حَرْفٍ مِائَةُ حَسَنَةٍ وَمَنْ قَرَأَهُ قَاعِدًا کَانَ لَهُ بِکُلِّ حَرْفٍ خَمْسُوْنَ حَسَنَةً، وَمَنْ قَرَأَهُ فِیْ غَیْرِ صَلاةٍ کَانَ لَهُ بِکُلِّ حَرْفٍ عَشْرُ حَسَنَاتٍ، وَمَنِ اسْتَمَعَ اِلٰی کِتَابِ اللّٰهِ کَانَ لَهُ بِکُلِّ حَرْفٍ حَسَنَةٌ. (۳۵)

(ترجمہ) جس آدمی نے نماز میں کھڑے ہوکر قرآن پڑھا اس کے لئے ہر حرف کے عوض میں سونیکیاں ہیں، اور جس نے اس کو (نماز میں) بیٹھ کر پڑھا اس کے لئے ہر حرف کے عوض میں پچاس نیکیاں ہیں، اور جس نے اس کو نماز سے باہر پڑھا اس کے لئے ہر حرف کے عوض میں دس نیکیاں ہیں۔ اور جس نے کتاب اللہ کو غور سے سنا اس کے لئے ہر حرف کے عوض ایک نیکی ہے۔

(حدیث نمبر ۲۷) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

مَنِ اسْتَمَعَ حَرْفًا مِنْ کِتَابِ اللّٰهِ طَاهِرًا کُتِبَتْ لَهُ عَشْرُ حَسَنَاتٍ، وَمُحِیَتْ عَنْهُ عَشْرُ سَیِّئَاتٍ، وَرُفِعَتْ لَهُ عَشْرُ دَرَجَاتٍ، وَمَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِنْ کِتَابِ اللّٰهِ فِی صَلاةٍ قَاعِدًا: کُتِبَتْ لَهُ خَمْسُوْنَ حَسَنَةً، وَمُحِیَتْ عَنْهُ خَمْسُوْنَ سَیِّئَةً وَرُفِعَتْ لَهُ خَمْسُوْنَ دَرَجَةً، وَمَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِنْ کِتَابِ اللّٰهِ قَائِمًا کُتِبَتْ لَهُ مِائَةُ حَسَنَةٍ وَمُحِیَتْ عَنْهُ مِائَةُ سَیِّئَةٍ وَرُفِعَتْ لَهُ مِائَةُ دَرَجَةٍ، وَمَنْ قَرَأَ فَخَتَمَهُ کَتَبَ اللّٰهُ عِنْدَهُ دَعْوَةً مُسْتَجَابَةً أَوْمُؤَخَّرَةً. (۳۶)

---

(۳۵) رواه الدیلمی فی مسند الفردوس (کنز العمال ج ۱ ص ۵۴۱).

(۳۶) رواه ابن عدی فی الکامل والبیهقی فی الشعب (کنز العمال ج ۱ ص ۵۴۲).

(ترجمہ) جس نے ایک حرف خدا کی کتاب سے قرآن میں بن دیکھے صرف یاد سے سنا اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔اور دس گناہ مٹائے جاتے ہیں اور دس درجات بلند کئے جاتے ہیں۔ اور جس نے کتاب اللہ کا ایک حرف نماز میں بیٹھ کر تلاوت کیا اس کے لئے پچاس نیکیاں لکھی جاتی ہیں، اور پچاس گناہ مٹائے جاتے ہیں، اور پچاس درجات بلند کئے جاتے ہیں،اور سو درجے بلند کر دئے جاتے ہیں۔اور جس نے قرآن پاک پڑھا پھر اس کو ختم کیا (یعنی مکمل قرآن پڑھا) اللہ تعالیٰ ختم قرآن کے وقت ایک دعا فی الحال قبول ہونے والی یا بعد میں قبول ہونے والی لکھ دیتے ہیں۔

مساجد میں تلاوت کا ثواب

(حدیث نمبر ۳۷) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

صَلاةُ الرَّجُلِ فِی بَیتِہ بِصَلاةٍ، وَصَلاتُہُ فِی مَسْجِدِ القَبائِلِ بِخَمْسٍ وَعِشْرِیْنَ صَلاۃً، وَصَلاتُہُ فِی الْمَسْجِدِ الَّذِیْ یُجَمَّعُ فِیْہِ بِخَمْسِ مِائَۃِ صَلاۃٍ، وَصَلاتُہُ فِی الْمَسْجِدِ الْأَقْصٰی بِخَمْسِیْنَ أَلْفَ صَلاۃٍ، وَصَلاتُہُ فِیْ مَسْجِدِیْ بِخَمْسِیْنَ أَلْفَ صَلاۃٍ، وَصَلاتُہُ فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ بِمِائَۃِ أَلْفِ صَلاۃٍ. (۳۷)

(ترجمہ) آدمی کی نماز اس کے گھر (وغیرہ) میں ایک نماز ہے۔اور اس کی نماز قبائل (اور محلوں) کی مسجد میں پچیس نمازوں کے برابر ہے۔اور اس کی نماز ایسی مسجد میں جس میں جمعہ قائم کیا جاتا ہو پانچ سو نمازوں کے برابر

(۳۷). سنن ابن ماجۃ ج ۱ ص ۴۵۳ ومجمع الزوائد والدر المنثور ج ۱ .

ہےاور مسجد اقصیٰ میں پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہےاوراس کی نماز میری
مسجد (مسجد نبوی) میں پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہےاوراس کی نماز مسجد
حرام میں ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔

(فائدہ) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گھر وغیرہ میں ادا کردہ نماز ایک
نماز کا درجہ رکھتی ہے۔اور محلّہ کی مسجد میں پچیس نمازوں کا اور جامع مسجد میں
پانچ سونمازوں کا - اور مسجد نبوی میں اور مسجد اقصیٰ میں پچاس ہزار نمازوں
کا - اور مسجد حرام میں ایک لاکھ نمازوں کا درجہ رکھتی ہے یعنی ایک نماز کے
بدلے ایک لاکھ نمازوں کا ثواب ملتا ہے اس طرح جب قرآن کریم کی
تلاوت ان مساجد میں کی جائے تو بھی قرآن کا ثواب اس ہی تعداد سے
بڑھ جائے گا جیسا کہ نمازوں سے بڑھتا ہے۔

لہذا عام دنوں میں حالت نماز میں ایک حرف پر سونیکیاں اور محلّہ کی مسجد
میں نماز کی حالت میں پچیس سونیکیاں، جامع مسجد میں نماز کی حالت میں
پچاس ہزار نیکیاں- مسجد اقصیٰ اور مسجد نبوی میں نماز میں ایک حرف پر پچاس
لاکھ نیکیاں- اور مسجد حرام میں ایک کروڑ نیکیاں ملتی ہیں۔

رمضان میں ان مقامات میں ہر حرف کی تلاوت پر ستر گنا ثواب مزید
بڑھ جاتا ہےاور شب قدر میں ساٹھ ہزار گنا بڑھ جاتا ہے۔

اس سب کی تفصیل آئندہ صفحات پر ثواب کے نقشوں میں ملاحظہ فرمائیں۔

نماز باجماعت میں تلاوت کا ثواب

(حدیث نمبر ۴۷) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

صَلَاۃُ الرَّجُلِ فِی جَمَاعَۃٍ تفضُلُ عَلٰی صَلَاۃِ الرَّجُلِ وَحدَہٗ

بسبع وعشرين درجة ــــــــــــ (۳۸)

(ترجمہ) آدمی کی نماز با جماعت اکیلے نماز پڑھنے والے پر ستائیس درجہ فضیلت رکھتی ہے۔

(فائدہ) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز با جماعت اکیلے پڑھی جانے والی نماز سے ۲۷ گنا افضل ہے۔ ۲۷ درجہ کی روایت بخاری شریف اور مسلم شریف میں بھی موجود ہے بس اس طرح سے جو آدمی جماعت کی نماز میں امام بن کر قرآن کی تلاوت کرے گا اس کو جماعت کی وجہ سے ۲۷ گنا ثواب ملے گا جب ۲۷ گنا ثواب کو خارج نماز کے فی حرف کی کم ازکم دس نیکیوں سے ضرب دیں تو ۲۷۰ نیکیاں بنیں گی اگر کوئی محلہ کی مسجد یا جامع مسجد یا مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ یا مسجد حرام میں نماز کی حالت میں تلاوت کرے گا ان مقامات کی وجہ سے ثواب میں مزید اضافہ ہو جائے گا۔ تفصیل کے لئے نقشہ ملاحظہ فرمائیں۔

شب قدر میں تلاوت کا ثواب

اللہ تعالیٰ سورۂ قدر میں ارشاد فرماتے ہیں۔

لَيلَةُ القَدرِ خَير مِن أَلفِ شَهرٍ ــــــــــــ (۳۹)

(ترجمہ) شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

(حدیث نمبر ۷۵) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رمضان کا مہینہ داخل ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اِنَّ هٰذَا الشَّهرَ قَد حَضَرَكُم وَفِيهِ لَيلَةٌ خَيرٌ مِنْ اَلْفِ شَهرٍ

(۳۸)(سنن ابن ماجة ج ۱ ص ۲۶۹).

(۳۹)سورة القدر..

مَنْ حُرِمَهَا فَقَدْ حُرِمَ الْخَيْرَ كُلَّهُ. وَلَا يُحْرَمُ خَيْرَهَا اِلَّا مَحْرُوْمٌ. (۴۰)

(ترجمہ) بے شک یہ مہینہ تمہارے پاس آیا ہے، اس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے جو اس (کی برکات) سے محروم رہا تو وہ تمام بھلائیوں سے محروم رہا اور اس کی خیر سے کوئی محروم نہیں ہوتا مگر محروم۔

(فائدہ) سورۃ القدر اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شب قدر میں ہر عمل کا ثواب کم از کم ہزار مہینوں کے ثواب۔ کے برابر ہے۔

(فائدہ) حضرت انس عمرو بن قیس الملائی اور حضرت مجاہد سے مروی ہے کہ شب قدر ہزار مہینوں کے نیک اعمال سے (درجہ میں) بہتر ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کم از کم ایک حرف کی تلاوت کا ثواب شب قدر میں ساٹھ ہزار گنا ہے اگر کوئی شب قدر میں بیت اللہ میں تلاوت کرے تو کم از کم چھ ارب ثواب ملیں گے اور کوئی شب قدر میں مسجد حرام میں پورا قرآن تلاوت کرے تو اس کو دو نیل، چار پدم چوالیس کھرب ثواب ملیں گے اور اگر کوئی بیت اللہ میں لیلۃ القدر میں بحالت امام پورا قرآن تلاوت کرتا ہے تو اس کو پانچ سنکھ اکیاون نیل، ننانوے پدم اٹھاسی کھرب نیکیاں ملیں گی تفصیل آئندہ نقشہ میں آرہی ہے۔

ماہ رمضان میں تلاوت کا ثواب

(حدیث نمبر ۶۷) حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ أَظَلَّكُمْ شَهْرٌ عَظِيْمٌ مُبَارَكٌ شَهْرٌ فِيْهِ لَيْلَة

(۴۰) (سنن ابن ماجۃ ج ۱ ص ۵۶۱)

خَيْرٌ مِن ألفِ شَهرٍ جَعَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى صِيَامَهُ فَرِيضَة وَقِيَامَ لَيلَة تَطَوُّعًا، مَن تَقَرَّبَ فِيهِ بِخَصْلَةٍ مِنَ الْخَيْرِ كَانَ كَمَنْ أَدّٰى فَرِيْضَةً فِيمَا سِوَاه، وَمَن أَدّٰى فَرِيْضَةً فِيْهِ كَانَ كَمَن أَدّٰى سَبْعِينَ فَرِيضَة فِيمَا سِوَاهُ. (۴۱)

(ترجمہ) اے لوگو! تمہارے پاس ایک بڑا برکت والا مہینہ (رمضان المبارک) آ پہنچا اس مہینہ میں ایک رات ہے جس میں عبادت کرنا ایک ہزار مہینہ عبادت کرنے سے بہتر ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کے روزہ کو فرض اور اس کی شب بیداری (یعنی تراویح) کو سنت کیا ہے، جو شخص اس میں کسی نیک کام کے ذریعہ (خدا تعالیٰ) سے تقرب حاصل کرے وہ کام ایسا ہے جیسے اس نے رمضان کے علاوہ کسی دوسرے زمانے میں ایک فرض ادا کیا ہے اور جو کوئی رمضان میں ایک فرض ادا کرے اس کا ثواب ایسا ہے جیسے اس نے رمضان کے علاوہ کسی دوسرے زمانہ میں ستر فرض ادا کئے ہوں۔

(فائدہ) اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ ماہ رمضان میں ایک عمل فرض کے برابر اور ایک فرض ستر فرضوں کے برابر ہے یعنی جو عمل ماہ رمضان میں کیا جائے وہ غیر رمضان کے عمل سے ستر گنا ہوتا ہے پس اگر کوئی رمضان میں ایک حرف کی تلاوت کرے تو اس کو سات سو نیکیاں ملیں گی اور اگر کوئی مسجد حرام میں ماہ رمضان میں ایک حرف کی تلاوت کرے تو ستر لاکھ کا ثواب ملے گا اور جو شخص مسجد حرام میں پورا قرآن ختم کرے گا تو اس کا ثواب ۲۳ کھرب پچاسی ارب اٹھارہ کروڑ ہوگا۔

---

(۴۱) رواه ابن خزيمة، والبيهقى فى الشعب، والاصبهانى فى الترغيب (كنز العمال ۸ ص ۴۷۷).

عشرہ ذی الحجہ میں تلاوت کا ثواب

(حدیث نمبر ۷۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

مَا مِن أيّامٍ مِن أيّامِ الدّنيا أحبُّ الَى اللهِ أن يُتعَبّدَلَهُ فِيهَا مِن أيّامِ العَشْرِ، يَعْدِلُ صِيَامُ كُلِّ يومٍ مِنهَا بِصِيَامِ سَنَةٍ، وَقِيَامُ كُلِّ لَيلَةٍ مِنهَا بقيامِ لَيلَةِ القَدْرِ. (۴۲)

(ترجمہ) دنیا کے دنوں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی عبادت کے لئے عشرہ ذی الحجہ سے زیادہ محبوب ایام کوئی نہیں ان عشرہ ذی الحجہ کے دنوں میں ہر دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر درجہ رکھتا ہے اور ان میں رات کا قیام (عبادت) شب قدر کے قیام (عبادت) کے برابر ہے۔

(فائدہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کی روایت میں یکم ذوالحجہ سے دس ذوالحجہ تک کی ایک اور فضیلت بھی آئی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔

وَالعَمَلُ فِيهِنّ يُضَاعَفُ سَبعُمِائَةِ ضِعفٍ. (۴۳)

ان دنوں اور راتوں میں ایک نیکی سات سو نیکیوں تک بڑھائی جاتی ہے۔ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مذکورہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان دنوں کا ایک روزہ سال کے روزوں کے برابر ہے اور ایک رات کی عبادت کا ثواب شب قدر (ہزار مہینے تقریباً ساٹھ ہزار راتوں) کے برابر ہے۔ اگر کوئی اس عشرہ میں ایک حرف کی تلاوت کرے گا تو اس کو کم از کم سات سو نیکیاں ملیں گی۔

---

(۴۲). رواه ابن ابی الدنيا فی فضل عشر ذی الحجة والبيهقی فی الشعب والخطيب فی تاريخه وابن النجار (كنز العمال ج ۱۲ ص ۳۱۷).
(۴۳) شعب الايمان (كنز العمال: ج ۱۲ ص ۳۱۸).

۲۷ رجب کی تلاوت کا ثواب

(حدیث نمبر ۷۸) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

فِی رَجَبَ یَومٌ وَلیلَۃٌ. مَن صَامَ ذٰلِکَ الیُومَ وَقَامَ تِلکَ اللَّیلۃَ کَانَ کَمَن صَامَ مِنَ الدّھرِ مِائَۃَ سَنَۃٍ وَقَامَ مِائَۃَ سَنَۃٍ. وَھُوَ لِثَلاثٍ بَقِینَ مِن رَجَب وَفِیہ بَعَثَ اللّٰہُ تَعَالٰی مُحَمَّدًا. (۴۴)

(ترجمہ) رجب کے مہینہ میں ایک دن اور ایک رات ہے۔ جس نے اس دن کا روزہ رکھا اور اس رات کا قیام کیا (عبادت کی) وہ ایسے آدمی کی مثل ہے جس نے زمانہ میں سو سال تک روزے رکھے اور سو سال تک قیام کیا اور یہ (دن اور رات) ستائیس رجب (کی) ہے، اسی میں اللہ تعالیٰ نے (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا تھا۔

(حدیث نمبر ۷۹) حضرت انسؓ کی ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

فِی رَجَب لیلَۃ یُکتَبُ لِلعَامِلِ فِیھَا حَسَنَاتُ مِائَۃِ سَنَۃٍ. (۴۵)

(ترجمہ) ماہ رجب میں ایک رات ہے۔ جس میں عمل کرنے والے کے لئے سو سال کی نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

اگر ہم ایک ماہ کے تیس دن لگائیں تو سو سال کے چھتیس ہزار دن بنتے ہیں اور جب چھتیس ہزار کو فی یوم دس نیکیوں سے ضرب دیں تو تین لاکھ

---

(۴۴). رواہ البیھقی فی شعب الایمان (کنز العمال ج ۱۲ ص ۳۱۲)

(۴۵). رواہ البیھقی فی الشعب (کنز العمال ج ۱۲ ص ۳۱۲).

ساٹھ ہزار نیکیاں بنتی ہیں تو گویا ایک حرف کی تلاوت پر کم از کم تین لاکھ ساٹھ ہزار نیکیاں ملتی ہیں اگر کوئی ستائیس رجب کا دن مسجد حرام میں گزارے تو اس کا ثواب (تین لاکھ ساٹھ ہزار کو ایک لاکھ سے ضرب دینے سے) تین ارب ساٹھ کروڑ نیکیاں بنتا ہے اور اگر کوئی اس دن میں پورا قرآن پاک تلاوت کرے تو اس کا ثواب ایک نیل بائیس پدم چھبیس کھرب چونسٹھ ارب بنتا ہے تفصیل نقشہ میں ملاحظہ ہو۔

ماہ رجب میں تلاوت کا ثواب

(حدیث نمبر ۸۰) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

انَّ رَجبًا شهر عَظِيم تُضَاعَفُ فِيهِ الحَسَنَاتُ ، مَن صَامَ يومًا مِنهُ كَانَ كَصِيَامِ سَنَةٍ. (۴۶)

(ترجمہ) بے شک رجب کا مہینہ عظمت والا ہے اس میں نیکیوں میں افزونی کی جاتی ہے جس نے اس کے کسی ایک دن کا روزہ رکھا وہ ایسے ہے جیسے اس نے ایک سال کے روزے رکھے۔

(فائدہ) اگر کسی نے رجب کے دنوں میں کوئی نیکی کی تو وہ بھی ثواب میں سال بھر کی نیکیوں کے برابر ہے اس کی تفصیل بھی نقشہ جات میں ملاحظہ فرمائیں۔

---

(۴۶). أخرجه الرافعي واللفظ له. (كنز العمال ج ۱۲ ص ۳۱۱ والطبراني في الكبير (كنز العمال ج ۱۲ ص ۳۱۲).

ثواب کے نقشوں کے متعلق چند ضروری باتیں

(۱)...... ہم نے اس مضمون کے نقشوں میں ایک حرف کی تلاوت پر کم از کم دس نیکیاں اور زیادہ سے زیادہ کروڑوں نیکیاں ذکر کی ہیں جن کا مقصد تلاوت کی ترغیب ہے۔ یہ کوئی حتمی فیصلہ نہیں ہے کہ نقشوں کے مطابق ہر تلاوت کرنے والے کو اتنی نیکیاں حاصل ہوں گی۔ لیکن ہمیں ان کا امیدوار ضرور ہونا چاہئے بعض اوقات دیگر عوارضات کی وجہ سے انسان کا بڑے سے بڑا عمل بھی نامقبول ہوتا ہے اور کبھی صرف ایک حرف قرآن کی تلاوت پر دس نیکیوں کی قدر و منزلت اتنا بڑھی ہوئی ہوتی ہے کہ ان کا مقابلہ لاکھوں نیکیاں بھی نہیں کر سکتیں یہ سب پڑھنے والی شخصیت پر موقوف ہے۔ جیسا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین قرآن کی تلاوت کرتے تھے تو ان کے ایک حرف کی تلاوت کا ثواب کئی احد پہاڑوں کے برابر ہوتا تھا۔ جب کہ ہم احد پہاڑ کو بھی سونے کا یقین کریں۔ اور اگر وہ تلاوت کرنے والے انبیاء علیہم السلام ہوں تو ان کی ایک نیکی تمام دنیا کے صلحاء کی نیکیوں پر بھاری ہے اسی طرح اگر اس امت کا کوئی ولی تلاوت کرے گا تو اسے اس کی شان کے مطابق اجر ملے گا اور اگر کوئی عام مومن [illegible]وت کرتا ہے تو اسے اس کی شان کے مطابق اجر ملے گا لہذا امید ہے کہ نقشوں کے مطابق پڑھنے والے کو نیکیاں تو حاصل ہوں گی لیکن اس کی شان کے مطابق ہوں گی۔

(نوٹ)...... تلاوت کی مقبولیت اور زیادہ اجر حاصل کرنے کے لئے ایک تو اعمال صالحہ کی مداومت کی جائے۔ آداب تلاوت کو ملحوظ رکھا جائے جو اس کتاب میں تفصیل سے مذکور ہیں۔ گناہوں سے اجتناب اور حلال

روزی کی عادت ڈالی جائے حتی الوسع نیت خالص رکھی جائے، ریاء ونمود سے بیزاری اور اللہ تعالیٰ کی محبت کا حصول بھی پیش نظر رہے۔

(۲) نقشوں میں ایک حرف کی تلاوت پر لاکھوں نیکیاں لکھی گئی ہیں اگر یہ خیال آئے کہ نیکی کا اپنا اجر کتنا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ کبھی ایک نیکی کا اجر پوری جنت ہوتی ہے کبھی جنت کے درجات کی ترقی ہوتی ہے اور کبھی جنت کے انعامات کی افزونی یا زیادتی اور کبھی جہنم سے آزادی اور کبھی جہنم سے آزادی کے بعد صرف ایک نیکی کی وجہ سے جنت کا داخلہ، کبھی دنیا میں آنے والی مصیبت سے یا مرض وغیرہ سے نجات، کبھی دنیا کی ایک نعمت یا کئی نعمتوں کا حصول وغیرہ ہر نیکی کا اجر متعین نہیں ہے یہ نیکوکار اور خدا کے فضل پر منحصر ہے کہ وہ کس درجہ کے اجر کا مستحق ہے۔

(۳)...... درج ذیل نقشوں میں ثواب کی تعداد کی آخری صفر پر جو ہندسہ بنا ہوا ہے اس صفر کو شامل کر کے اس ہندسہ کے مطابق صفریں شمار کرلیں یا لکھ لیں اس کے بعد اصل ثواب کو شمار کریں مثلاً (3)2385180 اس جگہ ان ہندسوں کے بریکٹوں میں جو تین کا ہندسہ آیا ہے یہ تین صفر کے قائم مقام ہے جگہ کم ہونے کی وجہ سے ہمیں اس مشکل اور پریشانی کو اختیار کرنا پڑا ہے قارئین اس کا لحاظ فرمائیں۔ مثلاً اب ہم مذکورہ ہندسوں کو یوں پڑھیں گے دو ارب اڑتیس کروڑ اکاون لاکھ اسی ہزار۔ اسی طرح سے اگلے نقشوں میں تمام ہندسوں کو پڑھ لیں یعنی بریکٹ میں اگر (3) کا ہندسہ ہو تو اس کو تین صفر شمار کر کے پڑھیں (4) کا ہو تو چار صفر سمجھیں (5) کا ہو تو پانچ (6) کا ہو تو چھ صفر علی ہذا القیاس۔

نقشہ نمبر 1

عام ایام میں تلاوت قرآن کا ثواب

مقام وحالت	ایک حرف کا ثواب	مکمل قرآن کا ثواب
تلاوت کا ثواب	10	3407400
تلاوت باتجوید کا ثواب	700	2385180(3)
قرآن میں دیکھ کر تلاوت کرنے کا ثواب	100	340740(3)
قرآن میں دیکھ کر باتجوید تلاوت کرنے کا ثواب	7000	238510(5)
نماز میں بیٹھ کر تلاوت کا ثواب	500	170370(4)
نماز میں بیٹھ کر تلاوت باتجوید کا ثواب	35000	1192590(5)
کھڑے ہوکر نماز میں تلاوت کرنے کا ثواب	1000	340740(4)
کھڑے ہوکر نماز میں باتجوید تلاوت کرنے کا ثواب	70000	2385180(5)
نماز باجماعت میں تلاوت کرنے کا ثواب	27000	9199980(4)
نماز باجماعت میں تلاوت باتجوید کا ثواب	1890000	64399860(5)
مسجد محلّہ میں تلاوت کا ثواب	250	85185000
مسجد محلّہ میں تلاوت باتجوید کا ثواب	17500	5962950(4)
مسجد محلّہ میں قرآن میں دیکھ کر تلاوت کرنے کا ثواب	2700	9199980(3)
مسجد محلّہ میں قرآن میں دیکھ کر باتجوید تلاوت کرنے کا ثواب	1750	596250(4)
مسجد محلّہ میں نماز میں بیٹھ کر تلاوت کا ثواب	12500	4259250(4)
مسجد محلّہ میں نماز میں بیٹھ کر تلاوت باتجوید کا ثواب	875000	29814750(4)
مسجد محلّہ میں کھڑے ہوکر نماز میں تلاوت کرنے کا ثواب	25000	351850(4)
مسجد محلّہ میں کھڑے ہوکر نماز میں باتجوید تلاوت کرنے کا ثواب	1750(4)	5962950(6)
مسجد محلّہ میں نماز باجماعت میں تلاوت کرنے کا ثواب	6750(3)	22999950(5)
مسجد محلّہ میں نماز باجماعت میں تلاوت باتجوید کا ثواب	47250(4)	1060999650(6)
جامع مسجد میں تلاوت کا ثواب	500	170370(4)
جامع مسجد میں تلاوت باتجوید کا ثواب	35000	1192590(5)
جامع مسجد میں قرآن میں دیکھ کر تلاوت کرنے کا ثواب	50(4)	170370(7)

جامع مسجد میں قرآن میں دیکھ کر با تجوید تلاوت کرنے کا ثواب	350(5)	1192590(7)
جامع مسجد میں نماز میں بیٹھ کر تلاوت کا ثواب	250(3)	851850(5)
جامع مسجد میں نماز میں بیٹھ کر تلاوت با تجوید کا ثواب	1750(4)	5962950(6)
جامع مسجد میں کھڑے ہو کر نماز میں تلاوت کرنے کا ثواب	50(4)	170370(6)
جامع مسجد میں کھڑے ہو کر نماز میں با تجوید تلاوت کرنے کا ثواب	350(5)	1192590(7)
جامع مسجد میں نماز با جماعت میں تلاوت کا ثواب	1350(4)	4599990(6)
جامع مسجد میں نماز با جماعت میں تلاوت با تجوید کا ثواب	9450(5)	32199930(7)
مسجد نبوی میں تلاوت کا ثواب	50(4)	170370(6)
مسجد نبوی میں تلاوت با تجوید کا ثواب	350(5)	1192590(7)
مسجد نبوی میں قرآن میں دیکھ کر تلاوت کرنے کا ثواب	50(6)	170370(8)
مسجد نبوی میں قرآن میں دیکھ کر با تجوید تلاوت کرنے کا ثواب	350(7)	1192590(9)
مسجد نبوی میں نماز میں بیٹھ کر تلاوت کا ثواب	250(5)	851850(7)
مسجد نبوی میں نماز میں بیٹھ کر تلاوت با تجوید کا ثواب	1750(6)	5962950(8)
مسجد نبوی میں کھڑے ہو کر نماز میں تلاوت کرنے کا ثواب	50(6)	170370(8)
مسجد نبوی میں کھڑے ہو کر نماز میں با تجوید تلاوت کرنے کا ثواب	350(7)	1192590(9)
مسجد نبوی میں نماز با جماعت میں تلاوت کرنے کا ثواب	1350(6)	4599990(8)
مسجد نبوی میں نماز با جماعت میں تلاوت با تجوید کا ثواب	9450(7)	32199930(9)
مسجد حرام میں تلاوت کا ثواب	10(5)	340740(6)
مسجد حرام میں تلاوت با تجوید کا ثواب	70(6)	2385180(7)
مسجد حرام میں قرآن میں دیکھ کر تلاوت کرنے کا ثواب	10(7)	170370(8)
مسجد حرام میں قرآن میں دیکھ کر با تجوید تلاوت کرنے کا ثواب	70(8)	1192590(9)
مسجد حرام میں نماز میں بیٹھ کر تلاوت کا ثواب	50(6)	170370(8)
مسجد حرام میں نماز میں بیٹھ کر تلاوت با تجوید کا ثواب	350(7)	1192590(9)
مسجد حرام میں کھڑے ہو کر نماز میں تلاوت کرنے کا ثواب	10(7)	340740(8)
مسجد حرام میں کھڑے ہو کر نماز میں با تجوید تلاوت کرنے کا ثواب	70(8)	2385180(9)
مسجد حرام میں نماز با جماعت میں تلاوت کرنے کا ثواب	270(7)	9199980(8)
مسجد حرام میں نماز با جماعت میں تلاوت با تجوید کا ثواب	1890(8)	64399860(9)

نقشہ نمبر (2)

رمضان المبارک میں تلاوت کا ثواب

مقام و حالت	ایک حرف کا ثواب	مکمل قرآن کا ثواب
تلاوت کا ثواب	70	23851800
تلاوت با تجوید کا ثواب	4900	16696260(3)
قرآن میں دیکھ کر تلاوت کرنے کا ثواب	4900	16696260(3)
قرآن میں دیکھ کر با تجوید تلاوت کرنے کا ثواب	343000	116873820(4)
نماز میں بیٹھ کر تلاوت کا ثواب	3500	1192590(4)
نماز میں بیٹھ کر تلاوت با تجوید کا ثواب	2450(3)	8348130(5)
کھڑے ہو کر نماز میں تلاوت کرنے کا ثواب	7000	2385180(4)
کھڑے ہو کر نماز میں با تجوید تلاوت کرنے کا ثواب	490(4)	16696260(5)
نماز با جماعت میں تلاوت کرنے کا ثواب	1890(3)	64399860(4)
نماز با جماعت میں تلاوت با تجوید کا ثواب	13230(4)	450799020(5)
مسجد محلّہ میں تلاوت کا ثواب	1750	5962950(3)
مسجد محلّہ میں تلاوت با تجوید کا ثواب	122500	41740650(4)
مسجد محلّہ میں قرآن میں دیکھ کر تلاوت کرنے کا ثواب	122500	41740650(4)
مسجد محلّہ میں قرآن میں دیکھ کر با تجوید تلاوت کرنے کا ثواب	85750(3)	292184550(5)
مسجد محلّہ میں نماز میں بیٹھ کر تلاوت کا ثواب	87500	29814750(4)
مسجد محلّہ میں نماز میں بیٹھ کر تلاوت با تجوید کا ثواب	61250(3)	208703250(5)
مسجد محلّہ میں کھڑے ہو کر نماز میں تلاوت کرنے کا ثواب	1750(3)	5962950(5)
مسجد محلّہ میں کھڑے ہو کر نماز میں با تجوید تلاوت کرنے کا ثواب	12250(4)	41740650(6)
مسجد محلّہ میں نماز با جماعت میں تلاوت کرنے کا ثواب	47250(3)	160999650(5)
مسجد محلّہ میں نماز با جماعت میں تلاوت با تجوید کا ثواب	330750(4)	1126997550(6)
جامع مسجد میں تلاوت کا ثواب	35000	1192590(5)
جامع مسجد میں تلاوت با تجوید کا ثواب	2450(4)	8348130(6)
جامع مسجد میں قرآن میں دیکھ کر تلاوت کرنے کا ثواب	2450(4)	8348130(6)

جامع مسجد میں قرآن میں دیکھ کر با تجوید تلاوت کرنے کا ثواب	17150(5)	58439610(7)
جامع مسجد میں نماز میں بیٹھ کر تلاوت کا ثواب	1750(4)	5962950(6)
جامع مسجد میں نماز میں بیٹھ کر تلاوت با تجوید کا ثواب	12250(5)	41740650(6)
جامع مسجد میں کھڑے ہو کر نماز میں تلاوت کرنے کا ثواب	350(5)	1192590(7)
جامع مسجد میں کھڑے ہو کر نماز میں با تجوید تلاوت کرنے کا ثواب	2450(6)	8348130(8)
جامع مسجد میں نماز با جماعت میں تلاوت کا ثواب	9450(5)	32199930(7)
جامع مسجد میں نماز با جماعت میں تلاوت با تجوید کا ثواب	66150(6)	225399510(8)
مسجد نبوی میں تلاوت کا ثواب	350(5)	1192590(7)
مسجد نبوی میں تلاوت با تجوید کا ثواب	2450(6)	8348130(8)
مسجد نبوی میں قرآن میں دیکھ کر تلاوت کرنے کا ثواب	2450(6)	8348130(8)
مسجد نبوی میں قرآن میں دیکھ کر با تجوید تلاوت کرنے کا ثواب	17150(7)	58439610(9)
مسجد نبوی میں نماز میں بیٹھ کر تلاوت کا ثواب	1750(6)	5962950(8)
مسجد نبوی میں نماز میں بیٹھ کر تلاوت با تجوید کا ثواب	12250(7)	41740650(9)
مسجد نبوی میں کھڑے ہو کر نماز میں تلاوت کرنے کا ثواب	350(7)	1192590(9)
مسجد نبوی میں کھڑے ہو کر نماز میں با تجوید تلاوت کرنے کا ثواب	2450(8)	8348130(10)
مسجد نبوی میں نماز با جماعت میں تلاوت کرنے کا ثواب	9450(7)	32199930(9)
مسجد نبوی میں نماز با جماعت میں تلاوت با تجوید کا ثواب	66150(8)	225399510(9)
مسجد حرام میں تلاوت کا ثواب	70(7)	2385180(7)
مسجد حرام میں تلاوت با تجوید کا ثواب	490(7)	16696260(8)
مسجد حرام میں قرآن میں دیکھ کر تلاوت کرنے کا ثواب	490(7)	16696260(8)
مسجد حرام میں قرآن میں دیکھ کر با تجوید تلاوت کرنے کا ثواب	3430(8)	116873820(9)
مسجد حرام میں نماز میں بیٹھ کر تلاوت کا ثواب	350(7)	1192590(9)
مسجد حرام میں نماز میں بیٹھ کر تلاوت با تجوید کا ثواب	2450(8)	8348130(10)
مسجد حرام میں کھڑے ہو کر نماز میں تلاوت کرنے کا ثواب	70(8)	2385180(9)
مسجد حرام میں کھڑے ہو کر نماز میں با تجوید تلاوت کرنے کا ثواب	490(9)	16696260(10)
مسجد حرام میں نماز با جماعت میں تلاوت کرنے کا ثواب	1890(8)	64399860(9)
مسجد حرام میں نماز با جماعت میں تلاوت با تجوید کا ثواب	13230(9)	450799020(10)

نقشہ نمبر (3)

عشرہ ذوالحجہ میں تلاوت کا ثواب

مقام وحالت	ایک حرف کا ثواب	مکمل قرآن کا ثواب
تلاوت کا ثواب	700	238518000
تلاوت با تجوید کا ثواب	49000	16696260(4)
قرآن میں دیکھ کر تلاوت کرنے کا ثواب	490(4)	16696260(5)
قرآن میں دیکھ کر با تجوید تلاوت کرنے کا ثواب	3430(5)	116873820(6)
نماز میں بیٹھ کر تلاوت کا ثواب	350(3)	1192590(5)
نماز میں بیٹھ کر تلاوت با تجوید کا ثواب	2450(4)	8348130(6)
کھڑے ہو کر نماز میں تلاوت کرنے کا ثواب	70(4)	2385180(5)
کھڑے ہو کر نماز میں با تجوید تلاوت کرنے کا ثواب	490(5)	1669260(6)
نماز با جماعت میں تلاوت کرنے کا ثواب	1890(4)	64399860(5)
نماز با جماعت میں تلاوت با تجوید کا ثواب	13230(5)	450799020(6)
مسجد محلّہ میں تلاوت کا ثواب	17500	5962950(4)
مسجد محلّہ میں تلاوت با تجوید کا ثواب	12250(3)	41740650(5)
مسجد محلّہ میں قرآن میں دیکھ کر تلاوت کرنے کا ثواب	12250(4)	41740650
مسجد محلّہ میں قرآن میں دیکھ کر با تجوید تلاوت کرنے کا ثواب	85750(5)	292184550(7)
مسجد محلّہ میں نماز میں بیٹھ کر تلاوت کا ثواب	8750(3)	29814750(5)
مسجد محلّہ میں نماز میں بیٹھ کر تلاوت با تجوید کا ثواب	61250(4)	208703250(6)
مسجد محلّہ میں کھڑے ہو کر نماز میں تلاوت کرنے کا ثواب	1750(4)	5962950(6)
مسجد محلّہ میں کھڑے ہو کر نماز میں با تجوید تلاوت کرنے کا ثواب	12250(5)	41740650(7)
مسجد محلّہ میں نماز با جماعت میں تلاوت کرنے کا ثواب	47250(4)	160999650(6)
مسجد محلّہ میں نماز با جماعت میں تلاوت با تجوید کا ثواب	330750(5)	126997550(7)
جامع مسجد میں تلاوت کا ثواب	350(4)	1192590(6)
جامع مسجد میں تلاوت با تجوید کا ثواب	2450(5)	8348130(7)
جامع مسجد میں قرآن میں دیکھ کر تلاوت کرنے کا ثواب	2450(6)	8348130(8)

جامع مسجد میں قرآن میں دیکھ کر با تجوید تلاوت کرنے کا ثواب	17150(7)	58439810(9)
جامع مسجد میں نماز میں بیٹھ کر تلاوت کا ثواب	1750(5)	5962950(7)
جامع مسجد میں نماز میں بیٹھ کر تلاوت با تجوید کا ثواب	12250(6)	41740650(8)
جامع مسجد میں کھڑے ہو کر نماز میں تلاوت کرنے کا ثواب	350(6)	1192590(8)
جامع مسجد میں کھڑے ہو کر نماز میں با تجوید تلاوت کرنے کا ثواب	2450(7)	8348130(9)
جامع مسجد میں نماز با جماعت میں تلاوت کا ثواب	9450(6)	32199930(8)
جامع مسجد میں نماز با جماعت میں تلاوت با تجوید کا ثواب	66150(7)	225399510(9)
مسجد نبوی میں تلاوت کا ثواب	350(6)	1192590(8)
مسجد نبوی میں تلاوت با تجوید کا ثواب	2450(7)	8348130(9)
مسجد نبوی میں قرآن میں دیکھ کر تلاوت کرنے کا ثواب	2450(8)	8348130(10)
مسجد نبوی میں قرآن میں دیکھ کر با تجوید تلاوت کرنے کا ثواب	17150(9)	58439610(11)
مسجد نبوی میں نماز میں بیٹھ کر تلاوت کا ثواب	1750(7)	5962950(8)
مسجد نبوی میں نماز میں بیٹھ کر تلاوت با تجوید کا ثواب	12250(8)	41740650(10)
مسجد نبوی میں کھڑے ہو کر نماز میں تلاوت کرنے کا ثواب	350(8)	1192590(10)
مسجد نبوی میں کھڑے ہو کر نماز میں با تجوید تلاوت کرنے کا ثواب	2450(9)	8348130(11)
مسجد نبوی میں نماز با جماعت میں تلاوت کرنے کا ثواب	9450(8)	32199930(10)
مسجد نبوی میں نماز با جماعت میں تلاوت با تجوید کا ثواب	66150(9)	225399510(11)
مسجد حرام میں تلاوت کا ثواب	70(7)	2385180(8)
مسجد حرام میں تلاوت با تجوید کا ثواب	490(8)	16696260(9)
مسجد حرام میں قرآن میں دیکھ کر تلاوت کرنے کا ثواب	490(9)	16696260(10)
مسجد حرام میں قرآن میں دیکھ کر با تجوید تلاوت کرنے کا ثواب	3430(10)	116873820(11)
مسجد حرام میں نماز میں بیٹھ کر تلاوت کا ثواب	350(8)	1192590(10)
مسجد حرام میں نماز میں بیٹھ کر تلاوت با تجوید کا ثواب	2450(9)	8348130(11)
مسجد حرام میں کھڑے ہو کر نماز میں تلاوت کرنے کا ثواب	70(9)	2385180(11)
مسجد حرام میں کھڑے ہو کر نماز میں با تجوید تلاوت کرنے کا ثواب	490(10)	16696260(11)
مسجد حرام میں نماز با جماعت میں تلاوت کرنے کا ثواب	1890(9)	64399860(10)
مسجد حرام میں نماز با جماعت میں تلاوت با تجوید کا ثواب	13230(10)	450799020(11)

نقشہ نمبر (4)

27 رجب میں تلاوت کا ثواب

مقام وحالت	ایک حرف کا ثواب	مکمل قرآن کا ثواب
تلاوت کا ثواب	36000	12266640(4)
تلاوت با تجوید کا ثواب	2520(4)	85866480(5)
قرآن میں دیکھ کر تلاوت کرنے کا ثواب	12960(6)	441599040(7)
قرآن میں دیکھ کر با تجوید تلاوت کرنے کا ثواب	90720(15)	3907673580(16)
نماز میں بیٹھ کر تلاوت کا ثواب	180(5)	6133320(6)
نماز میں بیٹھ کر تلاوت با تجوید کا ثواب	1260(6)	42933240(7)
کھڑے ہو کر نماز میں تلاوت کرنے کا ثواب	360(5)	12266640(6)
کھڑے ہو کر نماز میں با تجوید تلاوت کرنے کا ثواب	2520(6)	85866480(7)
نماز با جماعت میں تلاوت کرنے کا ثواب	9720(5)	331199280(6)
نماز با جماعت میں تلاوت با تجوید کا ثواب	68040(6)	23183994960(7)
مسجد محلہ میں تلاوت کا ثواب	90(5)	3066660(6)
مسجد محلہ میں تلاوت با تجوید کا ثواب	630(6)	21466620(7)
مسجد محلہ میں قرآن میں دیکھ کر تلاوت کرنے کا ثواب	3240(8)	110399760(9)
مسجد محلہ میں قرآن میں دیکھ کر با تجوید تلاوت کرنے کا ثواب	22680(17)	772798320(18)
مسجد محلہ میں نماز میں بیٹھ کر تلاوت کا ثواب	450(6)	1533330(8)
مسجد محلہ میں نماز میں بیٹھ کر تلاوت با تجوید کا ثواب	3150(7)	4599990(8)
مسجد محلہ میں کھڑے ہو کر نماز میں تلاوت کرنے کا ثواب	90(7)	10733310(9)
مسجد محلہ میں کھڑے ہو کر نماز میں با تجوید تلاوت کرنے کا ثواب	630(8)	21466620(10)
مسجد محلہ میں نماز با جماعت میں تلاوت کرنے کا ثواب	2430(7)	82799820(8)
مسجد محلہ میں نماز با جماعت میں تلاوت با تجوید کا ثواب	17010(8)	579598740(9)
جامع مسجد میں تلاوت کا ثواب	180(6)	6133320(7)
جامع مسجد میں تلاوت با تجوید کا ثواب	1260(7)	42933240(8)
جامع مسجد میں قرآن میں دیکھ کر تلاوت کرنے کا ثواب	6480(8)	220799590(10)

جامع مسجد میں قرآن میں دیکھ کر با تجوید تلاوت کرنے کا ثواب	45360(18)	1545596640(19)
جامع مسجد میں نماز میں بیٹھ کر تلاوت کا ثواب	90(8)	3066660(9)
جامع مسجد میں نماز میں بیٹھ کر تلاوت با تجوید کا ثواب	630(9)	21466620(10)
جامع مسجد میں کھڑے ہو کر نماز مین تلاوت کرنے کا ثواب	180(8)	6133320(9)
جامع مسجد میں کھڑے ہو کر نماز میں با تجوید تلاوت کرنے کا ثواب	1260(9)	42933240(10)
جامع مسجد میں نماز با جماعت میں تلاوت کا ثواب	4860(8)	165599640(9)
جامع مسجد میں نماز با جماعت میں تلاوت با تجوید کا ثواب	34020(9)	1159197480(10)
مسجد نبوی میں تلاوت کا ثواب	180(8)	6133320(9)
مسجد نبوی میں تلاوت با تجوید کا ثواب	1260(9)	42933240(10)
مسجد نبوی میں قرآن میں دیکھ کر تلاوت کرنے کا ثواب	6480(11)	220799590(12)
مسجد نبوی میں قرآن میں دیکھ کر با تجوید تلاوت کرنے کا ثواب	45360(20)	1545596640(21)
مسجد نبوی میں نماز میں بیٹھ کر تلاوت کا ثواب	90(10)	3066660(11)
مسجد نبوی میں نماز میں بیٹھ کر تلاوت با تجوید کا ثواب	630(11)	21466620(12)
مسجد نبوی میں کھڑے ہو کر نماز میں تلاوت کرنے کا ثواب	180(10)	6133320(11)
مسجد نبوی میں کھڑے ہو کر نماز میں با تجوید تلاوت کرنے کا ثواب	1260(11)	42933240(12)
مسجد نبوی میں نماز با جماعت میں تلاوت کرنے کا ثواب	4860(10)	165599640(11)
مسجد نبوی میں نماز با جماعت میں تلاوت با تجوید کا ثواب	34020(11)	1159197480(12)
مسجد حرام میں تلاوت کا ثواب	360(8)	12266640(9)
مسجد حرام میں تلاوت با تجوید کا ثواب	2520(9)	85866480(10)
مسجد حرام میں قرآن میں دیکھ کر تلاوت کرنے کا ثواب	12960(11)	441599040(12)
مسجد حرام میں قرآن میں دیکھ کر با تجوید تلاوت کرنے کا ثواب	90720(20)	3091193280(21)
مسجد حرام میں نماز میں بیٹھ کر تلاوت کا ثواب	180(10)	6133320(12)
مسجد حرام میں نماز میں بیٹھ کر تلاوت با تجوید کا ثواب	1260(11)	42933240(12)
مسجد حرام میں کھڑے ہو کر نماز میں تلاوت کرنے کا ثواب	360(10)	12266640(11)
مسجد حرام میں کھڑے ہو کر نماز میں با تجوید تلاوت کرنے کا ثواب	2520(11)	85866480(12)
مسجد حرام میں نماز با جماعت میں تلاوت کرنے کا ثواب	9720(10)	331199280(11)
مسجد حرام میں نماز با جماعت میں تلاوت با تجوید کا ثواب	68040(11)	23183994960(12)

نقشہ نمبر(5)

شب قدر میں تلاوت کا ثواب

مقام وحالت	ایک حرف کا ثواب	مکمل قرآن کا ثواب
تلاوت کا ثواب	60000	2044440(5)
تلاوت باتجوید کا ثواب	420(5)	14311080(6)
قرآن میں دیکھ کر تلاوت کرنے کا ثواب	360(8)	12266640(9)
قرآن میں دیکھ کر باتجوید تلاوت کرنے کا ثواب	2520(9)	85866480(10)
نماز میں بیٹھ کر تلاوت کا ثواب	30(6)	1022220(7)
نماز میں بیٹھ کر تلاوت باتجوید کا ثواب	210(7)	7155540(8)
کھڑے ہو کر نماز میں تلاوت کرنے کا ثواب	60(6)	2044440(8)
کھڑے ہو کر نماز میں باتجوید تلاوت کرنے کا ثواب	420(7)	14311080(8)
نماز باجماعت میں تلاوت کرنے کا ثواب	1620(6)	55199880(7)
نماز باجماعت میں تلاوت باتجوید کا ثواب	11340(7)	386399160(8)
مسجد محلّہ میں تلاوت کا ثواب	150(5)	511110(7)
مسجد محلّہ میں تلاوت باتجوید کا ثواب	1050(6)	3577770(8)
مسجد محلّہ میں قرآن میں دیکھ کر تلاوت کرنے کا ثواب	90(10)	3066660(11)
مسجد محلّہ میں قرآن میں دیکھ کر باتجوید تلاوت کرنے کا ثواب	630(11)	21466620(12)
مسجد محلّہ میں نماز میں بیٹھ کر تلاوت کا ثواب	750(6)	2555550(8)
مسجد محلّہ میں نماز میں بیٹھ کر تلاوت باتجوید کا ثواب	5250(7)	17888850(8)
مسجد محلّہ میں کھڑے ہو کر نماز میں تلاوت کرنے کا ثواب	150(7)	511110(9)
مسجد محلّہ میں کھڑے ہو کر نماز میں باتجوید تلاوت کرنے کا ثواب	1050(8)	3577770(10)
مسجد محلّہ میں نماز باجماعت میں تلاوت کرنے کا ثواب	4050(7)	13799970(9)
مسجد محلّہ میں نماز باجماعت میں تلاوت باتجوید کا ثواب	28350(8)	96599790(10)
جامع مسجد میں تلاوت کا ثواب	30(7)	1022220(8)
جامع مسجد میں تلاوت باتجوید کا ثواب	210(8)	7155540(9)
جامع مسجد میں قرآن میں دیکھ کر تلاوت کرنے کا ثواب	180(10)	6133320(11)

جامع مسجد میں قرآن میں دیکھ کر با تجوید تلاوت کرنے کا ثواب	1260(12)	42933240(13)
جامع مسجد میں نماز میں بیٹھ کر تلاوت کا ثواب	150(7)	511110(10)
جامع مسجد میں نماز میں بیٹھ کر تلاوت با تجوید کا ثواب	1050(9)	3577770(11)
جامع مسجد میں کھڑے ہو کر نماز میں تلاوت کرنے کا ثواب	30(9)	1022220(10)
جامع مسجد میں کھڑے ہو کر نماز میں با تجوید تلاوت کرنے کا ثواب	210(10)	7155540(11)
جامع مسجد میں نماز با جماعت میں تلاوت کا ثواب	810(9)	27599940(10)
جامع مسجد میں نماز با جماعت میں تلاوت با تجوید کا ثواب	5670(10)	193199580(11)
مسجد نبوی میں تلاوت کا ثواب	30(9)	1022220(10)
مسجد نبوی میں تلاوت با تجوید کا ثواب	210(10)	7155540(11)
مسجد نبوی میں قرآن میں دیکھ کر تلاوت کرنے کا ثواب	180(13)	6133320(14)
مسجد نبوی میں قرآن میں دیکھ کر با تجوید تلاوت کرنے کا ثواب	1260(14)	42933240(15)
مسجد نبوی میں نماز میں بیٹھ کر تلاوت کا ثواب	150(10)	511110(12)
مسجد نبوی میں نماز میں بیٹھ کر تلاوت با تجوید کا ثواب	1050(11)	3577770(13)
مسجد نبوی میں کھڑے ہو کر نماز میں تلاوت کرنے کا ثواب	30(11)	1022220(12)
مسجد نبوی میں کھڑے ہو کر نماز میں با تجوید تلاوت کرنے کا ثواب	210(12)	7155540(13)
مسجد نبوی میں نماز با جماعت میں تلاوت کرنے کا ثواب	810(11)	27599940(12)
مسجد نبوی میں نماز با جماعت میں تلاوت با تجوید کا ثواب	5670(12)	193199580(13)
مسجد حرام میں تلاوت کا ثواب	60(9)	2044440(10)
مسجد حرام میں تلاوت با تجوید کا ثواب	420(10)	41311080(12)
مسجد حرام میں قرآن میں دیکھ کر تلاوت کرنے کا ثواب	360(13)	12266640(14)
مسجد حرام میں قرآن میں دیکھ کر با تجوید تلاوت کرنے کا ثواب	2520(14)	85866480(15)
مسجد حرام میں نماز میں بیٹھ کر تلاوت کا ثواب	30(11)	1022220(12)
مسجد حرام میں نماز میں بیٹھ کر تلاوت با تجوید کا ثواب	210(12)	7155540(13)
مسجد حرام میں کھڑے ہو کر نماز میں تلاوت کرنے کا ثواب	60(11)	2044440(12)
مسجد حرام میں کھڑے ہو کر نماز میں با تجوید تلاوت کرنے کا ثواب	420(12)	41311080(13)
مسجد حرام میں نماز با جماعت میں تلاوت کرنے کا ثواب	1620(11)	55199880(12)
مسجد حرام میں نماز با جماعت میں تلاوت با تجوید کا ثواب	11340(12)	386399160(13)

آٹھواں باب

ختم قرآن کے فضائل وآداب

قرآن پاک کے ختم کے آداب

تلاوت کرنے والا اکیلے نماز میں قرآن پاک کی تلاوت کرے یہ مستحب ہے اگر نماز سے باہر قرآن پاک کو ختم کرے تو بعض حضرات ایسے گزرے ہیں جو مجمع میں قرآن پاک کو ختم کرتے تھے اس کیلئے مستحب یہ ہے کہ رات کے اول حصے میں یا دن کے اول حصے میں قرآن پاک کا ختم کریں اور یہ بھی مستحب ہے کہ ختم قرآن کے دن روزہ رکھا جائے اور اگر اس دن میں روزہ رکھنے کی شریعت میں ممانعت وارد ہوئی ہو تو اس میں روزہ نہ رکھے۔ یہ حضرت طلحہ بن مصرف اور حضرت مسیّب بن رافع حضرت حبیب بن ابی ثابت جو کوفہ کے تابعین میں سے تھے ان سے صحیح روایت کے ساتھ مروی ہے کہ جس دن وہ قرآن پاک ختم کرنا چاہتے تھے اس دن وہ روزہ رکھتے تھے۔ (۱)

ختم قرآن کا وقت

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جمعہ کی رات کو قرآن پاک کا پڑھنا شروع کرتے تھے اور جمعرات کی رات کو ختم فرماتے تھے۔

امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ افضل یہ ہے کہ رات کے اخیر میں یا دن کے اخیر میں قرآن پاک کو ختم کیا جائے اور یہ بھی کہ دن میں سوموار

(۱) (الاذکار)

کے دن فجر کی دوسنتوں کے درمیان یا ان کے بعد قرآن پاک کو ختم کیا جائے اور رات کے وقت جمعہ کی رات میں مغرب کی دوسنت رکعتوں میں یا ان کے بعد قرآن پاک کو ختم کیا جائے تا کہ دن کا استقبال قرآن پاک کے ختم کے ساتھ ہو اور اسی طرح دن کا اخیر بھی ختم قرآن کے ساتھ ہو۔

امام ابن ابی داود' امام عمرو بن مرہ سے جو بڑے جلیل القدر تابعی ہیں روایت کرتے ہیں کہ حضرات صحابہ کرامؓ پسند کرتے تھے کہ قرآن پاک کو رات کے شروع میں ختم کریں یا دن کے شروع میں ختم کریں۔ اور حضرت طلحہ بن مصرف بڑے جلیل القدر تابعی اور امام ہیں فرماتے ہیں کہ جس شخص نے قرآن کریم کو دن کی جس گھڑی میں بھی ختم کیا فرشتے شام تک اس کے لئے رحمت اور مغفرت کی دعا کرتے ہیں اور رات کے بھی جس وقت قرآن کریم کو ختم کیا تو فرشتے صبح تک اس پر رحمت اور مغفرت کی دعا کرتے ہیں اور حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ایسے ہی مروی ہے۔

امام دارمیؒ نے اپنی سنن میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اگر قرآن کریم کا ختم شروع رات میں ہو تو فرشتے صبح تک اس پر رحمت اور مغفرت کی دعا کرتے ہیں اور اگر قرآن کریم کا ختم رات کے اخیر میں ہو تو شام تک فرشتے اس کے لئے رحمت اور مغفرت کی دعائیں کرتے ہیں امام دارمی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے۔ (۲)

ایک رکعت میں قرآن ختم کرنے والے حضرات

اور جو لوگ قرآن پاک ایک رکعت میں ختم کر لیتے تھے ان کی تعداد بھی کثرت کی وجہ سے شمار نہیں کی جا سکتی ان میں سے ایک حضرت عثمان بن

(۲) (الاذکار)

عفانؓ ہیں اور حضرت تمیم داریؓ ہیں اور حضرت سعید بن جبیرؒ اور امام اعظم ابو حنیفہؒ ہیں بہر حال یہ قرآن پاک کا کم یا زیادہ مقدار میں تھوڑے اور زیادہ عرصہ میں تلاوت کرنے میں اکابر کی اپنی شان ہے بعض حضرات دقیق فکر کے ساتھ لطائف اور معانی کو دیکھتے ہیں تو اسی اعتبار سے کم پڑھتے ہیں اور بعض تلاوت قرآن کی حلاوت اور لذت کی وجہ سے زیادہ پڑھتے ہیں تو ہر ایک بزرگ کی اپنی شان ہے۔

متقدمین کی ایک جماعت نے ایک دن رات میں ایک ختم کرنے کو ناپسند قرار دیا ہے اور اس کے متعلق ایک روایت جو صحیح سندوں کے ساتھ ابوداود، ترمذی اور نسائی وغیرہ میں مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے۔''لا یفقه من قرأ القرآن فی اقل من ثلاث ''جو شخص تین دن سے کم میں قرآن پاک پڑھ لیتا ہے وہ قرآن پاک کو نہیں سمجھ سکتا اس لئے انہوں نے تھوڑے وقت میں پڑھنے کو ناپسند قرار دیا ہے۔

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی عام آدمی قرآن پاک کو پورے غور وخوض کے ساتھ سمجھ کر پڑھنا چاہے تو کم از کم تین دن میں قرآن پاک کو ختم کرے۔ اور اگر تلاوت کی حلاوت اور لذت حاصل کرنا چاہتا ہے تو حدیث میں اس کا کوئی رد اور انکار نہیں ہے۔ اس لئے اکابر ایک دن میں بلکہ دن کے کم حصے میں بھی پورا قرآن پاک پڑھ لیتے تھے۔(۳)۔

ختم قرآن کی محفل میں جمع ہونا

قرآن پاک کی ختم کی مجلس میں جمع ہونا مستحب ہے چاہے وہ خود قرآن

(۳)(الاذکار)

پاک کو ختم کرر ہا ہو یا دوسرے کے ختم میں شریک ہو رہا ہو یا وہ خود قرآن نہ پڑھ سکتا ہو جیسا کہ بخاری و مسلم میں مروی ہے۔ اَنَّ رسول اللہ ﷺ أمَرَ الْحُيَّضَ بِالْخُرُوْجِ يَوْمَ الْعِيْدِ فَيَشْهَدْنَ بِالْخَيْرِ وَ دَعْوَةَ الْمُسْلِمِيْنَ. (۴)

(ترجمہ) نبی کریم ﷺ حائضہ عورتوں کو عید کے دن میں عیدگاہ کی طرف نکلنے کا حکم دیتے تھے تاکہ وہ بھی خیر میں شریک ہوں۔ اور مسلمانوں کی دعاؤں میں شامل ہوں۔

(فائدہ) لیکن صحابہ کرامؓ کے عمل سے ثابت ہے کہ بعد میں عورتوں کو مسجدوں کی طرف نکلنے کو ناپسند قرار دیا گیا اب فتنے کے زمانے کی وجہ سے عورتوں کا گھروں میں رہنا اور گھروں میں نماز پڑھنا ضروری ہے۔ (امداد اللہ انور)

امام دارمی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایک آدمی کو مقرر کرتے تھے اس شخص کے لئے جو قرآن پاک پڑھ رہا ہو پس جب وہ قرآن پاک کے ختم کا ارادہ کرتا تو وہ جا کر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بتاتا کہ وہ شخص قرآن پاک کو ختم کر رہا ہے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس کے ختم میں آ کر شریک ہوتے تھے۔

امام ابن ابی داود نے دو صحیح سندوں کے ساتھ حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے اور حضرت قتادہ جلیل القدر امام ہیں اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں فرماتے ہیں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب قرآن پاک کو ختم کرتے تھے تو اپنے گھر والوں کو جمع کرتے تھے اور دعا فرماتے تھے اور صحیح اسانید کے ساتھ حضرت حکم بن عتبہ سے روایت ہے کہ حضرت مجاہد اور حضرت عبادہ بن ابی لبابہ دونوں نے میری

(۴) (الاذکار امام نووی)

طرف پیغام بھیجا کہ ہم قرآن پاک کو ختم کرنا چاہتے ہیں اور ختم قرآن کے وقت دعا قبول ہوتی ہے اور بعض صحیح روایات میں یہ بھی ہے کہ یہ بات مشہور تھی کہ ختم قرآن کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے۔

اور حضرت مجاہدؒ سے یہ بھی مروی ہے کہ صحابہ کرامؓ ختم قرآن کے وقت جمع ہوتے تھے اور فرماتے تھے کہ رحمت نازل ہوتی ہے۔ (۵)

(فائدہ) حضرت مجاہد جلیل القدر تابعی ہیں اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے تفسیر میں سب سے بڑے شاگرد ہیں۔

ختم قرآن کے وقت ایسا مستحب ہے۔ امام دارمی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حمید الاعرج رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ جس شخص نے قرآن پاک ختم کیا پھر دعا کی تو اس کی دعا پر چار ہزار فرشتے امین کہتے ہیں۔

ختم کے وقت کیا دعائیں کریں

دعا میں لحاح وزاری کرنی چاہئے اور ایسے اہم امور اور جامع کلمات کے ساتھ دعا کرنی چاہئے خصوصاً اہم کام اور دنیا اور آخرت کے معاملات اور مسلمانوں کے امور اور اپنے بادشاہوں کی اصلاح اور تمام حکمرانوں کے معاملات کی درستگی اور ان کے لئے عبادات کی توفیق اور خلاف اسلام کاموں سے حفاظت اور نیکی اور تقوی میں تعاون اور حق کے قیام اور حق پر اجتماع کی دعا کرنی چاہئے اور دشمنان دین پر ان کے غالب ہونے کے اور تمام مخالفین پر غلبہ پانے کی دعا کرنی چاہئے۔ مزید دعائیں بہت اہم قسم کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ، تابعین، اہل بیت، اولیاء، محدثین، مجتہدین وغیرہ کی بہت کثرت سے میں نے اپنی کتاب لذت مناجات میں جمع کر دی ہیں اگر

(۵) (الاذکار للنووی)

اس کو دیکھ لیا جائے اور اپنی پسند کی دعائیں منتخب کر لی جائیں۔ تو انشاء اللہ بہت نفع ہوگا۔ (امداد اللہ انور)

جب کوئی آدمی قرآن پاک کو ختم کرے تو مستحب یہ ہے کہ نئے سرے سے پھر قرآن پاک کا آغاز کر دے سلف صالحین اس کو بہت پسند کرتے تھے اور اس عمل کے لئے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے احتجاج پکڑتے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

خَیْرُ الْاَعْمَالِ الْحَلُّ وَالرِّحْلَةُ قیل وما هما؟ قال افتتاح القرآن وَخَتْمُهٗ.

(ترجمہ) اعمال میں بہتر حَل اور رحلة ہے عرض کیا گیا یہ دونوں کیا چیزیں ہیں فرمایا قرآن کو شروع کرنا اور اس کو ختم کرنا۔

ختم قرآن پر مقبول دعا

(حدیث نمبر ۸۱) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

انّ لِقَارِئ القُرآن دَعوَةً مُستَجابَةً فَانْ شَاءَ صَاحِبُهَا عَجَّلَهَا فِی الدّنیا وَان شَاءَ أخَّرَهَا اِلَی الْآخِرَةِ. (٦)

(ترجمہ) بے شک قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے کے لئے ایک ایسی دعا (مقدر کی گئی) ہے جو (ہر حال میں) قبول کی جاتی ہے، پس اگر دعا مانگنے والا چاہے تو جلدی کر کے اس (کے انعامات) کو دنیا (ہی) میں مانگ لے، اور اگر چاہے تو اس کو آخرت تک موخر کر دے۔

---

(٦) رواه ابن مردويه (كنز العمال ج ۱ ص ۵۱۳ وجامع الشمل فی حدیث خاتم الرسل ج ۱ ص ۱۴۱).

(فائدہ) اس دعا سے مراد ختم قرآن کے وقت کی وہ دعا ہے جو رد نہیں ہوتی اگر اس کا بدلہ دنیا میں مانگے تو دنیا میں ملے گا، اور اگر آخرت میں مانگے تو آخرت میں ملے گا اس کے ذریعہ اگر قیامت کی آفات سے نجات کی دعا کرے گا تو قیامت کی آفات دور ہونگی، اگر جنت طلب کرے گا تو انشاءاللہ جنت ملے گی۔

(حدیث نمبر۸۲) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علیہ السلام کا ارشادگرامی نقل فرماتے ہیں کہ

مَعَ كُلِّ خَتمَةٍ دَعْوَةٌ مُستَجابَة. (۷)

(ترجمہ) ہر ختم قرآن کے وقت دعا قبول ہوتی ہے۔

(فائدہ) اس حدیث شریف کے الفاظ عام ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر دعا قبول ہوتی ہے چاہے ایک ہو یا متعدد ہوں اور ختم قرآن کی مجلس میں ہوں۔

ختم قرآن کے وقت دعا کی اجابت اور انعام

(حدیث نمبر۸۳) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اِنّ لِصَاحِبِ القُرآنِ عِندَ كُلِّ خَتمَةٍ دَعوَةٌ مستَجابَة وَشَجَرَةٌ فِي الجَنَّةِ لو انّ غُرَابًا طَارَمِن اَصْلِهَا لَم يَنتَهِ اِلى فَرعِهَا حَتّى يُدرِكَهُ الهَرَمُ. (۸)

(ترجمہ) قاری قرآن کے لئے ہر ختم کے موقع پر دعا قبول ہوتی ہے اور

(۷) رواہ البیھقی فی شعب الایمان (کنز العمال ج ۱ ص ۵۱۷).
(۸) تاریخ بغداد (الجامع الصغیر ج ۲ ص ۵۰۵، جامع الشمل فی حدیث خاتم الرسل ۱ ص ۱۴۱).

اس کو (جنت میں) ایک درخت عطا کیا جاتا ہے اگر کوئی غراب (کوا) اس کی جڑ سے اڑے تو اس کی انتہاء کو نہیں پہنچ سکے گا مگر وہ بوڑھا ہو جائے گا۔

(فائدہ) حافظ یاد رہنے اور تلاوت کے لئے قرآن کو کتنی بار ختم کرتا ہے جس کی وجہ سے اس کی بہت دعائیں قبول ہوتی ہیں اور جنت میں اس کو بہت سارے بڑے بڑے درخت عطا کئے جاتے ہیں حدیث میں دوسرے جانوروں کی بجائے کوے کو اس لئے ذکر کیا گیا کہ دوسرے اکثر پرندوں کے مقابلے میں اس کی عمر بہت ہوتی ہے کہا جاتا ہے کہ ایک کوے کی عمر اوسطاً دو اڑھائی سو برس ہوتی ہے طوالت عمر میں کوا ضرب المثل ہے اور یہاں حدیث میں درخت کی طوالت کی مقدار متعین کرنا مقصود نہیں بلکہ کثرت طوالت مراد ہے اور اس سے کثرت تلاوت کی ترغیب مقصود ہے۔

ختم قرآن کا مسنون طریقہ

(حدیث نمبر ۸۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ

انّ النّبیّ صَلّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلمَ کَانَ اِذَاقَرأ: "قُل أعُوذُ بِرَبّ النّاسِ" افتَتَحَ مِن "اَلحَمدُ" ثم قَرأمِنَ البَقَرہِ الیٰ "وأولٰئک ھُمُ المفلِحونَ". ثُمّ دَعَا بِدُعَاءِ الخَتمَۃِ ثُمّ قَامَ. (۹)

(ترجمہ) بے شک نبی ﷺ جب (ختم قرآن کے وقت آخری سورت) قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ تلاوت کرتے تو اَلْحَمْدُ (سورۂ فاتحہ شروع قرآن) سے افتتاح کرتے۔ پھر سورہ بقرہ سے وَاُولٰـئِکَ ھُـمُ الْـمُـفْـلِحُوْنَ تک تلاوت کرتے۔ پھر ختم القرآن والی دعا کرتے پھر اٹھ

---

(۹) الاتقان، وقال: أخرجه الدارمی بسند حسن.

کھڑے ہوتے۔

(حدیث نمبر ۸۵) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أحبّ الأعمالِ الی اللہ الحالّ المُرتحِلُ: الّذی یضربُ من أوّلِ القرآنِ الی آخرِہِ کُلّما أحلّ ارتحلَ. (۱۰)

(ترجمہ) نیک کاموں میں زیادہ محبوب اللہ تعالیٰ کے نزدیک اَلْحَالُ الْمُرتَحِلُ ہے (یعنی) جو شروع قرآن سے آخر تک تلاوت کرتا ہے (اور) جب بھی ختم کرتا ہے پھر سے شروع کردیتا ہے۔

(فائدہ) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن پاک ختم کرنے کے بعد دوبارہ شروع سے اُولٰئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ تک تلاوت کرنا مسنون (سنت) ہے۔لہذا اسی طریقہ پر ختم قرآن کرنا چاہئے۔

ختم قرآن کی دعا

(حدیث نمبر ۸۶) حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اذا ختم أحدُکم فلیقُل: اَللّٰھُمّ آنِس وحشتی فِی قبرِیْ. (۱۱)

(ترجمہ) جب تم میں سے کوئی قرآن کریم کو ختم کرے تو اسے چاہئے کہ وہ یہ دعا کرے " اَللّٰھُمّ آنِسْ وَحشَتِیْ فِیْ قَبْرِیْ " اے اللہ قبر میں مجھے وحشت اور خوف سے دور فرما۔

(فائدہ) قرآن مجید کے آخر میں یہ دعا مکمل لکھی ہوئی ہے ختم قرآن کے وقت اس کو کم ازکم ایک بار ضرور پڑھنا چاہئے (تفصیل کے لئے اتحاف السادۃ المتقین شرح احیاء علوم الدین کی طرف مراجعت کریں)۔

---

(۱۰) رواہ الترمذی (الاتقان ج ۱ ص...... و کنز العمال ج ۱).

(۱۱) (مسند الفردوس للدیلمی کنز العمال ج ۱ ص ۶۰۷).

ختم قرآن کے وقت اجتماع اور قبولیت دعا

(حدیث نمبر ۸۷) حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

مَن خَتَمَ القُرآنَ فَلَهُ دَعوَةٌ مُستَجَابَة. (۱۲)

(ترجمہ) جس نے قرآن ختم کیا اس کی دعا قبول کی جاتی ہے

(حدیث نمبر ۸۸) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

مَن قَرَأَ القُرآنَ وَحَمِدَ الرَّبَّ وَصَلّٰى عَلَى النَّبِيِّ (صَلَّى اللّٰهُ عَليهِ وَسَلَّمَ) وَاستَغفَرَ رَبَّهُ فَقَد طَلَبَ الخَيرَ مَكَانَهُ. (۱۳)

(ترجمہ) جس نے قرآن ختم کیا اور رب (تعالیٰ) کی ثناء اور تعریف کی۔ اور نبی علیہ وسلم پر درود بھیجا اور اپنے رب سے استغفار کیا پس اس نے اس (صرف ختم قرآن۔ یا ختم قرآن اور ثناء اور درود شریف) کے بدلہ میں خیر اور بھلائی طلب کی۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ جب قرآن ختم کرتے تو اپنے اہل خانہ کو جمع کرتے اور دعا کرتے تھے۔ (۱۴)

حضرت مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ ختم قرآن کے وقت جمع ہوتے تھے اور فرمایا کہ اس وقت رحمت نازل ہوتی ہے۔ (۱۵)

---

(۱۲) الاتقان ج ۱ ص ۱۴۶ عن الطبرانی وغیرہ. مجمع الزوائد ج۷ ص ۱۷۲.

(۱۳). الاتقان ج ۱ ص ۱۴۶ عن شعب الایمان للامام البیهقی.

(۱۴) الاتقان ج ۱ ص ۱۴۵ عن الطبرانی. مجمع الزوائد ج۷ ص ۱۷۲. والقرطبی ج ۱ ص ۳. عن ابی بکر الأنباری.

(۱۵) الاتقان ج ۱ ص ۱۴۵ عن ابن أبی داود. وتفسیر القرطبی ج ۱ ص ۳۱ عن أبی بکر الأنباری.

حکم بن عتبہ کہتے ہیں

أرسل الیّ مجاهد وعنده ابن أبی أمامة وقالا: إنا أرسلنا إلیک لأنا أردنا أن نختم القرآن، والدعاء یستجاب عند ختم القرآن. (۱۶)

(ترجمہ) میری طرف حضرت مجاہد (مشہور تابعی و مشہور مفسر قرآن رحمۃ اللہ علیہ) نے ایک آدمی بھیجا جب کہ حضرت مجاہد کے پاس ابن ابی امامہ (رحمۃ اللہ علیہ) بھی تشریف فرما تھے (مجاہد اور ابن ابی امامہ) دونوں نے فرمایا... ہم نے قرآن کریم کے ختم کرنے کا ارادہ کیا ہے (اس لئے آپ کو دعا میں شرکت کی دعوت دی جاتی ہے کیونکہ) ختم قرآن کے وقت دعا قبول ہوتی ہے۔

علامہ قرطبی نے حکم سے ایک روایت اس طرح بیان کی ہے

عن الحکم قال: کان مجاهد وعبدة بن أبی لبابة وقوم یعرضون المصاحف، فإذا أرادوا وجهوا إلینا: أحضرونا، فإن الرحمة تنزل عند ختم القرآن. (۱۷)

(ترجمہ) حکم (بن عتبہ) کہتے ہیں کہ حضرت مجاہد اور حضرت عبدہ بن ابی لبابہ اور ایک قوم جب (ان میں سے کوئی) قرآن کریم حفظ کر لیتے پھر جب ختم کا ارادہ کرتے تو ہمارے پاس آتے (یعنی) ہمیں ختم قرآن کی مجلس میں شرکت کی دعوت دیتے تھے۔ کیونکہ ختم قرآن کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے۔

(فائدہ) ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ بوقت ختم قرآن دعا قبول ہوتی ہے اس لئے بوقت ختم دل لگا کر خوب دعائیں کرنی چاہئیں جیسا کہ صحابہؓ وغیرہ کا بھی معمول رہا ہے۔

---

(۱۶) الاتقان ج ۱ ص ۱۴۵ عن ابن أبی داود.

(۱۷) تفسیر القرطبی ج ۱ ص ۱۳ عن ابی بکر الأنباری.

اوران روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بوقت ختم قرآن شرکت کی دعوت اوراجتماع بھی مستحب ہے مگراس کاالتزام اورایسااہتمام کہ جس سے اس کے واجب یافرض ہونے کااندیشہ ہو، نہ چاہئے صرف مستحب سمجھ کراس کومعمول بنانا چاہئے۔

ختم قرآن کی دعا کھڑے ہوکرکریں

(حدیث نمبر۸۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا ختم القرآن دعا قائما.(۱۸)

(ترجمہ) جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب قرآن پاک کی تلاوت مکمل فرمالیتے تو کھڑے ہوکر دعا فرمایا کرتے تھے (کیونکہ اس میں قرآن پاک کا اور دعا کا اور خدا کی بارگاہ میں کھڑے ہونے کا اکرام واعزاز ہے)۔

ختم قرآن کے وقت حضورؐ کی مبارک دعا

(حدیث نمبر۹۰) امام باقرؒ فرماتے ہیں کہ حضرت علی بن حسین (امام زین العابدینؒ) جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بیان فرماتے تھے۔

انہ کان اذا ختم القرآن حمد اللہ بمحامدہ وھو قائم ثم یقول اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمَاتِ وَالنُّوْرَ ثُمَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَكَذَبَ الْعَادِلُوْنَ بِاللّٰهِ وَضَلُّوْا ضَلَالًا بَعِیْدًا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَكَذَبَ الْمُشْرِكُوْنَ بِاللّٰهِ مِنَ الْعَرَبِ وَالْمَجُوْسِ وَالْیَهُوْدِ وَالنَّصَارٰی وَالصَّابِئِیْنَ وَمَنْ دَعَا لِلّٰهِ وَلَدًا

(۱۸) (الدرالمنثور بحوالہ ابن مردویہ)

أَوْ صَاحِبَةً أَوْ نِدًّا أَوْ شَبِيهًا أَوْ مِثْلًا أَوْ سَمِيًّا أَوْ عَدْلًا فَأَنْتَ رَبُّنَا أَعْظَمُ مِنْ أَنْ تَتَّخِذَ شَرِيْكًا فِيمَا خَلَقْتَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا وَلَمْ يَكُنْ لَهُ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ وَلِيٌّ مِنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّاصِيْلًا.

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ - إلى قوله - اِلَّا كَذِبًا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ - الآيتين -

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ - الآيتين -

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى آللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا يُشْرِكُوْنَ بَلِ اللّٰهُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى وَاَحْكَمُ وَاَكْرَمُ وَاَعْظَمُ مِمَّا يُشْرِكُوْنَ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ وَبَلَّغَتْ رُسُلُهُ وَاَنَا عَلٰى ذٰلِكَ مِنَ الشَّاهِدِيْنَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى جَمِيْعِ الْمَلَائِكَةِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَارْحَمْ عِبَادَكَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَهْلِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرَضِيْنَ وَاخْتِمْ لَنَا بِخَيْرٍ وَافْتَحْ لَنَا بِخَيْرٍ وَبَارِكْ لَنَا فِي الْقُرْآنِ الْعَظِيْمِ وَانْفَعْنَا بِالْآيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ. (۱۹)

(ترجمہ) جب نبی کریم ﷺ قرآن پاک کا ختم مکمل فرماتے تو کھڑے ہو کر جناب باری تعالیٰ کی بہت حمد و ثنا بیان فرماتے پھر یہ کلمات ادا فرماتے تھے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمَاتِ وَالنُّوْرَ ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَكَذَبَ الْعَادِلُوْنَ بِاللّٰهِ وَضَلُّوْا ضَلَالًا

(۱۹) (الدر المنثور بحوالہ شعب الایمان امام بیہقی)

بعیدًا لا الٰه الّا اللّٰہُ وکذب المشرکون باللّٰہ من العرب والمجوس والیھود والنصاری والصابئین ومن دعا للّٰہ ولدًا أوصاحبۃً أوندًا أوشبیھا أومثلا أو سمیًّا أو عدلًا فانت ربّنا أعظم من أن تتخذ شریکًا فیما خلقت والحمد للّٰہ الّذی لم یتخذ صاحبۃً ولا ولدًا ولم یکن لہ شریک فی الملک ولم یکن لہ ولیّ من الذّل وکبّرہ تکبیرًا اللّٰہ اللّٰہ أکبر کبیرًا والحمد للّٰہ کثیرًا وسبحان اللّٰہ بکرۃً واصیلًا۔

الحمد للّٰہ الّذیٓ انزل علی عبدہ الکتب ولم یجعل لّہ عوجًا ○ قیمًا لینذر باسًا شدیدًا مّن لّدنہ ویبشّر المؤمنین الّذین یعملون الصّلحت انّ لھم اجرًا حسنًا○ مّاکثین فیہ ابدًا○ وّینذر الّذین قالوا اتّخذ اللّٰہ ولدًا○ مالھم بہٖ من علمٍ وّلا لاٰبآئھم، کبرت کلمۃً تخرج من افواھھم، ان یّقولون الّا کذبًا○۔

الحمد للّٰہ الّذی لہ ما فی السّمٰوت وما فی الارض ولہ الحمد فی الاٰخرۃ، وھو الحکیم الخبیر ○ یعلم مایلج فی الارض وما یخرج منھا وما ینزل من السّمآء وما یعرج فیھا، وھو الرّحیم الغفور○۔

الحمد للّٰہ فاطر السّمٰوت والارض جاعل الملٰئکۃ رسلًا اولیٓ اجنحۃٍ مّثنٰی وثلٰث وربٰع، یزید فی الخلق ما یشآء انّ اللّٰہ علٰی کلّ شیءٍ قدیرٌ○ ما یفتح اللّٰہ للنّاس من رّحمۃٍ فلا ممسک لھا، وما یمسک فلا مرسل لہ من بعدہٖ، وھو العزیز الحکیم ○

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی آللّٰهُ خَیْرٌ أَمَّا یُشْرِکُوْنَ بَلِ اللّٰهُ خَیْرٌ وَأَبْقٰی وَأَحْکَمُ وَأَکْرَمُ وَّأَعْظَمُ مِمَّا یُشْرِکُوْنَ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ بَلْ أَکْثَرُهُمْ لَایَعْلَمُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ وَبَلَّغَتْ رُسُلُهٗ وَأَنَا عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشَّاهِدِیْنَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی جَمِیْعِ الْمَلَائِکَةِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَارْحَمْ عِبَادَکَ الْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ أَهْلِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِیْنَ وَاخْتِمْ لَنَا بِخَیْرٍ وَافْتَحْ لَنَا بِخَیْرٍ وَبَارِکْ لَنَا فِی الْقُرْآنِ الْعَظِیْمِ وَانْفَعْنَا بِالْآیَاتِ وَالذِّکْرِ الْحَکِیْمِ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ أَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ.

(ترجمہ) تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لئے ہیں، تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور اندھیرے اور اجالے بنائے پھر جو لوگ کافر ہوئے اپنے رب کے ساتھ دوسروں کو برابر کئے جاتے ہیں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اللہ کے ساتھ اوروں کو برابر کرنے والوں نے جھوٹ بولا اور دور کی گمراہی میں گر گئے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں عرب کے مشرک ہوں یا مجوسی یا یہودی یا نصرانی یا بے دین اللہ کے ساتھ سب شریک کرنے والوں نے جھوٹ بولا اور ان لوگوں نے بھی جنہوں نے اللہ کی اولا دٹھہرائی یا اس کی بیوی بنائی یا کوئی شریک ٹھہرایا یا کسی کو اس کے مشابہ سمجھا یا اس کی مثل یا ہم نام یا ہم پلہ سمجھا تو اے ہمارے رب اس سے بلند ہے کہ جس کو تو نے پیدا کیا اس کو اپنا شریک بنایا ہو اور تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے نہ اپنی بیوی اختیار کی اور نہ اولاد اور نہ اس کا ملک میں کوئی شریک ہے اور نہ کمزوری میں اس کا کوئی مددگار ہے (بلکہ وہ کمزور ہی نہیں) اس کی بڑائی بیان کرو اللہ اللہ ہی سب سے بڑا ہے تمام

تعریفیں بڑی کثرت سے اللہ کے لئے ہوں، صبح وشام اللہ کی تسبیح ہو۔

سب تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے اپنے بندہ پر کتاب اتاری اور اس میں ذرا بھی کجی نہیں رکھی۔ ٹھیک اتاری تا کہ اس سخت عذاب سے ڈرائے جو اس کے ہاں ہے اور ایمان داروں کو خوش خبری دے جو اچھے کام کرتے ہیں کہ ان کے لئے اچھا بدلہ ہے۔ جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اور انہیں بھی ڈرائے جو کہتے ہیں کہ اللہ اولاد رکھتا ہے ان کے پاس اس کی کوئی دلیل نہیں ہے اور نہ ان کے باپ دادا کے پاس تھی، سخت بات ہے جو ان کے منہ سے نکلتی ہے وہ لوگ بالکل جھوٹ کہتے ہیں۔

سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اسی کا ہے اور آخرت میں بھی اسی کے لئے سب تعریف ہے اور وہ حکمت والا خبردار ہے۔ وہ جانتا ہے جو زمین میں داخل ہوتا ہے اور جو اس میں سے نکلتا ہے اور جو آسمان سے نازل ہوتا ہے اور جو اس میں چڑھتا ہے اور وہ نہایت رحم والا بخشنے والا ہے۔

سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو آسمانوں اور زمین کا بنانے والا ہے فرشتوں کو رسول بنانے والا ہے جن کے دو دو تین تین چار چار پر ہیں وہ پیدائش میں جو چاہے زیادہ کر دیتا ہے بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ بندوں کے لئے جو رحمت کھولتا ہے اسے کوئی بند نہیں کر سکتا اور جسے وہ بند کر دے تو اس کے بعد کوئی کھولنے والا نہیں اور وہ زبردست حکمت والا ہے۔

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہوں اور اللہ کے نیک بندوں پر جن کو اس نے برگزیدہ بنایا ہے سلام ہو کیا اللہ بہتر ہے یا وہ جن کو لوگ اللہ کا شریک بناتے ہیں بلکہ اللہ ہی بہتر ہے اور ہمیشہ کے لئے باقی رہنے والا ہے اور سب سے

بہتر حکم دینے والا ہے اور سب سے زیادہ کریم ہے اور ان سے بڑا جن کو لوگ شریک کرتے ہیں سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں اکثر لوگ نہیں جانتے اللہ نے سچ کہا اور اس کے رسولوں نے پیغام پہنچا دیا اور میں اس پر گواہی دینے والوں میں سے ہوں، اے اللہ اپنے تمام فرشتوں اور تمام رسولوں پر رحمت بھیج اور اپنے تمام مومن بندوں پر رحمت فرما جو آسمانوں یا زمینوں سے تعلق رکھتے ہیں اور ہمارا خاتمہ بالخیر فرما اور ہمارا آغاز بالخیر فرما۔ اور ہمیں قرآن عظیم کی برکت عطا فرما اور ہمیں آیات اور حکمت والی نصیحت کے ساتھ نفع عطا فرما، اے ہمارے رب ہم سے قبول فرما بے شک آپ سننے والے جاننے والے ہیں۔

بوقت ختم انعامات خداوندی کی تقسیم

(حدیث نمبر ۹۱) حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

مَن شَهِدَ فتحَ القُرآنِ فَكأنّما شهِدَ فُتُوحَ المُسلِمِينَ حِينَ تُفتَحُ وَمَن شَهِدَ ختمَ القُرآنِ فَكأنّما شَهِدَ الغَنائِمَ حِينَ تُقسَمُ. (۲۰)

(ترجمہ) جو افتتاح تلاوت قرآن کے وقت حاضر ہوا پس گویا کہ وہ لشکر اسلام کے جہاد کے افتتاح کے وقت حاضر ہوا اور جو ختم قرآن (کی مجلس) میں حاضر ہوا پس گویا کہ وہ اموال غنیمت کی تقسیم کے وقت حاضر ہوا۔

(فائدہ) ختم قرآن کا وقت ایسا ہے جیسے دشمن اسلام سے لوٹے ہوئے مالوں کی تقسیم کا وقت ہوتا ہے کہ اپنی سوچ اور اندازے سے زائد دشمنوں سے

(۲۰) أخرجه أبو الشيخ والديلمي بطريقين (كنز العمال ج ۱ ص ۵۴۳).

لوٹ کا مال ہاتھ لگتا ہے ایسے ہی ختم قرآن کا وقت ہے کہ خدا تعالیٰ اس وقت میں اپنی رحمتوں اور عطاؤں کے خزانے لٹا رہے ہوتے ہیں پس اس مجلس میں شرکت کر کے اللہ تعالیٰ کی عظیم عنایتوں کو ضرور حاصل کرنا چاہئے۔

اس طرح کی ایک روایت حضرت ابو قلابہ نے مرسلاً حضور ﷺ سے بیان کی ہے جس کو کنز العمال (جلد ۱ صفحہ ۵۴۲) میں محمد بن نصر اور ابن ضریس کے حوالہ سے نقل کیا گیا ہے۔

ساٹھ ہزار فرشتوں کا استغفار

(حدیث نمبر ۹۲) حضرت علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا۔

اِذَا خَتَمَ الْعَبْدُ الْقُرآنَ صَلّٰى عَلَيْهِ عِندَ خَتْمِهِ سِتُّوْنَ أَلْفَ مَلَكٍ. (۲۱)

(ترجمہ) جب بندہ قرآن مجید ختم کرتا ہے تو بوقت ختم ستر ہزار فرشتے رحمت و مغفرت کی دعائیں کرتے ہیں۔

فرشتوں کا ختم قرآن پر پورا دن یا پوری رات استغفار

(حدیث نمبر ۹۳) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

مَنْ خَتَمَ الْقُرْآنَ اَوَّلَ النَّهَارِ صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ حَتّٰى يُمْسِيَ وَمَنْ خَتَمَهُ آخِرَ النَّهَارِ صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ حَتّٰى يُصْبِحَ. (۲۲)

(ترجمہ) جو شخص قرآن مجید کو شروع دن کے وقت ختم کرتا ہے اس کے

(۲۱) كنز العمال ج ۱ ص ۵۱۰ وجامع الشمل ج ۱ ص ۱۶۵ كلاهما عن مسند الفردوس.

(۲۲) الجامع الصغير للعلامة جلال الدين السيوطي ج ۶ ص ۱۲۳ مع المناوى عن حلية الأولياء.

لئے خدا کے فرشتے شام تک رحمت ومغفرت کی دعائیں کرتے ہیں اور جو اس کو آخر دن میں ختم کرتا ہے اس کیلئے فرشتے صبح ہونے تک رحمت و مغفرت کی دعائیں کرتے ہیں۔

(فائدہ) ان فرشتوں سے مراد یا تو وہ فرشتے ہیں جو ہر انسان کے ساتھ بطور محافظ مقرر کئے گئے ہیں یا وہ فرشتے ہیں جو قرآن اور اس کے سننے کے لئے مقرر کئے گئے ہیں (واللہ اعلم) اور حفاظ اکثر قرآن شریف کا ختم کرتے رہتے ہیں اس لئے یہ فضیلت ان کو دوسرے تلاوت کنندگان سے زیادہ حاصل ہوتی ہے گویا کہ اس روایت کے بڑے مصداق حفاظ ہی ہیں۔

ختم قرآن کا اجر جنت میں بہت بڑا درخت

(حدیث نمبر ۹۴) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

مَن قَرَأَ القُرآنَ ظَاهِرًا أو بَاطِنًا اعْطَاهُ اللهُ شَجرَةً فِي الجنّةِ لَو أنّ غُرَابًا أفرَغَ مِن أغصَانِهَا ثُمّ طارَ لأ دَرَكَهُ الهَرَمُ قَبلَ أن يَقطعَ وَرَقهَا. (۲۳)

(ترجمہ) جس نے قرآن کو دیکھ کر یا یاد سے پڑھا اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں ایک ایسا درخت عطا فرماتے ہیں کہ اگر کوئی کوا اس کی ٹہنیوں کو چھوڑ کر اڑے تو اس کے پتے ختم ہونے سے قبل اس کو بڑھاپا پالے گا۔

(فائدہ) یہ فضیلت حافظ قرآن اور ناظرہ خواں دونوں کے لئے ہے جو بھی قرآن مجید کا ختم کرے اس کو یہ اتنا بڑا درخت ثواب میں عطا ہوتا ہے۔

(۲۳) رواہ البزار والطبرانی (مجمع الزوائد ج ۷ ص ۱۶۵).

اور یہاں (قرء القرآن) سے ختم قرآن مراد ہے۔

ختم قرآن پر جنت میں محلات کی تعمیر

(حدیث نمبر ۹۵) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

مَا مِن مُؤمِنٍ وَلَا مُؤمِنَةٍ إِلَّا وَلَهُ وَكِيلٌ فِي الجَنَّةِ، إن قَرَأَ القُرآنَ بَنَاله القُصُورَ، وَإن سَبَّحَ غَرَسَ لَهُ الأشجَارَ، وَإن كَفَّ كَفَّ. (۲۴)

(ترجمہ) کوئی مومن مرد اور کوئی مومنہ عورت نہیں مگر جنت میں اس کا ایک وکیل ہے، اگر کوئی مومن مرد یا عورت قرآن کی تلاوت کرتا ہے تو وہ اس کے لئے جنت میں محلات تعمیر کرتا ہے۔ اور اگر کوئی تسبیح پڑھتا ہے تو اس کے لئے درخت لگاتا ہے، اور اگر وہ (تلاوت اور تسبیح سے) رک جاتا ہے تو وہ (فرشتہ محلات کی تعمیر اور درخت لگانے سے) بھی رک جاتا ہے۔

(۲۴) أخرجه البخاري في تاريخه (كنز العمال ج ۱ ص ۵۴۹).

نواں باب

معلمین اور متعلمین حفظ کے فضائل

قرآن کے معلمین اور متعلمین امت کے بہترین افراد ہیں

(حدیث نمبر ۹۶) حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

خَیرُکُم مَن تعلَّمَ القُرآنَ وَعَلَّمَہٗ. (۱)

(ترجمہ) تم میں سب سے بہتر اور افضل بندہ وہ ہے جو قرآن کا علم حاصل کرے اور دوسروں کو اس کی تعلیم دے۔

(فائدہ) قرآن مجید کو کلام اللہ ہونے کی حیثیت سے جب دوسرے کلاموں پر اس طرح کی فوقیت اور فضیلت حاصل ہے جس طرح کی اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق پر حاصل ہے تو ظاہر ہے کہ اس کا سیکھنا سکھانا دوسرے تمام اچھے کاموں سے افضل و اشرف ہوگا۔ علاوہ ازیں یہ ایک حقیقت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے اہم پیغمبرانہ وظیفہ وحی کے ذریعہ قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ سے لینا، اس کی حکمت کا سمجھنا اور دوسروں تک اس کو پہنچانا اور

---

(۱) رواہ ابن عساکر (کنز العمال ج ۱ ص ۵۲۵) و رواہ البخاری ج ۲ ص ۷۵۲ و کنوز الحقائق للمناوی ص ۶۲ ورواہ أحمد وأبو داود ج ۱ ص ۲۰۵ والطیالسی والترمذی ج ۲ ص ۱۱۸ وقال: حسن صحیح. وقال المرتضی الزبیدی: وابن حبان والخطیب و(أخرجه) ابن مردویه فی کتاب أولاد المحدثین وابن النجار و ابن الضریس والبیهقی والطبرانی کذافی اتحاف السادة المتقین شرح احیاء علوم الدین ج ۴ ص ۴۶۴ والمشکوة ص ۱۸۳ والدارمی، وابن ماجة ج ۱ ص ۷۷. مفتاح کنوز السنة ص ۳۹۷.

اس کو سکھانا تھا، اس لئے اب قیامت تک جو بندہ قرآن مجید کے سیکھنے سکھانے کو اپنا مشغلہ اور وظیفہ بنائے گا وہ گویا رسول اللہ کے خاص مشن کا علمبردار اور خادم ہوگا۔ اور اس کو آنحضرت ﷺ سے خاص الخاص نسبت حاصل ہوگی۔ اس بناء پر قرآن پاک کے متعلم اور معلم کو سب سے افضل اور اشرف ہونا ہی چاہئے۔ لیکن یہ اسی صورت میں ہے جبکہ قرآن مجید کا یہ سیکھنا سکھانا اخلاص کے ساتھ اور اللہ کے لئے ہو، اگر بدقسمتی سے کسی دنیوی غرض کے لئے قرآن سیکھنے سکھانے کو کوئی اپنا پیشہ بنائے تو حدیث پاک میں ہے کہ وہ ان بدنصیبوں میں سے ہوگا جو سب سے پہلے جہنم میں جھونکے جائیں گے اور اس کا اولین ایندھن بنیں گے۔ (رواہ مسلم)۔ اَللّٰهُمَّ احفَظنَا مِنهُ

معلمین و متعلمین پر نزول رحمت اور ان کا مقربین الٰہی میں ذکر

(حدیث نمبر ۹۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

مَا اجتَمَعَ قَومٌ فِی بَیتٍ مِن بُیُوتِ اللّٰهِ یَتلُونَ کِتَابَ اللّٰهِ وَیَتَدارَسُونَهُ بَینَهُم إلّا نَزَلَت عَلَیهِمُ السَّکِینَةُ، وَغَشِیَتهُمُ الرَّحمَةُ، وَحَفَّتهُمُ المَلَائِکَةُ، وَذَکَرَهُمُ اللّٰهُ فِیمَن عِندَهُ. (۲)

(ترجمہ) کوئی قوم اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں کتاب اللہ کی تلاوت اور آپس میں اس کے درس وتدریس کے لئے جمع نہیں ہوتی مگر ان پر سکینت (اور اطمینان) نازل ہوتا ہے، اور رحمت چھا جاتی ہے، اور (رحمت ومغفرت طلب کرنے والے اور تلاوت قرآن سننے والے) فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر اپنے مقرب فرشتوں میں فرماتے ہیں۔

(۲) أخرجه أبو داود فی سننه (کنز العمال ج ۱ ص ۵۱۸).

(فائدہ) جو قوم مساجد میں تلاوت قرآن کے لئے یا اس کی درس و تدریس (حفظ، باظرہ یا معانی و تفسیر قرآن کی تعلیم و تعلم) کے لئے جمع ہو ان کو مذکورہ بالا انعام و اکرام حاصل ہوتے ہیں کتنی عظیم ہے وہ جماعت جو حفظ وغیرہ کے لئے مساجد میں بیٹھے اور ان پر رحمت اور سکینت کی بارش ہو، ان کے ارد گرد فرشتے ہوں اور خود اللہ تعالیٰ اپنے مقرب ترین فرشتوں (جو عرش کرسی ملأ اعلیٰ اور حظیرۃ القدس وغیرہ مقدس مقامات پر موجود ہیں) ان کے سامنے ان کا ذکر مبارک کریں کتنا ہی بڑا اعزاز و انعام ہے اللہ تعالیٰ سب کو حاصل کرنے کی سعادت عطا فرمائیں۔

معلم و متعلم قرآن کو جنت میں داخل کرانے کے حضور ضامن ہیں

(حدیث نمبر ۹۸) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مبارک نقل کرتے ہیں۔

أَلاَمَنْ تَعَلَّمَ القُرآنَ وَعَلَّمَه وَعَمِلَ بِمَا فِيهِ فَأنالَهُ سَائِق إِلَى الجَنَّةِ وَدَلِيل إِلَى الجَنَّةِ. (۳)

(ترجمہ) خوشخبری ہو اس شخص کو جس نے قرآن سیکھا اور سکھلایا اور جو اس میں ہے اس پر عمل کیا۔ میں اس کو جنت میں لے کر جاؤں گا اور رہبر بنوں گا۔

(فائدہ) اس حدیث مبارک میں قرآن پڑھ کر تعلیم دینے اور اس پر عمل کرنے والوں کو خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم جنت میں لے جانے کی ضمانت دے رہے ہیں۔ اور سیکھنے سکھانے میں حفظ کرنا کرانا بھی داخل ہے۔

(۳) تاریخ دمشق لابن عساکر (کنز العمال ج ۱ ص ۵۳۱)۔

ایک آیت سکھلانے پر قیامت تک ثواب

(حدیث نمبر ۹۹) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علیہ الصلاۃ السلام کا ارشاد نقل فرماتے ہیں۔

مَن عَلّمَ آيةً مِن كِتابِ اللهِ أو بَابًا مِن عِلمٍ أنمىَ اللهُ أجرَه إلى يومِ القِيامَةِ. (۴)

(ترجمہ) جس نے کتاب اللہ کی کوئی آیت یا علم دین کا کوئی باب (کسی کو) تعلیم کیا۔ اللہ تعالیٰ اس کے اجر کو قیامت تک بڑھاتے رہتے ہیں۔

(فائدہ) بڑی عظیم فضیلت ہے ایک آیت یا دین کا ایک باب تعلیم کرنے کی اور جو آدمی پوری زندگی اس عظیم الشان کام میں صرف کردے جس کی تعلیم کردہ آیات وابواب کا شمار مشکل ہو اس کے اجور اور ثوابات کا کیا حساب ہوسکتا ہے جب روز قیامت ان کو حاصل کرے گا تب اندازہ ہوگا۔

روز قیامت قرآن کا چہرہ پر لہلہانا

(حدیث نمبر ۱۰۰) حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

مَن عَلّمَ آيةً مِن كِتابِ اللهِ تَلَقّتهُ يومَ القِيامَةِ تَضحَكُ فِي وَجهِهِ مَا يَأخُذُ عَلَيهَا أجرًا. (۵)

(ترجمہ) جس شخص نے قرآن کریم کی ایک آیت (بھی) سکھلائی اور اس پر اجرت نہ لی تو وہ آیت قیامت والے دن اس کو اس حالت میں ملے

(۴) رواه ابن عساكر (كنز العمال ج ا ص ۱۳۹).
(۵). رواه ابن النجار (كنز العمال من سنن الأقوال و الأفعال ج ا ص ۵۳۳).

گی کہ اس کے چہرے پر لہلہاتی اور مسکراتی ہوگی۔

(فائدہ اول) اس حدیث شریف میں یہ خوش خبری ایک آیت کے سکھلانے پر وارد ہے اور جو شخص قرآن کی ۶۶۶۶ آیات دوسروں کو سکھلاوے تو اس کا کتنا عظیم اجر ہوگا اس کا اندازہ خود کرلیا جائے۔

(فائدہ دوم) بہتر تو یہی ہے کہ تعلیم قرآن کریم پر اجرت نہ لی جائے ہاں اگر قاعدہ شرعی کے مطابق اجرت لے لے (جس کی تفصیل حسب موقع اسی کتاب میں مذکور ہے) تو اس اجر وثواب کا پھر بھی مستحق رہے گا بشرطیکہ نیت ثواب کی ہو۔

(حدیث نمبر ۱۰۱) امام اوزاعی مرسلاً حضورؐ کا یہ ارشاد گرامی نقل فرماتے ہیں کہ

مَن عَلَّمَ آيَةً مِن كِتَابِ اللهِ أو كَلِمَةً فِي دِينِ اللهِ حَثَى اللهُ لَهُ مِنَ الثَّوَابِ حَثْيًا وَلَيسَ شَيءٌ أفضَلَ مِن شَيءٍ يلِيهِ بِنَفسِه. (٦)

(ترجمہ) جو آدمی کتاب اللہ کی کوئی آیت مبارکہ یا شریعت کا کوئی کلمہ (مسئلہ) کسی کو سکھلاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ثواب کی لپیں بھر بھر کر عطا فرماتے ہیں (اور اللہ تعالیٰ کی لپوں کا کوئی اندازہ نہیں کیا جا سکتا اور مقصود اس سے تحدید نہیں تکثیر ہے) اور کوئی چیز اس ثواب سے افضل نہیں جو معلم کو عطاء ہوئی ہے۔

(فائدہ) اس حدیث کا فائدہ مذکورہ حدیث کے فائدہ اول کی طرح ہے جو ابھی اوپر گزرا ہے۔

بحالت معلم موت پر شہید اور فرشتوں کا قبر کی زیارت کرنا

(حدیث نمبر ۱۰۲) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا۔

يَا عَلِيّ! تَعَلَّمِ القُرآنَ وَعَلِّمْهُ فَلَکَ بِکُلِّ حَرفٍ عَشرُ

(٦) حلية الاولياء (كنز العمال ج ١ ص ٥٣٢).

حَسَنَاتٍ فَإِن مِتَّ مِتَّ شَهِيدًا. يَا عَلِيّ! تَعَلَّمِ القُرآنَ وَعَلِّمْهُ النَّاسَ فَإِن مِتَّ حَجَّتِ المَلَائِكَةُ إِلَى قَبرِكَ كَمَا تَحُجُّ النَّاسُ إِلَى بَيتِ اللهِ العَتِيقِ. (۷)

(ترجمہ) اے علی! قرآن مجید سیکھ اور سکھلا پس تیرے لئے ہر حرف کے بدلہ میں دس دس نیکیاں ہیں، پس اگر تم پر (اس حالت میں) موت آ گئی تو شہادت کی موت کا درجہ ملے گا۔ اے علی! قرآن سیکھ اور لوگوں کو سکھلا پس اگر (اس حالت میں) تجھ پر موت آ گئی تو فرشتے تیری قبر کی زیارت کو اس طرح آئیں گے جس طرح لوگ بیت اللہ العتیق کی زیارت کو آتے ہیں۔

(فائدہ) اگرچہ بظاہر اس حدیث مبارک میں یہ فضیلت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے بیان کی گئی ہے مگر یہ سب کے لئے عام معلوم ہوتی ہے اور اس کی دلیل اسی حدیث میں **فلک بکل حرف عشر حسنات** کا جملہ ہے۔ کیونکہ اس عمل پر دوسری احادیث میں یہی ثواب امت کے تمام افراد کے لئے بھی وارد ہوا ہے پس جب اس ثواب میں ان کو کوئی فضیلت باقی امت پر نہیں بخشی گئی تو بعد از موت کی دونوں فضیلتوں میں بھی ان کیلئے کوئی تخصیص نہ ہوگی بلکہ سب افراد امت ان دونوں فضیلتوں میں شریک ہوں گے مگر آپ ﷺ کا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام ذکر کرنا، یا تو توجہ دلانے کی غرض سے ہے یا فضیلت کی غرض سے ہے واللہ اعلم۔

طلبِ علم دین میں سفر

طلب علم کے لئے گھروں کو چھوڑ کر دور دراز علاقوں میں قرآن و حدیث کی تحصیل علم کے لئے نکلنا بہت بڑے اعزازات اور مراتب رکھتا ہے جن کا

(۷) رواہ أبو نعیم فی حلیة الأولیاء (کنز العمال ج ۱ ص ۵۳۱).

ذکر ہم ذیل میں کرتے ہیں۔

قرآن مجید سورۃ الکہف میں اللہ تعالیٰ نے حضرت خضر علیہ السلام کی طرف موسیٰ علیہ السلام کی رحلت طلب علم کا ذکر فرمایا جس سے علماء کرام نے رحلت طلبِ علم کا مسئلہ نکالا ہے اور احادیث بھی اس بارے میں بہت آئی ہیں صرف چند احادیث یہاں بیان کی جاتی ہیں۔

فرشتے پَر بچھاتے ہیں

(حدیث نمبر۱۰۳) حضرت صفوان بن عسالؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَا مِن خَارِجٍ خَرَجَ مِن بَيتِه فِي طَلَبِ العِلمِ إلَّا وَضَعَت لَهُ المَلَائِكَةُ أجنِحَتَهَا رِضًى بِمَا يَصنَعُ حَتّى يَرجِعَ. (۸)

(ترجمہ) جو آدمی اپنے گھر سے طلب علم کے لئے نکلتا ہے فرشتے اس کے اس عمل کی وجہ سے خوشنودی کے طور پر اس کے لئے اپنے پر بچھاتے ہیں حتی کہ وہ (طالب علم گھر) لوٹ آئے۔

(فائدہ) محدث ابو یعلی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں ان فضائل کا ذکر بھی ہے کہ اس کے لئے جنت کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور آسمانوں کے فرشتے اور سمندروں کی مچھلیاں رحمت اور مغفرت کی دعائیں کرتے رہتے ہیں۔

جنت کے راستہ کی آسانی

(حدیث نمبر۱۰۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ

(۸) رواه أحمد وابن ماجة والحاكم وابن حبان (كنز العمال ج ١ ص ١٤٧).

مَن سَلَکَ طَرِیقًا یَلتَمِسُ فِیہِ عِلمًا سَھَّلَ اللّٰہُ لَہٗ طَرِیقًا إلَی الجَنَّۃِ. (۹)

(ترجمہ) جو آدمی ایسا راستہ چلتا ہے جس میں علم تلاش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان کر دیتے ہیں۔

رزق میں برکت

(حدیث نمبر ۱۰۵) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ

مَن غَدَا یَطلُبُ العِلمَ! صَلَّت عَلَیہِ المَلائِکَۃُ، وَبُورِکَ لَہٗ فِی مَعِیشَتِہٖ، وَلَم یَنتَقِصُ مِن رِزقِہٖ، وکَانَ مُبَارَکًا عَلَیہِ. (۱۰)

(ترجمہ) جو کوئی طلب علم میں نکلتا ہے فرشتے اس کے لئے دعا کرتے رہتے ہیں اس کی معیشت میں برکت ہوتی ہے اس کا رزق گھٹتا نہیں مبارک ثابت ہوتا ہے۔

(فائدہ) اسی طرح ایک حدیث میں ہے کہ طلب علم میں نکلنے والا واپسی تک جہاد فی سبیل اللہ میں ہے اور ایک حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ اس کے رزق کے کفیل بن جاتے ہیں۔

حضرت جابرؓ کا عجیب واقعہ

علامہ ابن عبدالبر تحریر کرتے ہیں کہ

(۹) أخرجہ الترمذی کتاب العلم باب فی فضل العلم رقم الحدیث: ۲۶۴۶ وقال حسن.

(۱۰) أخرجہ العقیلی فی الضعفاء (کنزالعمال ج ۱ ص ۱۶۲) جامع بیان العلم وفضلہ لابن عبدالبر المالکی ص ۷۸).

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک حدیث کے بارے میں پتہ چلا کہ فلاں صحابی نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے، اسی وقت میں نے اونٹ خریدا اس پر زین کسی اور صحابی کی تلاش میں چل پڑا، ایک ماہ کی دوڑ دھوپ کے بعد معلوم ہوا کہ وہ صحابی ملک شام میں موجود ہے میں شام پہنچا اور اس کے دروازہ پر اونٹ بٹھا دیا گھر میں خبر بھیجی کہ جابر آپ کی چوکھٹ پر کھڑا ہے خادم نے لوٹ کر کہا میرے آقا پوچھتے ہیں کیا آپ جابر بن عبداللہ ہیں میں نے کہا ہاں مجھ ہی کو جابر بن عبداللہ کہتے ہیں یہ سنتے ہی عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ باہر نکل آئے اور مجھ سے معانقہ کیا میں نے کہا سنا ہے کہ آپ کے پاس مظالم کے بارے میں ایک ایسی حدیث موجود ہے جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے نہیں سنی----انہوں نے جواب دیا بے شک پھر پوری حدیث سنائی۔ (۱۱)

ان مذکورہ آیات واحادیث میں طلب علم کے لئے سفر کرنا، گھر چھوڑنا اور اس کی فضیلت کا ذکر ہے اور یہ گھر میں رہ کر پڑھنے سے افضل ہے کہ آدمی سفر کی مشقتوں کے بعد اطمینان سے دینی تعلیم حاصل کرنے کی سعی کرتا ہے اور عزیز واقرباء اور آسائش وآرام کو اللہ تعالیٰ کے لئے چھوڑنا پڑتا ہے جبکہ گھر میں رہ کر اچھی طرح سے تعلیم بھی نہیں ہوتی اور نہ وہ فضائل حاصل ہوتے ہیں جو گھر سے باہر جاکر (اور وطن چھوڑ کر) ملتے ہیں۔ اس لئے اگر حفظ کیلئے گھر سے باہر کسی اچھے مدرسہ میں مستقل طور پر داخلہ لے کر حفظ قرآن کیا جائے تو ثواب بھی بہت ملے گا اور جلدی حافظ بھی ہوگا۔

ایک آیت کا سیکھنا سو نفل رکعات سے افضل ہے

(حدیث نمبر ۱۰۶) حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

(۱۱)(جامع بیان العلم و فضله)

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

یَا أبَاذَرٍّ لَأن تَغدُوَ فَتعَلّمَ آیَةً مِن کِتَابِ اللہِ خَیرٌ لَّکَ مِن أن تُصَلِّیَ مِائَۃَ رَکعَۃٍ. وَلأن تَغدُوَ فَتَعَلّمَ بَابًا مِنَ العِلم عَمِلَ بِہٖ اَولَم یَعمَل بِہٖ خَیر لَکَ مِن أن تُصَلِّیَ ألفَ رَکعَۃٍ. (۱۲)

(ترجمہ) اے ابوذر! تیرے لئے بہتر ہے کہ تو صبح کرے پس کتاب اللہ سے کوئی آیت سیکھے اس سے کہ تو سو رکعات (نفل) پڑھے۔ اور تیرے لئے بہتر ہے کہ تو صبح کرے پس علم (دین وشریعت) کا کوئی باب سیکھے چاہے اس پر عمل کیا یا نہ کیا اس سے کہ تو ہزار رکعات (نفل) ادا کرے۔

(فائدہ) اس حدیث میں متعلم قرآن اور متعلم علم دین کی فضیلت کا بیان ہے۔ قرآن پاک کی کسی آیت کا سیکھنا عام ہے کہ ناظرہ ہو یا حفظ معنیٰ سمجھ کر یا بے سمجھے سو نفل رکعات پڑھنے سے افضل ہے اور ناظرہ سے حفظ کرنا افضل ہے کیونکہ اس کے ساتھ حفظ کے دوسرے فضائل بھی حاصل ہوں گے۔ اسی طرح دین کا کوئی مسئلہ سیکھنا بھی ہزار رکعات نفل سے بہتر ہے۔

کم عمری میں حفظ القرآن

حافظ ابن عبد البر جامع بیان العلم میں لکھتے ہیں۔

حضرت ابوامامہ باہلی سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا۔

جو لڑکا طلب علم اور عبادت میں نشوونما پاتا ہے یہاں تک کہ بڑا ہو جاتا ہے اور اپنی اسی حالت پر استوار رہتا ہے تو اسے ستر صدیقوں کا ثواب ملتا ہے"

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا مقولہ ہے "بچپن میں تحصیل علم پتھر میں لکیر کی طرح ہے" علقمہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں "میں نے کم عمری میں جو

(۱۲) المتجر الرابح فی ثواب العمل الصالح للدمیاطی ص ۳۸۶ ابن ماجۃ ۷۹ الاتقان ج ۲ ص ۱۹۴ الترغیب والترھیب للمنذری ج ۲ ص ۳۵۵۔

کچھ یاد کرلیا تھا اس طرح محفوظ ہے گویا کتاب میں دیکھ رہا ہوں۔"

حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے لڑکوں اور بھتیجوں کو نصیحت کی "علم حاصل کرو کیونکہ آج تم قوم کے چھوٹے ہو مگر کل تم ہی قوم کے بڑے بننے والے ہو۔ جس نے یاد نہ کیا ہو لکھ کر یاد کرلے"

عروہ بن الزبیر اپنے لڑکوں سے کہا کرتے تھے آؤ مجھ سے علم حاصل کرو کیونکہ عنقریب تم قوم میں بڑے آدمی ہو گے میں بھی پہلے چھوٹا تھا اور کوئی میری پرواہ نہ کرتا تھا لیکن جب جوان ہوا تو لوگ دوڑ دوڑ کر آنے اور مجھ سے فتوے لینے لگے۔ اس سے بڑھ کر عیب اور کیا ہوسکتا ہے کہ آدمی سے اس کے دین کی کوئی بات پوچھی جائے اور وہ جاہل نکلے۔

یوسف بن یعقوب بن الماجشون کا بیان ہے کہ ہم ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ سے مسئلے پوچھا کرتے تھے ایک دن انہوں نے ہم سے فرمایا۔

"کم عمری کی وجہ سے اپنے آپ کو حقیر نہ سمجھو کیونکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دستور تھا کہ جب کوئی مشکل معاملہ پڑتا تو نوعمروں کو بلا کر مشورہ کرتے اور ان کی تیز عقلوں سے فائدہ اٹھاتے"

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت میں کم سن تھا اپنے ایک ہم عمر انصاری لڑکے سے میں نے کہا' چلو اصحاب رسول اللہ ﷺ سے علم حاصل کرلیں کیونکہ ابھی وہ بہت ہیں انصاری نے جواب دیا ابن عباس تم بھی عجیب آدمی ہو اتنے صحابیوں کی موجودگی میں لوگوں کو بھلا تمہاری کیا ضرورت پڑے گی۔ اس پر میں نے انصاری لڑکے کو چھوڑ دیا اور خود علم حاصل کرنے میں لگ گیا بارہا ایسا معلوم ہوتا فلاں صحابی کے پاس فلاں حدیث ہے میں اس کے گھر دوڑ کر جاتا اگر وہ قیلولے میں ہوتا تو میں اپنی

چادر کا تکیہ بنا کر اس کے دروازے ہی پر پڑا رہتا اور گرم ہوا میرے چہرے کو جھلساتی رہتی جب وہ صحابی باہر آتا اور مجھے اس حال میں پاتا تو متاثر ہو کر کہتا رسول اللہ ﷺ کے ابن عم (چچا کے بیٹے) آپ کیا چاہتے ہیں؟ میں کہتا سنا ہے آپ رسول اللہ ﷺ کی فلاں حدیث روایت کرتے ہیں اسی کی طلب میں حاضر ہوا ہوں وہ کہتا آپ نے کسی کو بھیج دیا ہوتا اور میں خود چلا آتا۔ میں جواب دیتا۔ نہیں اس کام کے لئے خود مجھ ہی کو آنا چاہئے تھا۔ اس کے بعد یہ ہوا کہ جب اصحاب رسول اللہ ﷺ گزر گئے تو وہی انصاری دیکھتا کہ لوگوں کو میری کیسی ضرورت ہے اور حسرت سے کہتا ابن عباس تم مجھ سے زیادہ عقل مند تھے۔

ان مذکورہ روایات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ علم دین قرآن (حفظ و ناظرہ) اور حدیث وفقہ وغیرہ بچوں کو جب پہچان آجائے پڑھانا چاہئے تاکہ جوانی اور بڑھاپے میں کام آئے اور صحیح طور سے محفوظ رہے بچپن ہی سے ان کی ذہن سازی ہو جب جوان ہوں تو علم وعمل سے معمور ہوں اور جوانی وطاقت کے زمانہ میں خوب محنت وطاقت سے دین کی تعلیم وترویج کریں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں جب حضور ﷺ کا انتقال ہوا میں اس وقت دس سال کا تھا اور میں نے محکم کو یاد کرلیا تھا اور ایک روایت میں ہے میں نے محکم کو حضور ﷺ کے زمانہ میں جمع کرلیا تھا راوی فرماتے ہیں میں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا محکم کیا ہے؟ تو فرمایا مفصل۔ (۱۳)

(فائدہ) مفصل سورۂ ق یا سورۂ محمد یا اس کے قریب قریب بعض سورتوں سے علی اختلاف الاقوال شروع ہو کر آخر قرآن تک کو کہتے ہیں اور اس حصہ

---

(۱۳) صحیح البخاری ج ۲ ص ۷۵۳. فضائل القرآن لابن کثیر المطبوع فی آخر تفسیرہ ج ۷ ص ۴۹۵.

مفصل کو محکم اس لئے کہا کہ اس میں کوئی سورت منسوخ نہیں۔ اکثر علماء کے نزدیک سورۃ الکافرون آیت سیف سے منسوخ ہے لیکن ہوسکتا ہے کہ ابن عباسؓ کے نزدیک یہ سورت کسی دوسرے حکم کے لحاظ سے منسوخ نہ ہوگی یا اس کے اکثر حصہ کے منسوخ نہ ہونے کی وجہ سے للاکثر حکم الکل کے تحت اس کو محکم کہا گیا یہاں محکم متشابہ کے مقابلہ میں نہیں بلکہ منسوخ کے مقابلہ میں ہے۔ تفصیل کے لئے بخاری شریف کا عربی حاشیہ ملاحظہ ہو۔

علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب فضائل القرآن میں فرماتے ہیں اس (حدیث نمبر ۱۰۷) سے بچپن میں تعلیم قرآن کا جواز ثابت ہوتا ہے کبھی یہ واجب ہوتا ہے اور کبھی مستحب ہوتا ہے کیونکہ جب بچہ قرآن کی تعلیم حاصل کر لیتا ہے اور بالغ ہوجاتا ہے تو وہ اس بات کا علم رکھتا ہے کہ وہ نماز میں کیا پڑھ رہا ہے۔ اور بچپن میں حفظ کرنا بڑی عمر میں حفظ کرنے سے اولی، مضبوط اور زیادہ محفوظ ہوتا ہے جیسا کہ زمانہ حال میں لوگوں میں رائج ہے۔ اور بعض سلف کے نزدیک یہ مستحب ہے کہ بچہ کو ابتداءِ عمر میں کھیل کود کے لئے چھوڑ دیا جائے (پھر اس کو جب کچھ سمجھ ہوجائے تو تعلیم قرآن پر لگا دیا جائے)۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک یہ مستحب ہے کہ بچہ کو پانچ پانچ آیات تلقین کی (سکھلائی) جائیں (تاکہ آسانی سے اور چھوٹی عمر میں حافظ قاری بن جائے)۔

بچپن میں حفظ پتھر پر نقش کی مانند ہے

(حدیث نمبر ۱۰۸) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

حفظ الغلام الصغير كالنقش فی الحجر. وحفظ الرجل

بعد ما یکبر کالکتاب علی الماء. (۱۴)

(ترجمہ) بچے کا چھوٹی عمر میں حفظ کرنا پتھر پر کندہ کرنے کی طرح ہے اور آدمی کا بڑی عمر میں حفظ کرنا پانی پر لکھائی کی مانند ہے۔

(فائدہ) اس لئے مناسب ہے کہ بچپن ہی میں قرآن کریم حفظ کیا، کرایا جائے تا کہ آخر عمر تک محفوظ رہے اور اگر کسی نے بچپن میں حفظ نہ کیا ہو یا نہ کر سکا ہو تو وہ جوانی میں حفظ کر لے اور اگر کوئی جوانی میں بھی حفظ نہ کر سکا ہو تو وہ بڑھاپے میں حفظ شروع کر دے۔

حافظ قرآن بچے کا منصب

(حدیث نمبر ۱۰۹) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت ﷺ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ

مَن قَرَأ القُرآنَ قَبلَ انَ یَحتَلِمَ فَقَد أوتِیَ الحُکم صَبِیًا. (۱۵)

(ترجمہ) جس نے بلوغ سے پہلے قرآن مجید حفظ کر لیا پس بے شک اس کو حکم (علم وفہم) بچپن ہی میں دے دیا گیا۔

(فائدہ) اگر حفظ قرآن بچپن میں کیا جائے تو وہ پتھر پر کندہ نقش کی طرح محفوظ ہوتا ہے اور اگر بڑی عمر میں حفظ کیا جائے تو وہ پانی پر نقش کرنے کے برابر ہے۔ یعنی صحیح طور پر محفوظ نہیں رہتا اس لئے بچپن میں حفظ کرنا سب سے بہتر ہے۔ اور "حکم" ایک بہت بڑا منصب ہے اس منصب کا ذکر حضرت یحییٰ علیہ السلام کی فضیلت میں قرآن مجید میں آیا ہے۔

یَا یَحیی خُذِ الکِتبَ بقُوّةٍ وَ آتیناهُ الحُکم صَبِیًا. (۱۶)

---

(۱۴) روا الخطیب البغدادی فی الجامع (کنز العمال ج ۱ ص ۲۰۴).

(۱۵) تفسیر ابن مردویه، وشعب الایمان للبیهقی ج ۲ ص. ۳۳ (کنز العمال ج ۱ ص ۵۴۷).

(۱۶) سورة مریم. الآیة: ۱۲

اس سے معلوم ہوا کہ حکم وہ منصب ہے جو حضرت یحییٰ علیہ السلام نبی کو عطاء ہوا اور تقریباً ایسا ہی حافظ قرآن بچے کو عطاء ہوتا ہے مگر یہ اور بات ہے کہ وہ نبی نہیں ہوتا۔

جوانی و بڑھاپے میں حفظ قرآن

(حدیث نمبر ۱۱۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

مَن تَعَلَّمَ القُرآنَ فِی شَبِیبَتِہٖ اِختَلَطَ بِلَحْمِہٖ وَدَمِہٖ، وَمَن تَعَلَّمَہٗ فِی کِبَرِہٖ فَھُوَ یَنفَلِتُ مِنہُ وَھُوَ یَعُودُ فِیہِ فَلَہٗ اَجرُہٗ مَرَّتَین. (۱۷)

(ترجمہ) جس نے قرآن کی تعلیم جوانی میں حاصل کی تو قرآن اس کے گوشت اور خون میں رچ بس جاتا ہے (یعنی خوب حفظ ہو جاتا ہے) اور جس نے بڑھاپے میں قرآن کی تعلیم حاصل کی اور وہ اس کو بھول جاتا ہو اور پھر سے اس کو حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہو تو اس کے لئے دوہرا اجر ہے۔

(فائدہ) شبیبہ بلوغ سے تیس برس تک کے جوانی کے زمانہ کو کہتے ہیں، اس عمر میں پڑھا ہوا خوب یاد رہتا ہے اور اصل میں یہی عمر ہے حفظ کرنے کی کیونکہ بچپن میں تو تعلیم قرآن فرض نہیں کیونکہ وہ زمانہ تکلیف کا نہیں ہے۔ اور یہاں تعلیم قرآن سے حفظ قرآن خاص طور سے مراد معلوم ہوتا ہے پس اس حدیث میں جوانی میں حفظ کرنے کی فضیلت معلوم ہوتی ہے اور بوڑھے آدمی کے لئے حفظ کرنے میں دوہرا اجر اس لئے ہے کہ بھول جانے کے بعد وہ قرآن کریم کو بار بار یاد کرتا رہتا ہے۔

---

(۱۷). رواه الحاكم والبخاری فی تاریخهما. والمرهبی فی طلب العلم و أبو نعيم في الحلية والبيهقي في شعب الايمان وعبدالرزاق في مصنفه وابن النجار (كنز العمال ج ۱ ص ۵۳۲).

طلباءِ قرآن کا مقام

(حدیث نمبر ۱۱۱) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں:۔

أُوصِيكُمْ بِطَلَبَةِ الْعِلْمِ احْفَظُوهُمْ وَارْفَعُوهُمْ فَإِنَّهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُحْشَرُوْنَ مَعَ الْاَخْيَارِ وَيُثَابُوْنَ ثَوَابَ الْاَخْيَارِ. (۱۸)

(ترجمہ) میں تمہیں طلباء علم کے لئے وصیت کرتا ہوں ان کی حفاظت کرو اور ان کا احترام کرو اس لئے کہ وہ روز قیامت اخیار کے ساتھ اٹھائے جائیں گے۔ اور انہیں اخیار کا ثواب دیا جائے گا۔

(فائدہ) اس حدیث میں طلباء علم دین مراد ہیں اور قرآن دین کی اساس ہے اس لئے طلباء حفظ القرآن اس حدیث کے اصل مصداق ہیں ان کی حفاظت سے قرآن اور علم دین کی حفاظت ہوگی چونکہ قیامت میں یہ امت کے بہترین لوگوں کے زمرہ میں قبروں سے اٹھائے جائیں گے اور بہترین افراد امت کے ثواب کے برابران کو نیک اعمال کا ثواب ملے گا جو طلبہ قرآن کے لئے بہت بڑی نعمت ہے۔ نیز ان کے اعزاز کرنے والوں کو بھی بڑا ثواب ملے گا۔

بچے کی بسم اللہ کا ثواب

(حدیث نمبر ۱۱۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔

فَإِنَّ الْمُعَلِّمَ إِذَا قَالَ لِلصَّبِيِّ قُلْ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(۱۸) (مسند فردوس حدیث ۱۷۴۱)

فَقَالَ۔ کَتَبَ اللّٰهُ بَرَاءَةً لِلصَّبِیِّ وَبَرَاءَةً لِلْمُعَلِّمِ وَبَرَاءَةً لِاَبَوَیْهِ مِنَ النَّارِ. (۱۹)

(ترجمہ) جس وقت استاد بچے کو کہتا ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ۔ جب بچہ پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بچے اور معلم اور اس کے والدین کے لئے جہنم سے آزادی لکھ دیتے ہیں۔

(فائدہ) بہت مبارک حدیث ہے تعلیم قرآن پر اتنا عظیم اجر ہے کہ تینوں کی مغفرت اور جہنم سے آزادی عطاء کر دی جاتی ہے۔

بچپن اور بڑھاپے میں قرآن سیکھنے کے فضائل

(حدیث نمبر ۱۱۳) مَا تَعَلَّمَ رَجُلٌ مُسِنٌّ لِلْقُرْآنِ فَاَکْرَهَ نَفْسَهٗ عَلَیْهِ وَثَقُلَ عَلَیْهِ اِلَّا کَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِهٖ اَجْرَیْنِ وَلَا تَعَلَّمَ اَحَدٌ مِنْ حَدِیْثِ السِّنِّ اِلَّا خَلَطَهُ اللّٰهُ بِلَحْمِهٖ وَدَمِهٖ حَتّٰی کَتَبَهُ اللّٰهُ رَفِیْقَ السَّفَرَةِ. (۲۰)

(ترجمہ) جو عمر رسیدہ آدمی قرآن کی تعلیم حاصل کرتا ہے اور اپنے نفس کو اس پر مجبور کرتا ہے جبکہ قرآن یاد کرنا اس پر بھاری بھی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلہ میں دوہرا اجر دیتے ہیں۔ اور جو بچہ قرآن سیکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گوشت اور خون میں قرآن کو ملا دیتے ہیں حتیٰ کہ اسے (انبیاء علیہم السلام کے پاس وحی لانے والے) فرشتوں کا بھی ساتھی بنا دیتے ہیں۔

معلمین کے لئے فرشتوں کا استغفار

(حدیث نمبر ۱۱۴) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

(۱۹) زہر الفردوس ۹۴/۴ مسند الفردوس حدیث ۶۵۹۷۔
(۲۰) کتاب الکامل فی القراءات امام ہذلی مخطوط صفحہ ۱۲۔

سے بیان کرتے ہیں۔

مَا مِنْ قَوْمٍ صَلُّوا صَلَاةَ الْغَدَاةِ ثُمَّ قَعَدُوْا فِیْ مُصَلَّاهُمْ یَتْلُوْنَ کِتَابَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَیَتَدَارَسُوْنَهٗ اِلَّا وَکَّلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مَلَائِکَتَهٗ تَسْتَغْفِرُ لَهُمْ حَتّٰی یَخُوْضُوْا فِیْ حَدِیْثٍ غَیْرِهٖ.(۲۱)

(ترجمہ) جولوگ صبح کی نماز پڑھ کر اپنی جائے نماز پر بیٹھ جاتے ہیں، کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہیں اور اس کی تعلیم میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ تو اللہ عزوجل اپنے فرشتوں کو مقرر کر دیتے ہیں جو ان کے لئے استغفار کرتے ہیں حتی کہ وہ کسی دوسری بات میں مشغول ہو جائیں۔

---

(۲۱)(مسند فردوس حدیث نمبر ۷۱۱۲)

دسواں باب

حفاظ کے والدین کے انعامات

اس سے قبل ہم نے فضائل حفظ و حافظ قرآن اور فضائل تلاوت کے متعلق احادیث نبویہ کو بیان کیا ہے اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان والدین اور ان سرپرستوں کے جو اپنی اولاد وغیرہ کو حفظ قرآن کراتے ہیں فضائل و مناقب جو احادیث میں وارد ہوئے کچھ ان کا بھی ذکر کردیا جائے۔ اس سے قبل بھی فضائل کی بعض احادیث میں ضمناً والدین کے چند فضائل کا ذکر آچکا ہے۔

تین انعام

۱۔ سب گناہ معاف

۲۔ چودھویں کے چاند جیسی صورت

۳۔ ہر آیت کے بدلہ درجہ بلند

(حدیث نمبر ۱۱۵) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

مَن عَلَّمَ ابنَهُ القُرآنَ نَظرًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِه وَمَا تَأَخَّرَ وَمَن عَلَّمَ إيَّاهُ ظَاهِرًا بَعَثَهُ اللّٰهُ يَومَ القِيَامَةِ عَلَى صُورَةِ القَمَرِ لَيلَةَ البَدرِ وَيُقَالُ لِابنِهِ اقرَأ فَكُلَّمَا قَرَأَ آيَةً رَفَعَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ الأَبَ بِهَا دَرَجَةً حَتَّى يَنتَهِيَ إِلَى آخِرِ مَا مَعَه مِنَ القُرآنِ. (۱)

---

(۱) رواه الطبراني في الأوسط كذا في مجمع الزوائد للهيثمي ج ۷ ص ۱۶۶.

(ترجمہ) جس نے اپنے بیٹے کو ناظرہ قرآن کریم پڑھایا اس کے سب اگلے پچھلے گناہ معاف ہو گئے۔ اور جس نے اپنے بچے کو قرآن کریم کا حافظ بنایا قیامت کے روز اس کو اللہ تعالیٰ چاند کی سی صورت پر محشور فرمادیں گے جس کی چمک چودھویں کے چاند جیسی ہوگی۔ اور اس کے بیٹے کو کہا جائے گا، پڑھ۔ پس جب بھی وہ کوئی آیت پڑھے گا اللہ عزوجل اس کے بدلہ میں اس کے باپ کا درجہ بلند فرماتے رہیں گے حتی کہ حافظ اس کے آخر تک پہنچ جائے گا جتنا قرآن کا حصہ اس کو یاد ہوگا۔

والد کے لئے جنت کا تاج

(حدیث نمبر ۱۱۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس حدیث کو حضورؐ کی طرف منسوب کیا اور فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

مَا مِن رَجُلٍ يُعَلِّمُ وَلَدَهُ القُرآنَ فِي الدّنيا اِلَّا تُوِّجَ أبُوهُ يَومَ القِيامةِ بِتَاجٍ فِي الجَنّةِ يَعرِفُه بِه أهلُ الجَنّةِ بِتَعْلِيمِ وَلَدِه القُرآنَ فِي الدّنيا. (۲)

(ترجمہ) جس آدمی نے اپنے بچے کو دنیا میں قرآن کی تعلیم دی اس کو قیامت کے دن جنت کا تاج پہنایا جائے گا اس تاج سے اہل جنت اس آدمی کو اپنے بچے کے دنیا میں قرآن کی تعلیم دینے کو پہچانیں گے۔

سورج سے زیادہ حسین اور روشن تاج والدین کا انعام

(حدیث نمبر ۱۱۷) حضرت معاذؓ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ

(۲) رواه الطبراني في الأوسط كذافي مجمع الزوائد للهيثمي ج۷ص ۱۶۶ والإتقان في علوم القرآن للسيوطي ج۲ ص ۱۹۴.

مَن قرأ القُرآنَ وعَمِلَ بِهِ ألبسَ وَالِدَاهُ تاجًا يومَ القِيامَةِ ضَوءُهُ أحسَنُ مِن ضَوءِ الشَّمسِ فِي بُيُوتِ الدّنيا لَو كَانَتْ فِيكُم فَمَا ظَنّكُم بِالّذِي عَمِلَ بِهٰذَا. (۳)

(ترجمہ) جس نے قرآن پڑھا اور اس پر عمل کیا اس کے والدین کو قیامت میں ایسا تاج پہنایا جائے گا جس کی نورانیت اس سورج سے زیادہ خوبصورت ہے جو دنیا کے گھروں میں ہے اگر وہ سورج تم میں ہوتا۔ پس تمہارا اس کے متعلق کیا خیال ہے جس نے خود اس پر عمل کیا۔

اولاد کو تعلیم قرآن دینے، دلانے کا انعام جنت کا ہار

(حدیث نمبر ۱۱۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علیہ السلام کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ

مَن عَلّمَ وَلَدًا لَهُ القُرآنَ قَلّدَهُ اللهُ قِلادَةً يَعجَبُ مِنهَا الأوّلُونَ وَالآخِرُونَ يومَ القِيَامَةِ. (۴)

(ترجمہ) جس نے اپنی اولاد کو قرآن کی تعلیم دی اللہ تعالیٰ اس کو روز قیامت ایسا ہار پہنائیں گے جس پر اولین اور آخرین فریفتہ ہوں گے۔

حفاظ کی شفاعت سے دس اہل خانہ جہنم سے آزاد

(حدیث نمبر ۱۱۹) حضرت جابر رضی اللہ عنہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا۔

لِحَامِلِ القُرآنِ إذا عَمِلَ فَأحَلّ حَلالَهُ وَحَرّمَ حَرَامَهُ شَفَعَ فِي

(۳) مسند أحمد، سنن أبي داود ج ۱ ص ۲۰۵، مستدرك الحاكم (كنز العمال ج ۱ ص ۵۲۱. المشكوة ص ۱۸۶. مجمع الزوائد ج ۷ ص ۱۶۲).

(۴). حلية الأولياء لابي نعيم الأصبهاني (كنز العمال ج ۱ ص ۵۳۳).

عَشرةٍ مِن أهلِ بَيتِه يوم القِيامَة كُلّهُم قد وَجبَت لهُ النّارُ. (۵)

(ترجمہ) حافظ قرآن جب احکام قرآن پر عمل کرے اس کے حلال کردہ کو حلال اور حرام کردہ کو حرام گردانے (اعتقاداً اور عملاً) اس کے لئے اس کے گھر کے دس افراد کے لئے قیامت کے دن شفاعت کی اجازت دی جائے گی۔ جن کے لئے جہنم واجب ہو چکی ہوگی۔

حافظ قرآن کے والدین کے لئے

جنت کے دو انمول لباس اور نور کا تاج

(حدیث نمبر ۱۲۰) حضرت عبداللہ اپنے باپ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول کائنات علیہ افضل الصلوات والتحیات کا ارشاد گرامی ہے۔

مَن قَرأ القُرآنَ وَتَعلّمَه وعَمِلَ بِه ألبِسَ يومَ القِيامَةِ تاجًا مِن نُورِه ضَوءُه مِثلُ ضَوءِ القَمَرِ، وَيُكسى وَالِدَاهُ حُلّتَان لاتَقُومُ لَهُمَا الدّنيَا. فَيَقُولانِ: بِمَا كُسِينَا هذا؟ فَيُقَالُ: بأخذِ وَلَدِكُمَا القُرآنَ. (۶)

(ترجمہ) جس آدمی نے قرآن سیکھا اور سکھایا اور اس پر عمل کیا قیامت والے دن اس کو ایسے نور کا تاج پہنایا جائے گا کہ اس کی روشنی چاند کی روشنی کی مانند ہوگی۔ اور اس کے والدین کو ایسی دو پوشاکیں پہنائی جائیں گی جن کی پوری دنیا بھی قیمت نہیں لگا سکتی۔ پس اس کے والدین (ان کو پہننے کے بعد) کہیں گے ہمیں کس چیز کے بدلے میں یہ (انمول لباس) پہنائے گئے

---

(۵) المعجم الكبير للطبرانی (كنز العمال ج ۱ ص ۵۲۰) وأحمد والترمذی وابن ماجة والدارمی وقال الترمذی: غريب. مشكوة المصابيح ص ۱۸۷.

(۶) مستدرک الحاكم (كنز العمال ج ۱ ص ۵۲۳) ومرجع ضمير نوره: القرآن ومعناه: ألبس تاجا من نور القرآن لامن نور الله الذاتی.

ہیں۔ (تو جواب میں) کہا جائے گا تمہاری اولاد کے قرآن پڑھنے کے عوض میں پہنائے گئے ہیں۔

ان مذکورہ احادیث میں اپنی اولاد کو قرآن کی تعلیم اور حفظ کرانے پر والدین کے لئے عظیم الشان انعامات اور بشارات بیان کی گئی ہیں ہم نے ان احادیث شریفہ کو اس لئے ذکر کیا ہے کہ والدین جب اس کتاب کا مطالعہ کریں تو جہاں ان کو اپنی حفاظ اولاد کے لئے بیش بہا انعام واکرام کا علم ہو وہاں ان کو یہ بھی علم ہو جائے کہ ان کا اپنا کتنا عظیم مرتبہ ہے اور کتنے بڑے اکرام وانعام کے مستحق ہیں جو اپنی اولاد کو اس بیش قدر سرمایہ (حفظ قرآن) کی تعلیم دلاتے ہیں۔ اسی طرح ان احادیث کے عموم میں وہ افراد بھی شامل ہیں جو حفظ قرآن اور تعلیم قرآن کے لئے کسی کی سرپرستی کرتے ہیں۔ کسی طالب دین یا مدرسہ کی سرپرستی کرتے ہیں نیز جو فضائل حفاظ کو حاصل ہیں یہ ایک وجہ سے حفاظ کے والدین کے فضائل بھی ہیں۔

گیارھواں باب

آداب القرآن وآداب تلاوت قرآن

تلاوت کے لئے طہارت اور وضو

علامہ سیوطی اتقان میں نقل کرتے ہیں قراءت قرآن کے لئے وضو مستحب ہے کیونکہ یہ افضل الاذکار ہے اور حضور ﷺ بغیر طہارت اللہ تعالیٰ کے ذکر کو ناپسند فرماتے تھے جیسا کہ حدیث میں ثابت ہے۔ امام الحرمینؒ (مشہور شافعی مسلک کے عالم اور علامہ ابن الجوینی کے والد محترم) کہتے ہیں! بے وضو والی حالت میں بھی پڑھ لیتے تھے۔ شرح المھذب میں لکھا ہے جب کوئی تلاوت کرے اور اس کو ہوا خارج کرنے کی ضرورت پیش آ جائے تو تلاوت بند کردے جب فارغ ہو تب شروع کرے۔ لیکن حالت جنابت میں اور حالت حیض و نفاس میں تلاوت کرنا حرام ہے۔ اگر منہ پلید ہو تو تلاوت مکروہ ہے (بلکہ حرام ہے کیونکہ اس میں کلام اللہ کی توہین ہے)۔ اھ

(تنبیہ) بہت سے لوگوں کی عادت ہے کہ وہ تلاوت اور سبق یاد کرتے وقت وضو رکھنے کی احتیاط نہیں کرتے حتی الامکان وضو سے تلاوت ہونی چاہئے تاکہ اس ثواب سے محرومی نہ ہو ہاں اگر التزام نہ ہوسکے کہ بار بار یہ عارضہ پیش آئے تو بلا وضو بھی درست ہے مگر ہاتھ لگانا جائز نہیں۔ کیونکہ قرآن شریف کو بے وضو اور بلا طہارت چھونے کی ممانعت وارد ہے۔

دوران تلاوت بلاضرورت گفتگو نہ کرے

علامہ سیوطی لکھتے ہیں کسی کے مکالمہ کی وجہ سے تلاوت قرآن کو منقطع کرنا مکروہ ہے۔ حلیمی کہتے ہیں اس لئے کہ مناسب نہیں کہ کلام اللہ پر دوسرے کے کلام کو ترجیح دے کر اسے چھوڑ دیا جائے (بلکہ قرآن کا جو حصہ تلاوت کرنا ہے اس کو پورا کر کے پھر دوسرے کی طرف متوجہ ہو ہاں اگر ضرورت شدید ہو تو حرج نہیں۔) اور اس کی تائید امام بیہقی نے اس صحیح روایت سے کی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب تلاوت قرآن کرتے تھے تو کسی سے گفتگو نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ اس سے فارغ ہو جاتے اور اسی طرح دوران تلاوت ہنسنا، فضول کام کرنا، لہو ولعب کی طرف نظر اور توجہ کرنا بھی مکروہ ہے۔ (۱)

خوبصورت آواز میں تلاوت

خوبصورت آواز میں قرآن پاک کو پڑھنا اور اس کو مزین کرنا مستحب ہے جب تک کہ اس کی تلاوت تجوید اور آداب حدود قرآن سے باہر نہ جائے اور جب تلاوت میں کوئی حرف زیادہ کر دے یا چھوڑ دے تو پھر ایسی آواز میں پڑھنا حرام ہے۔

سب سے زیادہ خوبصورت تلاوت کرنے والا کون ہے

(حدیث نمبر ۱۲۱) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ

(۱) الإتقان فی علوم القرآن ج ۱ ص

مَن أحسَنُ النَاسِ صَوتًا بِالقُرآن؟ قَالَ: مَن إذَا سَمِعتَ قِرَاءتَهُ رَأيتَ أنَهُ يَخشَى اللهَ عَزَوَجلَّ. (۲)

(ترجمہ) قرآن کریم کو زیادہ حسین آواز میں پڑھنے والا کون ہے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ وہ شخص ہے کہ جب تو اس کی تلاوت کو سنے تو تو محسوس کرے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈر رہا ہے۔

خوبصورت آواز میں تلاوت کی فضیلت

(حدیث نمبر۱۲۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

زَيِّنُوا أصوَاتَكُم بِالقُرآنِ (وفی روایة) أحسِنُوا أصوَاتَكُم بِالقُرآنِ. (۳)

(ترجمہ) (تلاوت) قرآن کے لئے اپنی آوازوں کو حسین مزین بناؤ۔

(حدیث نمبر۱۲۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لِكُلِّ شَيْءٍ حِليَة وَحِليَةُ القُرآنِ حُسنُ الصَّوتِ. (۴)

(ترجمہ) ہر شے کے لئے کچھ زیور ہوتا ہے اور قرآن کا زیور خوبصورت آواز (سے پڑھنا) ہے۔

(حدیث نمبر۱۲۴) حضرت رسول دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

---

(۲) رواه الطبرانی فی الأوسط (مجمع الزوائد ۷ص ۱۷۰). والدارمی ۲: ۸۳۸. والمشکوة ۱۹۱ وأخلاق حملة القرآن للآجری: محمد بن الحسین ص۷۷ بلفظه. وفی حاشیته: (أخرجه) ابن ماجة (۱: ۴۲۵). حلیة الأولیاء (۳: ۳۱۷). ابن أبی شیبة (۱۰: ۴۶۴) ۵۱

(۳) رواه الطبرانی باسنادین (مجمع الزوائد ج۷ص ۱۷۰)

(۴) (کنز العمال)

لَیسَ مِنّا مَن لَم یَتَغَنَّ بالقُرآن. (۵)

(ترجمہ) جو قرآن کریم کو حسین آواز سے تلاوت نہیں کرتا وہ ہم (ہمارے خواص) میں سے نہیں ہے۔

(فائدہ) ان احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کی تلاوت خوبصورت آواز سے کرنی ضروری ہے کیونکہ یہ قرآن کریم کا اکرام اور احترام بھی ہے اور حق بھی اس لئے اچھا پڑھنے کے لئے جید قراء سے مشق کرنی چاہئے اور تلاوت میں جلدی نہیں مچانی چاہئے چاہے تھوڑا حصہ تلاوت ہو مگر آداب تلاوت کے ساتھ ہو وہ قدر ومنزلت کے اعتبار سے بہتر ہے۔ اس لئے حفاظ کو اس جانب بھی توجہ کرنی ضروری ہے جہاں حفظ قرآن اور تجوید وقراءت وغیرہ پر محنت کریں وہاں اس کے ساتھ تحسین صوت کا بھی ضرور اہتمام کریں۔

خوبصورت آواز اور انداز میں قرآن کریم کی تلاوت کرنے کے متعلق حکایات

(حکایت نمبر۱) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک رات قرآن کریم کی تلاوت کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات ان کی قرآن کی تلاوت کو سننے کیلئے کھڑی ہو گئیں حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے جب صبح کی تو ان کو ان کے واقعہ کی اطلاع کی گئی تو انہوں نے فرمایا کہ اگر میں جانتا ہوتا تو میں خوب سنوار کے پڑھتا اور پڑھنے کا خوب شوق دلاتا۔ (۵)

(۵) رواہ الطبرانی ورجالہ ثقات (مجمع الزوائد ج۷ ص ۱۷۱)۔
(۵) (سیرا علام النبلاء ۳۸۸/۲)

(حکایت نمبر۲) حضرت ابوعبدالرحمٰن الحبلی سے روایت ہے کہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآن کریم کو لوگوں میں سب سے خوبصورت انداز میں پڑھنے والے تھے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے فرمایا کہ میرے سامنے قرآن پڑھو تو انہوں نے پڑھا تو حضرت عمرؓ روتے رہے۔(۶)

(حکایت نمبر۳):۔حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم بصرہ میں حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ آ گئے آپ رات کے وقت تہجد کی نماز کے لئے کھڑے ہوئے جب صبح ہوئی تو ان سے کہا گیا۔ اللہ امیر لشکر کی اصلاح فرمائے۔ کاش آپ اپنی عورتوں کی طرف اور اپنی رشتہ دار عورتوں کی طرف دیکھتے وہ آپ کی قراءت کو سن رہی تھیں تو آپ نے فرمایا اگر مجھے پتہ ہوتا تو میں اپنی آواز کے ساتھ اللہ کی کتاب کو اور مزین کرتا اور میں خوب سنوار سنوار کے پڑھتا۔(۷)

(حکایت نمبر۵):۔حضرت حافظ عبدالغنی المقدسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک شخص نے اصبہان میں میری مہمانی کی جب ہم نے شام کا کھانا کھا لیا تو اس کے پاس ایک آدمی تھا اس نے بھی ہمارے ساتھ کھانا کھایا پھر جب ہم نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو اس نے ہمارے ساتھ نماز نہ پڑھی میں نے پوچھا اس کو کیا ہے تو انہوں نے کہا کہ یہ سورج پرست (سورج کی پوجا کرنے والا) آدمی ہے تو میرا سینہ گھٹنے لگا تو میں نے اس آدمی سے کہا تم نے میری مہمانی نہیں کی مگر کافر کے ساتھ تو اس نے کہا یہ منشی ہے اور ہمیں اس کے کام میں راحت ہے پھر میں رات کے وقت کھڑا ہوا اور وہ میری قراءت کو سن رہا تھا جب اس نے قرآن کریم سنا تو وہ چیخنے لگا اور کچھ دنوں

(۶) (سیر اعلام النبلاء ۴۶۸/۲)
(۷)(سیر اعلام النبلاء ۳۹۲/۲)

کے بعد مسلمان ہو گیا اور کہا کہ جب میں نے آپ کا قرآن سنا تھا تو اسلام میرے دل میں اتر گیا تھا۔(۸)

(حکایت نمبر ٦): ۔حضرت امام اعمش فرماتے ہیں کہ حضرت یحییٰ بن وثاب لوگوں میں سب سے خوبصورت طریقے سے قرآن پڑھتے تھے۔ میں بسا اوقات چاہتا کہ حسن قراءت کی وجہ سے ان کا سر چوم لوں جب آپ قرآن پڑھتے تھے تو مسجد میں کوئی حرکت نہیں سنائی دیتی تھی گویا کہ مسجد میں کوئی ہے ہی نہیں۔(۹)

تلاوت میں تدبر اور اس کا طریقہ

قرآن کی تلاوت فکر اور تدبر کے ساتھ مسنون بھی ہے اور تلاوت کا مقصود بھی ہے اسی سے انشراح صدر اور دل منور ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ (سورة ص: ۲۹) وقال: (أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ (سورة النساء: ۸۲- سورة محمد: ۲۴).

(ترجمہ) یہ ایک بابرکت کتاب ہے جس کو ہم نے آپ پر اس واسطے نازل کیا ہے تاکہ لوگ اس کی آیتوں میں غور کریں---اور فرمایا--- تو کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے؟

(فائدہ) پس ضروری ہے کہ آدمی جن آیات کی تلاوت کرے ان میں فکر و تدبر بھی کرے اس کا طریقہ یہ ہے کہ جب اس کی تلاوت میں جنت کے ذکر کو پڑھے اس کی امید کرے۔ اور جنت میں خدا تعالیٰ سے ملاقات

---

(۸)(سیر اعلام النبلاء ۳۵۳/۲۱-۳۵۴)

(۹)(سیر اعلام النبلاء ۳۸۱/۴)

کے لئے اس پر عمل پیرا رہے۔اور جب جہنم کے ذکر پر پہنچے تو اس کے سینہ میں گھٹن پیدا ہو اور پناہ کا طالب ہو۔اور جب دشمنان خدا کے ذکر پر پہنچے تو خدا کی طرف سے اس کے اولیاء کے لئے نصرت اور مدد اور دشمنان خدا سے انتقام کا خیال لائے ،اور نصرت اولیاء سے خوش ہو اور انتقام اعداء اللہ سے متفکر ہو۔جب امثال القرآن سے گذرے تو اس کا قلب آئینہ بن جائے۔ اور جو کچھ بیان ہو رہا ہو اس کا معائنہ کرے پس گویا کہ وہ اپنے قلب سے مشاہدہ کر رہا ہے اور اس کا یقین مزید پختہ ہوتا جا رہا ہے۔اور جب خدائی دلائل اور حجتوں سے گذر ہو ان سے ایمان کو قوت ملے،اور اس کی بصیرت بڑھ جائے ،اور جب لطائف اور رحمتوں کا ذکر ہو تو اس کا علم اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور منازل عباد اللہ کے ساتھ بڑھتا چلا جائے۔جب توحید باری تعالیٰ سے گذرے تو اپنے کو ماسوی اللہ سے منفرد کرلے اور خدا ہی سے تعلق جوڑ لے وغیرہ وغیرہ۔

قرآن مجید کی تلاوت غم سے چاہیئے

(حدیث نمبر ۱۲۵) حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

إنّ هٰذَا القُرآنَ نَزَلَ بِحُزنٍ فإذَا قَرَأتُمُوهُ فَابكُوا، فإن لَم تَبكُوا فَتَبَاكَوا، وَتَغَنَّوا بِهٖ فَمَن لَم يَتَغَنَّ بِهٖ فليس مِنّا. (۱۰)

(ترجمہ) بے شک یہ قرآن حزن (غم) کے ساتھ نازل ہوا ہے جب تم اس کی قراءت کرو تو روؤ اگر تم نہ روسکو تو رونے کی صورت بناؤ اور اس کو

(۱۰) أخلاق حملة القرآن للآجري ص ۷۸ . وقال محشيه رواه ابن ماجة (۱ : ۴۲۴) وأبو يعلى في مسنده (۲ : ۴۹) والبيهقي في سننه (۱۰ : ۲۳۱) كلهم بهذا السياق اه.

خوبصورت آواز سے پڑھو۔ پس جس نے خوبصورت آواز سے نہ پڑھا وہ ہم سے (یعنی ہمارے خاص لوگوں میں سے) نہیں ہے۔

(حدیث نمبر ۱۲۶) حضرت عبداللہ بن بریدہؓ اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

إقرأ واالقُرآنَ بِحُزنٍ فإنّهُ نزَلَ بحُزن. (۱۱)

(ترجمہ) قرآن کو حزن اور ملال سے تلاوت کرو کیونکہ یہ حزن و ملال کے لئے نازل ہوا ہے۔

(فائدہ) علامہ آجری ان دونوں حدیثوں کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں پس میرے نزدیک یہ پسندیدہ ہے کہ آدمی تلاوت کے وقت غمگین ہو اور روئے، اور اس کے دل میں خشوع پیدا ہو اور وعدو عید میں فکر کرے تاکہ اس کے ذریعہ ملال اور حزن پیدا ہو۔ کیا تم نے اس شخص کی اللہ تعالیٰ سے تعریف نہیں سنی جو اس صفت سے موصوف ہے جس کی فضیلت کی خبر دی ہے اور فرمایا ہے۔

أللهُ نَزّلَ أحسَنَ الحَدِيثِ كتابا مُتَشَابِهًا مَثَانِي تَقشَعِرّ مِنهُ جُلُودُ الّذِينَ يَخشَونَ رَبّهُم ثُمّ تَلِينُ جُلُودُهُم وَقُلُوبُهُم إلَى ذِكرِ اللهِ. (۱۲)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے بڑا عمدہ کلام (قرآن) نازل فرمایا ہے جو ایسی کتاب ہے کہ باہم ملتی جلتی ہے، بار بار دوہرائی گئی ہے، جس سے ان لوگوں کے جو کہ اپنے رب سے ڈرتے ہیں بدن کانپ اٹھتے ہیں، پھر ان

(۱۱) أخلاق حملة القرآن ص۷۸، وقال محشيه: رواه الطبراني في الأوسط (مجمع الزوائد۷: ۱۶۹) وأبو يعلى (ميزان الاعتدال للذهبي ۱: ۲۳۳) وأبو نعيم في الحلية (۲: ۱۹۶) اھ.

(۱۲) سورة الزمر الآية ۲۳.

کے بدن اور دل نرم ہو کر اللہ کے ذکر کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔
اور اللہ تعالیٰ نے اس قوم کی مذمت فرمائی جنہوں نے قرآن کریم سنا پس ان کے دلوں میں اس کے لئے خشوع پیدا نہ ہوا اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔
أَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيثِ تَعْجَبُونَ. وَتَضْحَكُونَ وَلَا تَبْكُونَ. وَأَنتُم سٰمِدُونَ. (۱۳)
(ترجمہ) سو کیا تم لوگ اس کلام سے تعجب کرتے ہو، اور ہنستے ہو، اور روتے نہیں ہو، اور تم تکبر کرتے ہو۔

غم اور رونے کا طریقہ

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ رونے کا طریقہ یہ ہے کہ دل میں غم لائے جس سے رونا پیدا ہو جائے گا۔ اور غم لانے کی صورت یہ ہے کہ آدمی تہدید، وعید، مواثیق اور عہود کی فکر کرے پھر اوامر و نواہی میں قصور کی فکر کرے پس لامحالہ غمگین ہوگا اور رونا آجائے گا پس اگر غم اور رونا پھر بھی نہ آئے تو اس غم کے نہ ہونے پر روئے کیونکہ یہ رونا نہ آنا بڑی مصیبتوں میں سے ایک مصیبت ہے۔ (۱۴) اور علامہ سیوطی نے الاتقان میں بالکل وہی الفاظ جو احیاء العلوم میں ہیں جن کا ہم نے ترجمہ ذکر کیا ہے شرح المہذب کے حوالہ سے نقل کئے ہیں۔

خشوع اور خضوع

قاری اور تلاوت کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ خشوع و خضوع

(۱۳) سورة النجم : الآية ۵۹-۶۱.
(۱۴) احياء العلوم مع الاتحاف ج ۴ ص ۴۷۶. هذا كله من شرح المهذب كما نقل السيوطي عبارته في الاتقان ج ۱ ص في آداب التلاوة.

اور تدبر کی حالت اختیار کرے یہی تلاوت میں مقصود اور مطلوب ہے اس سے سینے کھلتے ہیں اور دل منور ہوتے ہیں اور اس کے دلائل شمار سے زیادہ ہیں سلف صالحین کی ایک جماعت ایسی گزری ہے جو رات پھر ایک آیت کی تلاوت میں گزار دیتی تھی اور اس کے تدبر میں پوری رات ختم ہو جاتی تھی اور ایک ہی آیت پر بہت سارے اکابر کی چیخیں نکل جاتیں اور بہت سے حضرات ایک آیت کی تلاوت سے فوت بھی ہوئے۔

تلاوت کے وقت رونا بھی مستحب ہے اور اگر رونا نہ آئے تو رونے کی شکل بنالی جائے تلاوت کے وقت رونا عارفین کی صفت ہے اور اللہ کے نیک بندوں کا شعار ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ "وَيَخِرُّوْنَ لِلْأَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا"

(ترجمہ) اور ٹھوڑیوں کے بل روتے ہوئے گرتے ہیں اور یہ قرآن ان کے خشوع کو اور بڑھا دیتا ہے۔

دل کی دوا پانچ چیزیں ہیں

صاحب کرامات اور صاحب معارف و مواهب و لطائف حضرت سیدنا ابراہیم الخواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں دل کی دوا پانچ چیزیں ہیں۔ (۱) قرآن پاک کو تدبر سے پڑھنا۔ (۲) پیٹ کو خالی رکھنا۔ (۳) رات کو عبادت میں گزارنا۔ (۴) اور سحری کے وقت منت اور لجاجت کے ساتھ آہ وزاری کرنا۔ (۵) اور صالحین کی صحبت میں بیٹھنا۔ (۱۵)

(۱۵) (الارشاد و التطريز فی فضل ذکر الله وتلاوة كتابه العزيز ' صفحه ۱۸۵)

اور بعض اکابر کا ارشاد ہے کہ جب دل پاک ہوتا ہے تو وہ تلاوت قرآن سے سیر نہیں ہوتا (۱۶)

قرآن پاک کی تلاوت میں اس کو کھول کر پڑھنا یاد سے پڑھنے سے افضل ہے

قرآن پاک کی تلاوت میں اس کو کھول کر پڑھنا یاد سے پڑھنے سے افضل ہے۔ ایسا ہی ہمارے اکابر سلف صالحین کا ارشاد ہے۔ لیکن یہ حکم عام نہیں ہے بلکہ اگر قاری کو حفظ سے پڑھنے میں تدبر تفکر اور دل کی جمعیت اور نگاہ کا تحفظ ملتا ہو تو یہ قرآن پاک کھول کر پڑھنے سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ اور اگر دونوں صورتیں برابر ہیں تو قرآن پاک کھول کر پڑھنا افضل ہے۔

تلاوت کے پسندیدہ اوقات

قرآن کریم کی تلاوت کے پسندیدہ اوقات میں سب سے افضل یہ ہے کہ آدمی قرآن پاک کو نماز میں قیام کی حالت میں پڑھے یہی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے اور یہی امام شافعیؒ کا اور دیگر علماء کا مذہب ہے کہ نماز میں قراءت کے ساتھ قیام کو طویل کیا جائے یہ افضل ہے اس سے کہ سجدے لمبے کئے جائیں اسی طرح سے قرآن پاک کو نماز سے باہر پڑھنا رات کے وقت زیادہ افضل ہے۔ اور نصف اخیر میں تو رات کے اول حصے کے مقابلہ میں پڑھنا زیادہ افضل ہے اور مغرب اور عشاء کے درمیان تلاوت قرآن اکابر کو محبوب رہی ہے اور دن میں قرآن کریم کی قراءت

(۱۶) (الارشاد و التطريز فی فضل ذكر الله وتلاوة كتابه العزيز صفحه ۱۸۵)

کرنے کے لئے سب سے افضل وقت صبح کی نماز کے بعد کا ہے اور دیگر اوقات میں کسی وقت میں بھی قرآن پاک کا پڑھنا مکروہ نہیں ہے۔ حتیٰ کہ ان اوقات میں بھی جن میں نماز پڑھنا مکروہ ہے اس میں بھی تلاوت کرنا مکروہ نہیں ہے۔ اور جو بات ابن ابی داود رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت معاذ بن رفاعۃؓ اور ان کے مشائخ سے نقل کی ہے کہ وہ عصر کے بعد تلاوت قرآن کو ناپسند کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہودیوں کا طرز ہے تو یہ بات مقبول نہیں ہے۔ کیونکہ اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔

قرآن پاک کی تلاوت کے لئے جمعہ سوموار خمیس اور نو ذی الحج کے دنوں کو زیادہ پسند کیا گیا ہے اور جو دس دن تلاوت قرآن پاک کے زیادہ اہم ہیں ان میں سے ذی الحجہ کے پہلے دس دن اور رمضان شریف کے آخری دس دن زیادہ پسندیدہ ہیں اور مہینوں میں تلاوت قرآن کے اعتبار سے رمضان المبارک کا مہینہ سب سے پسندیدہ ہے۔ (۱۷)

اگر تلاوت قرآن مقررہ وقت سے رہ جائے تو

مسلم شریف میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من نام عن حزبه من الليل او عن شيء منه، فقرأه ما بين صلاة الفجر وصلاة الظهر كتب له كانما قرأه من الليل.

(ترجمہ) جو شخص رات میں اپنے وظیفہ یا اپنے کسی نیک کام کے کرنے سے رہ گیا ہو تو اس کو فجر اور ظہر کی نمازوں کے درمیان میں پڑھ لے تو اس کیلئے وہی ثواب لکھا جائے گا جیسا کہ اس نے رات کے وقت اس نے تلاوت کیا ہو۔

---

(۱۷)(الاذکار)

مستحبات تلاوت

تلاوت کرنے والے کے لئے مستحب ہے کہ وہ شروع سورت سے اور شروع کلام الٰہی سے اور شروع مضمون سے آغاز کرے جو مضمون مربوط ہو۔ اور جب کہیں وقف کرے تو ربط اور جوڑ پر وقف کرے (جہاں بات ختم ہو رہی ہو) کسی وقف پر، کہیں جز پر، کہیں دسویں حصہ پر اپنی تلاوت کو نہ چھوڑے۔

کیونکہ بہت سے مقامات پر یہ وقف جز ءاحزاب اوراعشار وسط کلام میں لگے ہوتے ہیں۔ آگے پیچھے کلام مربوط چل رہا ہوتا ہے۔اس کے لئے لوگوں کی دیکھا دیکھی پر نہ جائے کیونکہ بہت سے لوگ اس طرح کرتے ہیں جوآداب کا خیال نہیں رکھتےِ اس کے لئے حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ جو اکابر اولیاء کرام میں سے گزرے ہیں ان کا ارشاد پلے باندھنا چاہئے فرماتے ہیں۔ ہدایت کے راستوں سے آدمی کی طبیعت اس لئے وحشت نہ کھائے کہ اس پرعمل کرنے والے لوگ کم ہیں اور نہ ہی کثرت سے ضائع ہونے والوں کےعمل سے دھوکا کھائے۔

اس لئے علماء کا ارشاد ہے۔ چھوٹی سورت کامکمل پڑھنا بڑی سورت کے کچھ حصے کے پڑھنے سے افضل ہے۔ کیونکہ اکثر لوگوں پر ربط مضامین کامخفی رہتا ہے۔

(فائدہ) اس لئے تلاوت کرنے والے کو چاہئے کہ وہ پوری سورت پڑھنے کی کوشش کرے بعض سورتیں اگر بڑی ہیں تو اس میں اگر مضامین کا علم ہو تو اس کے حساب سے وقف کرے اور اگر یہ بھی نہ آسکے، تو رکوع کا نشان جہاں آتا ہے وہاں پر یا سپارے کے اخیر میں اپنی تلاوت کو ختم کرے اور ایسے ہی مواقع سے شروع کرے۔اس میں ادب قرآن کا زیادہ لحاظ ہے۔

اونچی آواز میں تلاوت

اونچی آواز میں تلاوت کی بہت ساری روایات آئی ہیں اور آہستہ پڑھنے کی روایات بھی مروی ہیں علماء کرام نے ان دونوں کے درمیان یہ تطبیق ارشاد فرمائی ہے کہ آہستہ پڑھنا ریاکاری سے بچاتا ہے اور یہ اس شخص کے حق میں افضل ہے جو ریاکاری میں مبتلا ہونے سے خائف ہو۔ اور جس کو ریا کا خوف نہ ہو تو اس کے لئے اونچی آواز میں پڑھنا افضل ہے بشرطیکہ دوسرے نمازی یا سونے والے کو یا کسی کو اذیت نہ پہنچے۔

اور اونچا پڑھنے کی دلیل یہ ہے کہ اس میں تلاوت کا عمل بڑا ہوتا ہے کیونکہ اس سے دوسرے کو بھی نفع ہوتا ہے اور پڑھنے والے کا دل بھی بیدار ہوتا ہے اور اس کا خیال بھی فکر میں جما رہتا ہے اور اس کے کان بھی تلاوت قرآن کی طرف مشغول ہو جاتے ہیں اور نیند بھی دور رہتی ہے۔ اور طبیعت میں نشاط بھی بڑھ جاتی ہے اور جو آدمی سونے والا ہے یا غافل ہے اس کو بھی یہ بیدار کر دیتی ہے۔ جب اس طرح کی نیتیں آدمی اپنے ذہن میں رکھ لے اور پھر اونچی آواز سے تلاوت کرے تو پھر اونچی آواز سے پڑھنا افضل ہے۔

قرآن کو گانے، نوحہ اور یہود و نصاریٰ کے انداز میں پڑھنے کی ممانعت

(حدیث نمبر ۱۲۷) حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

إقرء وا القرآن بلحون العرب وأصواتها. وإيّاكم وأهل الكتابين وأهل الفسق، وأنه سيجيء بعدي قوم يرجّعون بالقرآن ترجيع الغناء والرهبانية والنوح، لايجاوز حناجرهم، مفتونة قلوبهم وقلوب من يعجبهم شأنهم. (۱۸)

(ترجمہ) قرآن کریم کو عرب کے لہجوں اور ان کی آواز سے تلاوت کرو اور اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) اور اہل فسق (نافرمانوں) کے لہجوں اور آوازوں میں پڑھنے سے پرہیز کرو بے شک میرے بعد ایک قوم آئے گی جو قرآن کو راگ، نوحہ اور رہبانیت کے لہجوں میں پڑھے گی ان کا حال یہ ہوگا کہ قرآن ان کے حلقوں سے نہیں اترے گا۔ پڑھنے والوں کے دل، اور ان لوگوں کے دل جن کو ان کے پڑھنے کا طریقہ اچھا لگے گا فتنے میں پڑے ہوئے ہوں گے۔

(فائدہ) اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کو موسیقی اور گانے کے طرز پر پڑھنا منع ہے۔ اسی طرح یہود و نصاریٰ اور رونے پیٹنے والوں اور گانے والوں کے انداز میں بھی پڑھنا منع ہے۔

حفظ و قراءت کے ساتھ دین کے علم و فہم کی ضرورت

(حدیث نمبر ۱۲۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

سَيأتي عَلى أمّتي زمان يكثر فيه القرّاء، ويقلّ الفقهاء،

(۱۸) رواه الطبراني في الأوسط والبيهقي في شعبه (جامع الشمل في حديث خاتم الرسل للعلامة محمد بن يوسف بن عيسى أطفيش المغربي ج ۱ ص ۱۳۷. الإتقان. المشكوة ص ۱۹۱.

وَيُقبَضُ العِلمُ، وَيكثُرُ الهرَجُ، ثُمّ ياتِى بعدَ ذٰلك زَمَان يقرأ القُرآنَ رِجَال مِن أمّتِى لايُجاوِزُ تراقِيهم، ثُمّ ياتِى بَعدَ ذٰلك زَمَان يُجَادِلُ المُشرِكُ باللهِ المُومِنَ فِى مِثلِ مَا يقُولُ. (۱۹)

(ترجمہ) عنقریب میری امت پر ایک زمانہ آئے گا جس میں قاریوں کی کثرت ہوگی اور فقہاء (۲۰) کی قلت ہوگی۔ اور علم اٹھا لیا جائے گا اور ہرج (فتنہ فساد) بڑھ جائے گا۔ پھر اس کے بعد ایک زمانہ آئے گا جس میں میری امت کے لوگ قرآن پڑھیں گے ان کے حلقوں سے قرآن نہیں اترے گا (۲۱) پھر اس کے بعد ایک زمانہ آئے گا جس میں خدا کے ساتھ شریک ٹھہرانے والا مومن سے (عقائد و اعمال اور توحید کے باب میں) جھگڑا کرے گا۔

قرآن کریم کو حفظ کے بعد بھلانا کبیرہ گناہ ہے

(حدیث نمبر ۱۲۹) حضرت انس رضی اللہ عنہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مبارک نقل فرماتے ہیں۔

عُرِضَت عَلَیَّ أجُورُ أمّتِى حَتّی القَذَاةَ يُخرِجُهَا الرّجُلُ مِنَ المَسجِدِ. وَعُرِضَت عَلَیَّ ذُنُوبُ أمّتِى فَلَم أرَ ذَنبًا أعظَمَ مِن سُورَةٍ مِنَ القُرآن أو آيَةٍ أوتِيهَا رَجُل ثُمّ نَسِيهَا. (۲۲)

(ترجمہ) میرے سامنے میری امت کے اعمال پیش کئے گئے حتی کہ

---

(۱۹) رواه الطبرانی فی الأوسط والحاکم فی المستدرک (جامع الشمل ج۱ ص ۱۵۲).

(۲۰) اور فقہاء سے اخلاص اور فہم اور تفسیر کے ساتھ پڑھنے والے مراد ہوں گے۔

(۲۱) یہاں قراء سے ایسے پڑھنے والے مراد ہوں گے جو ریا کار ہوں۔

(۲۲) الجامع الصغیر للسیوطی مع المناوی ج۴ ص ۳۱۳. کنز العمال ج۱ ص ۶۱۵ عن أبی داود والترمذی ۲ ص ۱۱۹.

جس کوڑے کرکٹ کو انسان مسجد سے نکالتا ہے، (وہ بھی پیش کیا گیا) اور میرے سامنے میری امت کے گناہ بھی پیش کئے گئے، پس میں نے قرآن مجید کی کوئی سورت یا آیت جو کسی انسان نے یاد کر کے بھلا دی اس سے بڑا گناہ نہیں دیکھا۔

(فائدہ) قرآن کا یا اس کے کسی حصہ کا بھلانا بڑا گناہ اس لئے ہے کہ یہ قرآن سے لاپرواہی یا سستی (یا بےقدری یا کثرت سے تلاوت نہ کرنے) سے ہوتا ہے پس اللہ تعالیٰ کے نزدیک انسان کا یہ گناہ قرآن سے اعراض کے سبب سے ہے۔ علامہ قرطبی فرماتے ہیں، جس نے قرآن پاک کو یا اس کے کسی حصہ کو حفظ کیا تھا اس سے اس کا مرتبہ بلند ہو گیا تھا پس جب اس نے سستی یا کسی دوسری وجہ سے یاد نہ رکھا تو وہ بلند مرتبہ سے خالی ہو گیا (گر گیا) پس مناسب ہوا کہ اس پر خدا کا عتاب ہو اور اس لئے بھی کہ بھلانا جہل ہے اور علم کے بعد جہل کی طرف رجوع گناہ ہے۔ مناوی کہتے ہیں کہ اس حدیث سے پورے قرآن یا اس کے بعض کو بھلانا کبیرہ گناہ معلوم ہوتا ہے اور اس بات کے معارض ومخالف (رفع عن امتیؔ الخطاء و النسیان) والی حدیث نہیں بن سکتی کیونکہ یہاں گناہ سے مراد وہ گناہ ہے جو جان کر قرآن حفظ رکھنے میں لاپرواہی برتی گئی ہو۔ (تو یہ نسیان نہ ہوا جس کے عفو کا وعدہ ہے ہاں اگر جان کر نہیں بلکہ کوشش کے باوجود یاد نہ رہا تو گناہ نہیں)۔

قرآن بھلانے والا مجذوم ہوگا

(حدیث نمبر ۱۳۰) حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا۔

مَا مِنْ أَحَدٍ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ ثُمَّ نَسِيَ إِلَّا لَقِيَ اللهَ

يوم القيامة أجذم. (۲۳)

(ترجمہ) نہیں کوئی آدمی جو قرآن یاد کرتا ہے پھر بھلا دیتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کو اس حالت میں ملے گا کہ مقطوع الید ہوگا۔

(فائدہ) اجذم کا معنی مقطوع الید (ہاتھ کٹا) آتا ہے اور قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کے معنی یہ بھی آتے ہیں کہ اس کے دونوں ہاتھ جھڑے ہوئے ہوں گے۔ اور بعض اس کا معنی ''کوڑھی'' کرتے ہیں اور جذام اسی سے ہے۔ چونکہ قرآن مجید کو حفظ کرنے کے بعد بھلا دینا بہت بڑا گناہ ہے اس لئے جب یہ قبر سے اٹھے گا تو حساب ہونے سے قبل ہی اس عذاب میں مبتلا ہوگا اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی پناہ میں رکھے آج کے وہ حفاظ جو اس مرض کا شکار ہیں ان وعیدوں کا خاص خیال رکھیں ورنہ جو اعزازات ان کے لئے احادیث میں وارد ہوئے ہیں وہ بھی چھین لئے جائیں گے اور الٹا عذاب میں بھی مبتلا ہونا پڑے گا۔

بدعمل حافظ کا انجام

(حدیث نمبر ۱۳۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد فرماتے ہیں۔

مَن قَرأ القُرآنَ وَعَرفَ تأويله ومَعَانِيهِ وَلَم يَعمَل بِه تبَوَّأ مَضجعَهُ مِنَ النَّارِ. (۲۴)

(ترجمہ) جس نے قرآن پڑھایا حفظ کیا اور اس کی تفسیر اور معانی کا

---

(۲۳) أخرجه مسلم والدارمي والطبراني في الكبير والبيهقي في شعب الايمان كذا عزاه السيوطي إليهم (كنز العمال ج ۱ ص ۶۱۵) وابو داود ج ۱ ص ۲۰۷ بلفظه.

(۲۴) رواه ابو نعيم في الحلية (كنز العمال ج ۱ ص ۵۴۵).

عالم ہو گیا پھر اس پر عمل نہ کیا تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔
(فائدہ) قرآن کریم کی تفسیر اور معانی کا جتنا علم ہو خواہ کسی سے سن کر ہو یا پڑھ کر یا خود عالم یا مفسر ہو اس کے لئے قرآن پر عمل کرنا فرض ہے۔ یہ عذر کہ ہم عالم نہ تھے۔ ترجمہ اور تفسیر نہیں جانتے تھے قیامت میں مقبول نہ ہوگا۔ اس لئے کہ بقدر ضرورت علم حاصل کرنا ہر شخص پر فرض ہے۔

قرآن کے سامنے عامل اور غیر عامل قرآن کی پیشی

(حدیث نمبر ۱۳۲) حضرت عمرو بن شعیب اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے حضور ﷺ کا یہ ارشاد بیان کرتے ہیں۔

يُوتى بِرَجُلٍ يومَ القِيامَةِ وَيُمثَّلُ لَهُ القُرآن قَد كَانَ يُضيعُ فَرائِضَهُ وَيَتَعَدّى حُدُودَهُ وَيُخالِفُ طَاعَتَهُ وَيَركَبُ مَعَاصِيهِ فَيَقُولُ: أى رَبِّ! حَمَلتَ آيَاتِي بِئسَ حَامِلٍ تَعَدّى حُدُودِي وَضَيّعَ فَرائِضِي وَتَرَكَ طَاعَتِي وَرَكِبَ مَعْصِيَتِيْ فَما يَزَالُ عَلَيهِ بالحجج حتّى يُقَالَ: فَشأنكَ بِهِ. فَيأخذ بيَدِهِ فَمَا يُفارِقُهُ حَتّى يَكُبّهُ على مِنخَرِهِ فِي النّار- وَيُوتى بِالرّجلِ قَدكَانَ يَحفظُ حُدُودَه ويَعمَلُ بفرائضِهِ وَيَعملُ لِطَاعَتِهِ وَيَجتَنِبُ مَعصِيَتَه فَيَصير خَصما دُونَهُ فَيَقُولُ: اى رَبِّ! حَملتَ آيَاتِي خَيرَ حَامِلٍ اتقَى حُدُودِي وَعَمل بفرائضى واتّبَعَ طَاعَتى وَاجتَنَبَ مَعصِيَتِي فَلا يَزالُ لَهُ بالحُجج حَتّى يُقَالَ: فَشانكَ بِه فَيأخُذ بيَدِهِ فَما يَزالُ بِهِ حَتّى يَكسُوهُ حُلَةَ الإستبرَقِ وَيَضعُ عَلَيهِ تَاجَ المَلِكِ وَيَسقِيه بكَأسِ المَلكِ. (۲۵)

(۲۵) رواه البزار (مجمع الزوائد ج۷ ص ۱۶۱) وقال السيوطي: رواه ابن أبي شيبة وابن الضريس (كنز العمال ج ۱ ص ۵۴۶ واللفظ له).

(ترجمہ) (حافظ) آدمی کو قیامت میں حاضر کیا جائے گا اور اس کے لئے قرآن کو جسم مثالی عطا کیا جائے گا جس نے قرآن کے فرائض کو ضائع کیا ہوگا، اس کی حدود پھلانگی ہوں گی، اس کی فرمانبرداری کی جگہ مخالفت کی ہوگی، اور اس کی مخالفت پر سوار رہا ہوگا پس (قرآن) کہے گا اے رب آپ نے میری آیات کو برے حافظ کے سپرد کیا جس نے میری حدود پھلانگی میرے فرائض کو ضائع کیا میری فرمانبرداری چھوڑی میری معصیت پر سوار رہا پس (قرآن) اس (آدمی) کے خلاف دلائل قائم کرتا رہے گا۔ حتی کہ اس (قرآن پاک) کو کہا جائے گا تجھے اس کے متعلق اختیار ہے پس وہ اس کو ہاتھ سے پکڑ لے گا اور نہیں چھوڑے گا حتی کہ اس کو منہ کے بل دوزخ میں پھینک دے گا۔

اور ایک دوسرے آدمی کو لایا جائے گا جس نے قرآن کی حدود (احکام) کی حفاظت کی ہوگی اس کے فرائض پر عمل کیا ہوگا، اس کی اطاعت کی ہوگی اور اس کی معصیت سے کنارہ کشی اختیار کی ہوگی پس وہ اس کے ساتھ دوسرے انداز میں پیش آئے گا پس کہے گا اے رب! آپ نے میری آیات کو اچھے اٹھانے والے کے سپرد کیا اس نے میری حدود کی حفاظت کی میرے فرائض پر عمل کیا میری فرمانبرداری کی اتباع کی اور میری نافرمانی سے بچتا رہا پس وہ (قرآن) اس کے حق میں دلائل قائم کرتا رہے گا حتی کہ اس کو کہا جائے گا تجھے اس کے متعلق اختیار ہے پس وہ اس کے ہاتھ سے پکڑ لے گا اور نہیں چھوڑے گا حتی کہ اس کو استبرق کی پوشاک پہنائے گا، اس کے سر پر شاہی تاج رکھے گا، اور شاہی پیالے میں پانی پلائے گا۔

(فائدہ) آج کل کے حفاظ کی اکثریت ان امراض مذکورہ کی شکار ہے نماز کے تارک ہیں منکرات اور فواحش سے بھی پرہیز نہیں کرتے پورا سال

قرآن کریم کو چھوتے تک نہیں جب رمضان شریف کا مہینہ آیا انہوں نے رسمی طور سے یا کسی مجبوری یا رقم وغیرہ کمانے کی خاطر قرآن یاد کرنا شروع کردیا اگر ڈاڑھی منڈاتے تھے تو وہ بھی چند دن کے لئے رکھ لی جب رمضان ختم ہوا پھر وہی کام شروع کردئے اور بہت سے تو حفظ کے بعد دوبارہ اس طرف متوجہ تک نہیں ہوتے اور قرآن کریم کو بالکل بھلا دیتے ہیں جو کہ بہت بڑا گناہ ہے اور اس کے متعلق وعیدیں گذر چکی ہیں پھر اس پر دعویٰ یہ کہ ہم حفاظ، مقربین بارگاہ خداوندی اور بڑے مرتبے والے ہیں وہ انجام بد سے عبرت حاصل کریں اور ہوش کے ناخن لیں، موت کے بعد پچھتانے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

بدعمل قراء کا عذاب

(حدیث نمبر ۱۳۳) یُوْتٰی بِعَصَابَةٍ مِنْ اُمَّتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَهُمُ الْقُرَّاءُ - فَیُقَالُ لَهُمْ مَنْ کُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ؟ قَالُوْا اِیَّاکَ رَبَّنَا- قَالَ فَمَنْ کُنْتُمْ تَسْاَلُوْنَ؟ قَالُوْا اِیَّاکَ رَبَّنَا- قَالَ فَمَنْ کُنْتُمْ تَسْتَغْفِرُوْنَ؟ قَالُوْا اِیَّاکَ رَبَّنَا-فَیَقُوْلُ کَذَبْتُمْ عَبَدْتُمُوْنِیْ بِالضَّلَالَةِ وَاسْتَغْفَرْتُمُوْنِیْ بِالْاَلْسِنَةِ، وَفَرَرْتُمْ مِنِّیْ بِالْقُلُوْبِ- فَیُنْظَمُوْنَ فِیْ سِلْسِلَةٍ ثُمَّ یُطَافُ بِهِمْ عَلٰی رُؤُوْسِ الْخَلَائِقِ فَیُقَالُ هٰؤُلَاءِ مِنْ قُرَّاءِ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم. (۲۶)

(ترجمہ) قیامت کے دن میری امت کے قراء کی ایک جماعت کو پیش کیا جائے گا اور انہیں کہا جائے گا تم کس کی عبادت کرتے تھے؟ تو وہ کہیں

(۲۶) (کنز العمال ج ۱۰ ص ۲۷۲) و (زهر الفردوس ۴/۲۱۸) – مسند الفردوس ۸۷۴۸).

گے اے ہمارے رب آپ کی اللہ تعالیٰ پوچھیں گے تم کس سے (اپنی ضرورتیں) مانگتے تھے؟ تو کہیں گے اے ہمارے رب آپ سے۔

(پھر) اللہ تعالیٰ پوچھیں گے کہ تم کس سے مغفرت طلب کرتے تھے تو کہیں گے اے ہمارے رب آپ سے۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تم جھوٹ بولتے ہو تم نے میری عبادت نافرمانی سے کی تھی اور تم نے مجھ سے زبان سے استغفار کیا لیکن تم دلوں سے دور بھاگتے تھے۔ پھر انہیں زنجیروں میں جکڑ دیا جائے گا اور تمام مخلوقات کے سامنے پھرایا جائے گا اور کہا جائے گا۔ یہ محمد ﷺ کی امت کے قاری حضرات ہیں۔

(فائدہ) مطلب یہ ہے کہ مقتضائے قرآن پر عمل کیا جائے اور اپنی ضرورتیں دل و جان سے خدا ہی سے مانگی جائیں۔ ورنہ حفظ قرآن جتنا بڑا اعزاز ہے اس کی بے قدری پر اتنی ہی بڑی رسوائی ہے۔

(حدیث نمبر ۱۳۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔

یُدْخَلُ فَسَقَةُ حَمَلَةِ الْقُرْآنِ النَّارَ قَبْلَ عَبَدَةِ الْاَوْثَانِ بِاَلْفَیْ عَامٍ.(۲۷)

(ترجمہ) فاسق حفاظ قرآن بت پرستوں سے دو ہزار سال قبل جہنم میں داخل کئے جائیں گے۔

قرآن مجید کا احترام

(حدیث نمبر ۱۳۵) حضرت عمر بن عبد العزیزؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ قرآن کریم کے پاس سے گزرے جو زمین پر رکھا ہوا تھا تو آپ

نے ارشاد فرمایا۔

لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ فَعَلَ هٰذَا لَاتَضَعُوا كِتَابَ اللّٰهِ إِلَّا مَوضِعَهُ. (۲۸)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ لعنت کرتے ہیں جس نے یہ کام کیا ہے اللہ تعالیٰ کی کتاب کو اس کے شایان شان جگہ پر رکھو۔

فضائل حفظ کے حاصل کرنے کیلئے اخلاص نیت شرط ہے

(حدیث نمبر ۱۳۶) حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ

إِنَّمَا الأعمالُ بالنِّيَاتِ .وَلِكُلِّ امرئٍ مَانوى. فَمَن كَانَت هِجرَتُهُ إِلَى اللّٰهِ وَإِلٰى رَسُولِه، فَهِجرَتُهُ إِلَى اللّٰهِ وَإِلَى رَسُولِه. وَمَن كَانَت هِجرَتُهُ لِدُنيا يُصِيبُهَا، أوِ امرأةٍ يَتزَوّجُها، فَهِجرَتُهُ إلٰى مَاهَا جَرَإِلَيهِ. (۲۹)

(ترجمہ) سب انسانی اعمال کا دارومدار بس نیتوں پر ہے، اور آدمی کو اس کی نیت ہی کے مطابق پھل ملتا ہے، تو جس شخص نے اللہ اور رسول کی طرف ہجرت کی (اور خدا ورسول کی رضا جوئی واطاعت کے سوا اس کی ہجرت کا اور

---

(۲۸) أخرجه الحكيم الترمذی فی نوادر الأصول (كنز العمال ج ۱ ص ۲۲۱).

(۲۹) رواه البخاری: ک ۱ باب ۱ و ۴۱؛ ک ۹ ۳ ب ۶؛ ک ۶۳ ب ۴۵؛ ک ۶۷ ب ۵؛ ک ۸۳ باب ۲۳؛ ک ۸۹ فاتحته؛ ک ۹ ب ۱ – مسلم: ک ۳۳ حديث ۱۵۵ – وأبوداود: ک ۱۳ ب. ۱ – والترمذی: ک. ۲ ب ۱۶ – والنسائی: ک ۱ ب ۵۹ قابل ماقبلها بما بعدها؛ ک ۲۵ ب ۲۳: ک ۲۷ باب ۲۴؛ ک ۳۵ ب ۱۹ – وابن ماجة: ک ۳۷ ب ۲۶ ص ۱۴۱۳ ج ۲ واللفظ له – والدارمی: ک ۱۶ ب ۲۳ – ۳ – واحمد ج ۱ ص ۲۵ و ۴۳ قابل ماقبلها بما بعدها؛ ج ۲ ص ۳۲۱، ۳۷۳ و ۳۸۰ قابل ما قبلها بما بعدها، ج ۵ ص ۱۳۴ و ۱۸۳ و ۱۵ ! ۳ و ۳۲۰ و ۳۲۹ و ۴۴۶ قابل ما قبلها بما بعدها ج ۶ ص ۷۲.

کوئی باعث نہ تھا) تو اس کی ہجرت درحقیقت اللہ ورسول ہی کی طرف ہوگی (اور بے شک وہ اللہ و رسول کا سچا مہاجر ہے اور اس کو اس ہجرت الی اللہ و الرسول کا مقرر اجر ملے گا) اور جو کسی دنیاوی غرض کے لئے یا کسی عورت سے نکاح کرنے کی خاطر مہاجر بنا، تو (اس کی ہجرت اللہ و رسول کے لئے نہ ہوگی، بلکہ) فی الواقع جس دوسری غرض اور نیت سے اس نے ہجرت اختیار کیا ہے عند اللہ بس اس کی طرف اس کی ہجرت مانی جائے گی۔

(فائدہ) حدیث کا اصل منشاء امت پر اس حقیقت کو واضح کرنا ہے کہ تمام اعمال کے صلاح وفساد اور مقبولیت و مردودیت کا مدار نیت پر ہے یعنی عمل صالح وہی ہوگا اور اسی کی اللہ کے یہاں قدر و قیمت ہوگی جو صالح نیت سے کیا گیا ہو۔ اور جو "عمل صالح" کسی بری غرض اور فاسد نیت سے کیا گیا ہو صالح اور مقبول نہ ہوگا بلکہ نیت کے مطابق فاسد اور مردود ہوگا اگرچہ ظاہری نظر میں "صالح" ہی معلوم ہو۔

حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عمل صالح کے ساتھ نیت کا اور ظاہر کے ساتھ باطن کا بھی دیکھنے والا ہے۔ اس کے یہاں عمل کی قدر و قیمت نیت کے حساب سے لگائی جائے گی۔ (۳۰)

(حدیث نمبر ۱۳۷) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

يُحشَرُ النَّاسُ عَلٰى نِيَّاتِهِم. (۳۱)

(ترجمہ) لوگوں کو ان کی نیتوں کے مطابق (قبروں سے) اٹھایا جائے گا

(فائدہ) یعنی قیامت کے روز جب لوگ اٹھیں گے تو انہی نیتوں پر ان کو قبروں سے اٹھایا جائے گا جن نیتوں پر ان پر موت وارد ہوئی تھی اگر کوئی

(۳۰) معارف الحدیث ج ۱ ص ۵۳۔
(۳۱) أخرجه ابن ماجة ج ۲ ص ۱۴۱۴ و أحمد ج ۲ ص ۳۹۲.

کفر کی نیت پر مرا تو وہ قیامت میں کافر قرار دیا جائے گا اور اگر کوئی حالت ایمان میں مرا اس کو مسلمان قرار دیا جائے گا۔

ایک حدیث میں وارد ہوا ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے تین شخصوں کے متعلق عدالت الہیہ سے جہنم کا فیصلہ سنایا جائے گا۔ سب سے پہلے ایسے شخص کی پیشی ہوگی جو جہاد میں شہید ہوا ہوگا، وہ جب حاضر عدالت ہوگا تو اللہ تعالیٰ پہلے اس کو اپنی نعمتیں جتائے گا اور یاد دلائے گا۔ وہ سب اس کو یاد آجائیں گی، پھر اس سے فرمایا جائے گا بتا! تو نے ان نعمتوں کا کیا حق ادا کیا؟ اور کیا عمل کئے؟ وہ عرض کرے گا خداوندا! میں نے تیری راہ میں جہاد کیا اور تیری رضا طلبی میں جان عزیز تک قربان کر دی، حق تعالیٰ فرمائے گا تو جھوٹ بولتا ہے تو نے تو صرف اس لئے جہاد کیا تھا کہ تو بہادر مشہور ہو، تو تیری بہادری کا چرچا ہو چکا، پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کو اوندھے منہ جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

اسی طرح ''عالم دین'' اور ''عالم قرآن'' حاضر عدالت کیا جائے گا اور اس سے بھی اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ تو نے کیا اعمال کئے؟ وہ کہے گا میں نے تیرے دین اور تیری کتاب کا علم پڑھا اور پڑھایا، اور یہ سب تیری رضا کے لئے کیا۔ حق تعالیٰ فرمائے گا تو جھوٹا ہے، تو نے عالم قاری اور مولانا کہلانے کے لئے یہ سب کچھ کیا تھا۔ پھر بحکم خداوندی اس کو بھی دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ پھر اس کے بعد ایک شخص پیش ہوگا جس کو اللہ تعالیٰ نے بہت کچھ مال و دولت دیا ہوگا، اس سے بھی سوال کیا جائے گا کہ تو نے کیا کیا؟ وہ عرض کرے گا کہ خداوندا! میں نے خیر کا کوئی شعبہ ایسا نہیں چھوڑا جس میں تیری رضا جوئی کے لئے اپنا مال نہ خرچ کیا ہو۔ حق تعالیٰ فرمائے گا تو جھوٹا ہے تو نے تو صرف اس لئے مال خرچ کیا تھا کہ دنیا تجھ کو سخی کہے تو دنیا میں تیری

سخاوت کا خوب چرچا ہو چکا اس کو بھی اوندھے منہ جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔۔۔۔(رواہ مسلم)۔

(تنبیہ) مذکورہ تینوں احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اعمال صالحہ کی مقبولیت کا مدار صالح نیتوں پر ہے جس کی نیت خالص ہوگی اس کا عمل صالح اور مقبول ہوگا جس کی نیت فاسد ہوگی ریا اور ناموری مقصود ہوگی تو نہ صرف یہ کہ اس کا عمل مردود ہوگا بلکہ جہنم کی آگ میں ڈال دیا جائے گا لہذا وہ حضرات جو چار دن کی خوشیوں کے لئے اپنے صالح اعمال کو برباد کر بیٹھتے ہیں ان کو یہ ضرور سوچنا چاہئے کہ اس نام ونمود کے بعد آخرت میں ہمارے پلے کیا رہے گا صرف حسرت اور عذاب ہی تو نہیں ملے گا۔

حفظ قرآن اور اس کے فضائل ومناقب جو بھی اس رسالہ میں ذکر کئے جارہے ہیں سب کا حصول خلوص نیت سے ہونا چاہئے کوئی فاسد غرض وابستہ نہیں رکھنی چاہئے اس لئے ضروری ہے کہ حفظ قرآن کے ساتھ اس کی نیت رضائے خداوندی ہو اور اس کا خوب اہتمام ہو اگر کبھی ریا کا شیطانی وسوسہ دل میں آبھی جائے تو فوراً توبہ کرلینی ضروری ہے، دنیا کی فانی لذت میں دل نہیں اٹکانا چاہئے بلکہ ہر دم آخرت کے انعامات کی طرف متوجہ رہنا چاہئے اور حفظ قرآن کے فضائل اللہ تعالیٰ سے مانگتے رہنا چاہئے۔

حقوق قرآن کی جامع حدیث

(حدیث نمبر ۱۳۸) حضرت عبیدہ ملیکی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

يَا أَهْلَ الْقُرْآنِ لَاتَتَوَسَّدُوا الْقُرْآنَ وَاتْلُوهُ حَقَّ تِلَاوَتِهِ مِن

. آناءَ اللَّيل وَالنَّهارِ وافشوهُ وَتغنوهُ وَتدبّروا فِيهِ لَعَلّكُم تُفلِحُونَ وَلا تَعجَلُوا ثَوَابَهُ فَإنّ لَه ثَوَابًا. (۳۲)

(ترجمہ) اے قرآن والو! قرآن کو اپنا تکیہ اور سہارا نہ بنالو، بلکہ دن اور رات کے اوقات میں اس کی تلاوت کیا کرو، جیسا کہ اس کا حق ہے۔ اور اس کو پھیلاؤ، اور اس کو دلچسپی سے اور مزہ لے لے کر پڑھا کرو، اور اس میں تدبر کرو، امید رکھو کہ تم اس سے فلاح پا جاؤ گے، اور اس کا عاجل معاوضہ لینے کی فکر نہ کرو، اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا عظیم ثواب اور معاوضہ (اپنے وقت پر) ملنے والا ہے۔

(فائدہ) حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے اپنے جن بندوں کو قرآن کی دولت نصیب فرمائی ہے وہ اسی پر تکیہ کر کے نہ بیٹھ جائیں کہ ہمارے پاس قرآن ہے اور ہم قرآن والے ہیں، بلکہ انہیں چاہئے کہ قرآن مجید کے حقوق ادا کریں، رات اور دن کے اوقات میں اس کے حق کے مطابق اس کی تلاوت کیا کریں۔ اس کو اور اس کے پیغام ہدایت کو دوسروں تک پہنچائیں، اس کو مزہ لے لے کر پڑھیں، اس کے احکام، اس کی ہدایت، اس کی حکایات اور نصیحتوں پر غور وفکر اور عمل کیا کریں۔ اگر انہوں نے ایسا کرلیا تو ان کی فلاح کی پوری امید ہے۔ اور انہیں چاہئے کہ وہ قرآن کے اس پڑھنے اور پڑھانے اور اس کی خدمت کا معاوضہ دنیا ہی میں نہ چاہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو اپنے وقت پر اس کا بڑا غیر معمولی معاوضہ اور عظیم صلہ ملنے والا ہے۔ اور جو آدمی فضائل حفظ القرآن وغیرہ کو حاصل کرنا چاہے اس کو مندرجہ بالا ہدایات کے ساتھ ذیل کی باتوں کا خیال رکھنا نہایت ضروری

---

(۳۲) رواہ البیھقی فی شعب الإیمان (معارف الحدیث ج۷ص ۸۱) واللفظ لہ. والطبرانی فی الکبیر والبیھقی فی الشعب وابو نعیم وابن عساکر (کنز العمال ج۱ ص ۶۱۱).

ہے کہ قرآن کی تعلیم وتعلم اخلاص کے ساتھ ہو، ریا کاری، حصول دنیا، جب جاہ اوراشراف نفس نہ ہو، اور ضروری ہے کہ قرآن کریم کے احکام پر پورا پورا عمل کرے اوراس کے نواہی سے بالکل اجتناب کرے، کثرت سے قرآن پاک کی تلاوت کرے، فہم وتدبر سے پڑھے وغیرہ وغیرہ۔

حفاظ کو حضورؐ کی نصیحتیں

(حدیث نمبر ۱۳۹) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

يَـا حَـامِلَ القُرآن! تزيَّن بالقُرآن يُزَيِّنكَ اللهُ، وَلا تزيَّن بهِ لِلنَّاسِ فَيُشِينكَ اللهُ، وَيَنبَغِي لِحَامِلِ القُرآن أن يَكُونَ أطوَلَ النَّاسِ لَيلًا إذا كَانَ النَّاسُ نَامُوا، وأن يَكُونَ أطوَلَ النَّاسِ حُزناًإذَا النَّاسُ فَرِحُوا. (۳۳)

(ترجمہ) اے حامل قرآن! قرآن کریم کو (خوبصورت انداز سے) آراستہ کر اللہ تعالیٰ تجھے آراستہ کرے گا۔ قرآن کریم کو لوگوں کے لئے مزین مت کرورنہ اللہ تعالیٰ تجھے عیب دار کردیں گے۔ مناسب ہے حامل قرآن کے لئے کہ وہ رات کے وقت لوگوں سے سب سے زیادہ قیام کرنے والا ہو جب کہ لوگ سوتے ہوں۔ اور یہ کہ وہ لوگوں سے زیادہ غمگین ہو جب وہ خوش ہورہے ہوں۔

(فائدہ) یہاں حامل قرآن سے حافظ قرآن مراد ہے اس کو قرآن خوبصورت انداز سے تلاوت کرنا مسنون ہے، خوبصورت آواز میں گا کر لوگوں سے پیسہ بٹورنے کی فکر میں نہ رہے اور رات میں عبادت (نماز تہجد

(۳۳) أخرجه الديلمي في مسند الفردوس (كنز العمال ج ۱ ص ۲۲۲)

وغیرہ) کرے اور اس میں قیام طویل کرے جس میں قراءت کو لمبا کرے جیسا کہ تلاوت کا افضل طریقہ بھی یہی ہے کہ نوافل میں تلاوت کی کثرت کی جائے اور خوشیوں کے درپے نہ ہو بلکہ ہر آن آخرت کی فکر وغم لاحق ہو۔

خلاصہ آداب قرآن از علامہ سیوطی وغیرہ

التحبیر فی علم التفسیر میں ہے کہ ہر حافظ قرآن اپنی نیت خالص رکھے، اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود ہو، تعلیم وتعلم سے دنیا (مال اور ریاست وغیرہ) مقصود نہ ہو، آداب قرآن کے مطابق اپنے اخلاق استوار کرے، اس کی حدود، اوامر اور نواہی کی پابندی کرے۔ نظافت اختیار کرے۔ پراگندہ بال اور بڑے ناخن نہ رکھے، مسواک کرے، ڈاڑھی کو کنگھا کرے خوشبو لگائے۔ طہارت سے رہے بلا وضو قرآن کریم کو ہاتھ نہ لگائے۔ وقت تلاوت عبث (فضول) کام سے پرہیز کرے۔ دل دماغ نظر اور کانوں کو قرآن کی طرف متوجہ رکھے۔ قبلہ رخ بیٹھے۔ روزانہ تلاوت کا التزام کرے اور کثرت سے پڑھے وضو سے تلاوت کرے اگرچہ بے وضو بھی تلاوت کی تو بھی جائز اور باعث ثواب ہے مگر قرآن کریم کو ہاتھ لگانا جائز نہیں۔ حالت جنابت اور حالت حیض ونفاس میں قراءت قرآن حرام ہے قرآن میں دیکھ کر پڑھنا افضل ہے۔ صاف جگہ پر تلاوت کرے۔ گندے اور نامناسب مقامات پر تلاوت نہ کرے۔ خشوع خضوع، حضور قلب اور سکینت کے ساتھ بیٹھے۔ لیٹ کر تلاوت کرنا جائز ہے مگر ادب کے خلاف ہے۔ تلاوت شروع کرتے وقت سب سے پہلے (أَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطَانِ الرَّجِیمِ) پڑھے اور قرآن میں خوب غور وفکر کرے۔ ترتیل وتجوید اور خوف وخشیت کے ساتھ پڑھے۔ اور روئے اگر رونا نہیں آتا تو

رونے کی شکل بنالے۔ جب کسی رحمت والی آیت سے گذرے تو اللہ تعالیٰ کے فضل کو طلب کرے۔ جب آیت عذاب سے گذرے خدا سے پناہ مانگے اور خدا کی تقدیس بیان کرے۔ قرآن کو اس کی اپنی ترتیب کے موافق پڑھے اگرچہ اس کی مخالفت بھی جائز ہے۔ قرآن کو دیکھ کر پڑھنا افضل ہے کیونکہ اس پر نظر بھی عبادت ہے۔ بلند آواز سے پڑھنا افضل ہے اگر ریا کا خوف ہو تو آہستہ پڑھے۔ خوبصورت آواز کے ساتھ پڑھنا مسنون ہے جب تک کہ تجوید کی رعایت رہے ورنہ حرام ہے۔ جہاں کلام ختم ہو رہا ہو وہاں وقف کی رعایت کرے اس کو احزاب اور اعشار کے ساتھ مقید نہ کرے، جب چھینک، جمائی یا ابکائی آئے یا ریح نکلے تو تلاوت کو منقطع کردے اور جب کسی ایسی آیت سے گذرے جس میں کفار کا خدا تعالیٰ پر اتہام مذکور ہو مثلاً (وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحمٰنُ وَلَدًا) سے گذرے تو آواز کو پست کرلے۔ اور آیات سجدہ تلاوت پر سجدہ کرے۔ قرآن کی قراءت غیر عربی زبان میں جائز نہیں۔ اور جب کوئی آیت بھول جائے تو یوں نہ کہے کہ میں آیت بھول گیا بلکہ یوں کہے کہ بھلا دیا گیا۔ (۳۴)

---

(۳۴) التحبیر فی علم التفسیر للسیوطی

بارہواں باب

حفظ القرآن کے ساتھ تجوید کا وجوب

زمانہ حال میں اس حالت زار کا مشاہدہ ہوا ہے کہ اکثر علماء حفاظ اور عام مسلمان تلاوت کے ساتھ تجوید کا لحاظ نہیں رکھتے اور بغیر تجوید حفظ وتلاوت کرتے ہیں جبکہ تجوید کا وجوب قرآن وسنت، اجماع وقیاس، فقہ اور اقوال علماء سبھی سے ثابت ہے۔

اس لئے اس کا چھوڑنا گناہ کبیرہ ہے۔ اب تجوید کی اہمیت کے متعلق چند دلائل اور فضائل ذکر کرتا ہوں اللہ تعالیٰ ہمیں مجود بنائے۔

تلاوت میں ترتیل ضروری ہے

اَلَّذِیْنَ اٰتَینٰھُمُ الکِتٰبَ یَتلُونَہ حَقَّ تِلَاوَتِہ. (۱)

(ترجمہ) جن لوگوں کو ہم نے کتاب عنایت کی وہ اس کو ایسا پڑھتے ہیں جیسا اس کے پڑھنے کا حق ہے۔

امام غزالی فرماتے ہیں کہ حق تلاوت یہ ہے کہ تلاوت میں زبان وعقل اور دل تینوں شریک ہوں، پس زبان کا حصہ حروف کی تصحیح، عقل کا حصہ معانی ومطالب کی تفسیر، اور دل کا حصہ اطاعت ونصیحت پذیری ہے۔

علامہ بیضاوی فرماتے ہیں۔

ورتل القرآن ترتیلا. (۲) ای جود القرآن تجویدا

---

(۱) سورۃ البقرہ الآیۃ: ۱۲۱

(۲) سورۃ المزمل الآیۃ: ۴

یعنی قرآن کو تجوید کے ساتھ پڑھو۔
حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

الترتيل هو تجويد الحروف و معرفة الوقوف

یعنی ترتیل نام ہے حروف کو تجوید سے (سنوار کر) ادا کرنے اور وقف و ابتداء کے محل وطریقہ کے پہچاننے کا۔

(فائدہ) امام ابوداود وغیرہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاوت کی صفت یہ بیان کی ہے کہ آپ کی عادت ایک ایک حرف کو واضح کر کے پڑھنے کی تھی۔

بخاری شریف میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاوت کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا (کَانَتْ مَدًّا) (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت حروف کو) کھینچ کر پڑھنے کی تھی۔ پھر انہوں نے بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھی۔ (اس میں) اللہ (کے لام) کو کھینچا، اور رَحْمٰنِ (میں میم) کو کھینچا اور رَحِیْمِ (میں یاء) کو کھینچا۔ (۳)

حفظ کے ساتھ تجوید کی تعلیم

(حدیث نمبر ۱۴۰) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

تَعَلَّمُوا اللَّحنَ كَمَا تَتَعَلَّمُوْنَ حِفظَهُ. (۴)

(ترجمہ) قرآن کریم کے پڑھنے کا طریقہ بھی سیکھو جیسے اس کے حفظ (کو سیکھا) کرتے ہو۔

(حدیث نمبر ۱۴۱) حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

---

(۳) الإتقان ج ۱ ص ۱۳۸.
(۴) رواه الديلمي في مسند الفردوس (كنز العمال ج ۱ ص ۶۱۱).

حضور علیہ صلی اللہ وسلم نے ایک آدمی کو سنا جب اس نے پڑھا تو لحن کی (یعنی غلط پڑھا) تو حضور علیہ صلی اللہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

أرشِدُوا أخَاكُم. (۵)

(ترجمہ) اپنے بھائی کی (صحیح تلاوت کرنے میں) رہنمائی کرو

قرآن کو تجوید سے پڑھنا اللہ تعالیٰ کو پسند ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

جَوِّدُوا القُرآنَ وَزَيِّنُوهُ بِأحسَنِ الأصوَاتِ، وَأعرِبُوهُ فَإنَّهُ عَرَبِيٌّ وَاللهُ يُحِبُّ أن يُعرَبَ بِهِ. (٦)

(ترجمہ) قرآن کریم کو تجوید سے تلاوت کرو اور اس کو بہترین آواز سے مزین کرو اور اعراب (عربی انداز ولہجہ) سے پڑھو، کیونکہ قرآن عربی ہے اور اللہ تعالیٰ پسند کرتے ہیں کہ قرآن کو عربی لہجہ میں پڑھا جائے۔

تجوید کی حفظ پر فضیلت

حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔

لَبَعضُ إعرَابِ القُرآنِ أحَبُّ إلَينَا مِن حِفظِ حُرُوفِهِ. (۷)

(ترجمہ) قرآن کریم کے ایک حصہ کو اعراب کے ساتھ تلاوت کرنا ہمیں اس کے مکمل حروف حفظ کرنے سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

(فائدہ) اس عنوان کے تحت درج شدہ سب احادیث سے قرآن پاک کو اعراب و تجوید سے تلاوت کرنے کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

---

(۵) أخرجه الحاكم في المستدرك (كنز العمال ج ا ص ۶۱۱)

(۶) الجامع لإحكام القرآن ج ا ص

(۷) الجامع لأحكام القرآن ج ا ص

تجوید کے ساتھ حفظ کرنے پر شہید کا ثواب

(حدیث نمبر۱۴۲) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

مَن قَرَأَ القُرآنَ بِاِعرَابٍ فَلَهُ أجرُ شَهِيدٍ. (۸)

(ترجمہ) جس نے قرآن کریم کو تجوید سے پڑھا اس کے لئے شہید کا ثواب ہے۔

(فائدہ) تجوید سے تلاوت و حفظ پر کتنا عظیم اجر ہے اور فی نفسہ تجوید کے مطابق پڑھنا واجب بھی ہے لہذا تجوید کے مطابق حفظ و تلاوت وغیرہ کرکے دو فائدے حاصل کریں ایک بلا تجوید پڑھنے کے گناہ سے بچیں اور واجب پر بھی عمل کریں۔ دوسرے اس پر شہادت کا اجر بھی حاصل کریں۔

بہت سے قاریوں پر قرآن کی لعنت

(حدیث نمبر۱۴۳)

رُبَّ قَارِیءٍ لِلقُرآنِ وَالقُرآنُ يَلعَنُه. (۹)

(یعنی بہت سے لوگ قرآن کی تلاوت اس حال میں کرتے ہیں کہ قرآن ان پر لعنت کر رہا ہوتا ہے)۔

ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ اس میں تین طرح کے لوگ داخل ہیں۔ بے عمل، تحریف کرنے والا، غلط پڑھنے والا۔

ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک شخص کو قرآن پڑھا رہے تھے، اس نے إِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلفُقَرَآءِ کو مد کے بغیر پڑھا آپؓ نے فرمایا کہ مجھے تو رسول اللہ ﷺ نے اس طرح نہیں پڑھایا۔

---

(۸) أخرجه أبو نعيم الأصبهاني في حلية الأولياء (كنز العمال ج ۱ ص ۵۳۴).
(۹) المنح الفكرية شرح المقدمة الجزرية.

اجماع

ملا علی قاری لکھتے ہیں۔

....

(ترجمہ) اس میں کسی کا اختلاف نہیں کہ تجوید کے قواعد کا جاننا فرض کفایہ ہے۔ اور ان کے موافق عمل کرنا ہر قراءت و روایت میں فرض عین ہے گونفس تلاوت مسنون ہے نہ کہ فرض۔

علامہ شیخ محمد مکی نصر نہایہ القول المفید میں فرماتے ہیں۔

فَقَدِ اجتَمَعَتِ الأمَةُ المعصُومَةُ مِنَ الخَطأ علی وُجُوبِ التَجوِیدِ مِن زَمَنِ النَبِیّ ﷺ إلَی زَمَانِنَا وَلَم تختَلِف فِیهِ عَن أحَدِ مِنُهُمُ وَهذَامِن أقوَی الُحجَجِ.

(ترجمہ) امت معصومہ عن الخطاء (وہ امت جس کا اجماع غلطی سے محفوظ ہے اس) نے حضور ﷺ کے زمانہ مبارک سے لے کر ہمارے اس زمانہ تک تجوید کے وجوب پر اتفاق کیا ہے۔ اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔اور یہ اجماع (وجوب تجوید پر) قوی ترین دلیل ہے۔

قیاس

قرآن عربی ہے اور تجوید کے قواعد کی مخالفت سے بعض دفعہ عجمی بن جاتا ہے مثلاً (۱) صاد کی جگہ ذال یا حرکتوں کو مجہول ادا کرنا (۲) قرآن لفظ و معنی دونوں کا نام ہے پس معانی کی طرح الفاظ کی تصحیح بھی ضرورت ہے۔(۳) تجوید سے تلاوت کا حسن دوبالا ہو جاتا ہے۔

فقہ

فقہاء اسلام نے بھی لکھا ہے کہ قرآن مجید کا تجوید سے پڑھنا واجب ہے کیونکہ غلط پڑھنے سے معنی بعض دفعہ اس حد تک بدل جاتے ہیں کہ قرآن محرف اور نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ (۱۰)

اقوال علماء

تجوید وقراءت کے مشہور امام علامہ جزری لکھتے ہیں۔

وَالأخذُ بِالتّجويدِ حَتم لازِم   مَن لَم يُجَوِّدِ القُرآنَ اثِمُ
لِأنّهُ بِهِ الإلهُ أنزَلا   وَهكَذَا مِنهُ إلينا وَصَلا (۱۱)

(ترجمہ) قرآن مجید کو تجوید کے موافق ادا کرنا نہایت ضروری اور لازم ہے۔ اور جو شخص قرآن کریم کو تجوید سے نہ پڑھے وہ گناہ گار ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو تجوید ہی کے ساتھ نازل کیا ہے اور اسی طرح اللہ تعالیٰ سے ہم تک پہنچا ہے۔

حضرت مولانا گنگوہیؒ

فقیہ العصر قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ فرماتے ہیں۔

علم تجوید جس سے کہ تصحیح حروف کی ہو جائے کہ جس سے معانی قرآن شریف کے نہ بگڑیں یہ فرض عین ہے مگر عاجز معذور، اور اس سے زیادہ علم قراءت وتجوید فرض کفایہ ہے۔ (۱۲)

---

(۱۰) كمال الفرقان شرح جمال القرآن ص ۱۰ بزيادة.
(۱۱) المقدمة الجزرية ص ۱۹ مع شرح شيخ الاسلام زكريا الانصاري.
(۱۲) فتاوى رشيديه (بيان القراءة والتجويد) ص ۲۶۹.

خلاصہ یہ کہ قرآن وحدیث، اجماع وقیاس فقہ اور اقوال علماء کرام کے مطابق قرآن کی تعلیم تدریس وتحفیظ وغیرہ کے ساتھ تجوید کا لازم ہونا واجب اور فرض ہے حتی کہ اگر کوئی اس طرح تلاوت کرے کہ قرآن کریم میں تحریف واقع ہو (الفاظ بدل جائیں، مخرج بدل جائیں، اعراب بدل جائیں) تو اس کی تصحیح کرنا واجب ہے ورنہ قرآن کی تلاوت کرنا حرام ہے اس لئے کہ اس سے قرآن محرف ہو جاتا ہے اس مسئلہ کی تفصیل امداد الاحکام جلد اول از مولانا ظفر احمد عثمانیؒ میں ملاحظہ کریں۔

(قراءت عشرہ کی مشہور کتاب) النشر میں ہے اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ تلاوت کی کمی کے ساتھ ترتیل کرنی افضل ہے یا تلاوت کی کثرت کے ساتھ جلدی افضل ہے بعض علماء (فن قراءت) نے بہت خوب فرمایا کہ ترتیل سے تلاوت کا ثواب بیش قدر ہے۔ اور (بلا ترتیل) کثرت سے تلاوت کا ثواب بیش عدد ہے کیونکہ ہر حرف کے بدلہ میں دس نیکیاں ملتی ہیں۔ (۱۳)

احقر مولف کتاب ہذا عرض کرتا ہے۔ جو حد ترتیل کی ہم نے اس کتاب میں ''حفظ کے ساتھ تجوید کا وجوب'' میں علماء کرام سے بیان کی ہے اس کی رعایت ضروری ہے اگر ترتیل کے وجوبی قواعد کا لحاظ کر کے جتنا جلدی پڑھ لے تعداد کے اعتبار سے اتنا زیادہ ثواب ملے گا لیکن فہم وتدبر اور آداب تلاوت قرآن کے ساتھ تلاوت کرنا عدد کے بجائے قدر کے حساب سے عظیم ہے۔ اور اگر ترتیل کی صفات محسنہ کی رعایت سے پڑھے تو یہ مسنون طریقہ ہے جیسا کہ ابوداود اور بخاری کی روایتوں سے معلوم ہوتا ہے۔

(۱۳) الاتقان ج ۱ ص ۱۰۴۔

ایک وہم کا ازالہ

بعض لوگ کہتے ہیں کہ قرآن بلا تجوید پڑھنے کا ابتلاء عام ہے حتیٰ کہ اکثر علماء اور حفاظ بھی تجوید سے نہیں پڑھتے اگر تلاوت اور نماز کے فساد کا حکم لگائیں تو اکثر مسلمانوں کی نمازیں خراب اور سب بلا تجوید پڑھنے والے گناہ گار قابل تعذیب ہوں گے۔ اس لئے ان کی رعایت کرتے ہوئے اس پر جواز کا فتویٰ دینا چاہئے۔

اس وہم کا ازالہ اور جواب یہ ہے کہ مذکورہ بالا مضمون میں مذکورہ دلائل قاطعہ کے بعد اس میں رعایت کا کوئی پہلو باقی نہیں رہتا اور یہ عذر --- ''عذر گناہ بدتر از گناہ'' کی مانند ہے خود تو تجوید سے پڑھنے سے اعراض کر کے گناہ کرتے ہیں اور الٹا حقیقت مسئلہ کو بھی بدلنے کی کوشش کرتے ہیں البتہ تجوید کے دو درجے ہیں ایک درجہ ضروری اور واجب ہے جو حروف کے مخارج اور ان کی صفات لازمہ سے تعلق رکھتا ہے اس کا ترک اور خلل موجب مواخذہ اور گناہ ہے۔ دوسرا درجہ مستحب ہے جو صفات محسنہ وغیرہ سے متعلق ہے اس کے خلل یا ترک سے کراہت لازم آتی ہے۔ جس کی تفصیل حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے جمال القرآن کے دوسرے لمعہ میں فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی اہمیت دلائیں اور حفظ و تلاوت وغیرہ کو تجوید سے پڑھنے اور یاد کرنے کی توفیق عطاء فرمائیں۔ آمین

تیرھواں باب

اجرت قرآن

قرآن پڑھنے اور پڑھانے کی اجرت لینے کا حکم

قران کریم میں وَلَا تَشتَرُوابِآ یَاتِی ثَمَنًا قَلِیلًا اور اس طرح کی بہت سی آیات آئی ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم پر اجرت لینے کو منع فرمایا ہے جو لیتا ہے وہ گناہ کا ارتکاب کرتا ہے احادیث مبارکہ میں بھی اس کی ممانعت بہت زور شور سے وارد ہوئی ہے ان سے بھی تلاوت قرآن پر اجرت لینے کی ممانعت ثابت ہوتی ہے۔ چونکہ اس مسئلہ میں حفاظ کی اکثریت ملوث ہے اس لئے اسے قدرے تفصیل سے بیان کرتا ہوں۔

قرآن جھگڑا کرے گا

(حدیث نمبر ۱۴۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

مَن أَخَذَ عَلَى تَعلِيمِ القُرآنِ أَجرًا فَقَد تَعَجَّلَ حَسَنَاتِه فِي الدّنيَا وَالقُرآنُ يُحَاجّهُ يَومَ القِيَامَةِ. (۱)

(ترجمہ) جس نے تعلیم قرآن پر اجرت لی پس تحقیق اس نے دنیا ہی میں اپنی نیکیاں وصول کرنے کی سعی کی، جبکہ قرآن کریم قیامت والے دن اس سے جھگڑا کرے گا۔

---

(۱) رواه أبو نعيم في الحلية كذا في كنز العمال ج ۱ ص ۶۲۱.

قیامت کے روز اس کے منہ پر گوشت نہیں ہوگا

(حدیث نمبر ۱۴۵) حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

مَن قَرَأَ القُرآنَ يَتَأَكَّلُ بِهِ النَّاسَ جاءَ يَومَ القِيامَةِ وَوَجهُهُ عَظمٌ لَيسَ عَلَيهِ لَحمٌ. (۲)

(ترجمہ) جس نے اس لئے قرآن پاک پڑھا کہ اس کے ذریعہ سے وہ لوگوں سے کھائے پئے وہ قیامت کے روز اس حال میں آئے گا کہ اس کے منہ کی ہڈی باقی رہی ہوگی اس پر گوشت نہیں ہوگا۔

قرآن پر اجرت لینے والے کیلئے آخرت میں کوئی اجر نہیں

(حدیث نمبر ۱۴۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد عالی بیان کرتے ہیں۔

مَنْ أَخَذَ عَلَى تَعلِيمِ القُرآنِ أَجرًا فَذَاكَ حَظُّهُ مِنَ القُرآنِ. (۳)

(ترجمہ) جس نے قرآن پر اجرت وصول کی تو اس کے لئے تعلیم قرآن کے بدلہ میں صرف یہی نصیب اور حصہ ہے۔

(فائدہ) ان چاروں مذکورۃ الصدر احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تلاوت قرآن اور تعلیم قرآن دونوں پر اجرت لینا نا جائز ہے لیکن صرف تعلیم قرآن پر فقہاء متاخرین نے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔ جس کی تفصیل اگلے

---

(۲) شعب الایمان للبیهقی (کنز العمال ج ۱ ص ۶۱۶).

(۳) أخرجه ابو نعيم الأصبهاني في الحلية كذا عزاه في كنز العمال ج ۱ ص ۶۱۶.

صفحات پر آرہی ہے۔

اجرت کے بدلے جہنم میں ٹھکانا

(حدیث نمبر ۱۴۷) حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور انور ﷺ کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ

مَن أخذَ عَلى تعلِيم القُرآنِ قَوسًا قَلّدَهُ اللّٰهُ مَكانَها قَوسًا مِن نارِ جَهَنَّمَ يَوْمَ القِيامَةِ. (۴)

(ترجمہ) جس نے قرآن پاک کی تعلیم پر ایک قوس (کمان) بھی وصول کیا اللہ تعالیٰ اس کے بدلے جہنم کی آگ کا قوس اس کے گلے میں ڈالیں گے۔

تلاوت کی اجرت کے جواز پر ایک دلیل کا جواب

بعض لوگ بخاری شریف کی اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں جس میں بچھو کے ڈسے پر سورۂ فاتحہ سے جھاڑ پھونک اور اس پر اجرت لینے کا ذکر موجود ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث سے یہ استدلال درست نہیں ہے کیونکہ اس میں جھاڑنا اور دم کرنا مریض پر بطور علاج کے تھا نہ کہ بطور ثواب کے اور یہاں اجرت لے کر محض ثواب کے لئے پڑھنے کا مسئلہ ہے۔ جس پر اجرت کے جواز کی دلیل یہ حدیث نہیں بن سکتی۔ ہاں اگر ثواب کے لئے نہ پڑھے بلکہ جھاڑ پھونک اور تعویذ کے لئے پڑھے تو اجرت لینا جائز ہے۔

(۴) أخرجه البيهقي في السنن الكبرى، وأبو نعيم في حلية الأولياء كذا عزاه السيوطي إليها في كنز العمال ج ۱ ص ۶۱۲

تعلیم قرآن پر اجرت کا جواز

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ معارف القرآن میں لکھتے ہیں۔
فقہاء امت کا اس میں اختلاف ہے امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ جائز قرار دیتے ہیں۔ امام اعظم ابو حنیفہؒ اور بعض دوسرے ائمہ منع فرماتے ہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے قرآن کو ذریعہ کسب معاش کا بنانے سے منع فرمایا ہے۔

(جیسا کہ اس کی ممانعت کی احادیث بھی پیچھے ذکر ہو چکی ہیں۔ مولف)

لیکن متاخرین حنفیہ نے بھی جب ان حالات کا مشاہدہ کیا کہ قرآن مجید کے معلمین کو اسلامی بیت المال سے گذارہ ملا کرتا تھا۔ اب ہر جگہ اسلامی نظام میں فتور کے سبب ان معلمین کو عموماً کچھ نہیں ملتا۔ یہ اگر اپنے معاش کیلئے کسی محنت مزدوری یا تجارت وغیرہ میں لگ جائیں تو بچوں کو تعلیم قرآن کا سلسلہ یکسر بند ہو جائے گا۔ کیونکہ وہ دن بھر کا مشغلہ چاہتا ہے، اس لئے تعلیم قرآن پر تنخواہ لینے کو بضرورت جائز قرار دیا، جیسا کہ صاحب ہدایہ نے فرمایا ہے کہ آج کل اس پر فتویٰ دینا چاہئے کہ تعلیم قرآن پر اجرت و تنخواہ لینا جائز ہے۔ صاحب ہدایہ کے بعد آنے والے دوسرے فقہاء نے بعض ایسے ہی دوسرے وظائف جن پر تعلیم قرآن کی طرح دین کی بقاء موقوف ہے مثلاً امامت و اذان اور تعلیم حدیث و فقہ وغیرہ کو تعلیم قرآن کے ساتھ ملحق کر کے ان کی بھی اجازت دی۔ (۵)

(۵) ردالمختار علی الدرالمختار المعروف بحاشیہ ابن عابدین ج۶ ص ۵۵ طبع جدید.

ایصال ثواب، شبینہ اور تراویح وغیرہ میں تلاوت قرآن پر اجرت لینا بالاتفاق جائز نہیں

علامہ شامیؒ نے درمختار کی شرح میں اور اپنے رسالہ شفاء العلیل میں بڑی تفصیل اور قوی دلائل کے ساتھ یہ بات واضح کردی ہے کہ تعلیم قرآن وغیرہ پر اجرت لینے کو جن متاخرین فقہاء نے جائز قرار دیا ہے اس کی علت (وجہ) ایک ایسی دینی ضرورت ہے جس میں خلل آنے سے دین کا پورا نظام مختل ہو جاتا (خلل آجاتا) ہے اس لئے اس کو ایسی ہی ضرورت کے مواقع میں محدود رکھنا ضروری ہے۔(۶)

(اس لئے مُردوں کو ایصال ثواب کے لئے تیجے، چالیسویں، جمعراتوں میں، قبروں وغیرہ پر تلاوت قرآن کرنا، کرانا یا تراویح میں، محفل شبینہ میں جلسہ اور محفل قراءت میں تلاوت قرآن اجرت کے ساتھ حرام ہے کیونکہ اس پر کسی عام دینی ضرورت کا مدار نہیں اور اجرت لے کر پڑھنا حرام ہے اور اس طرح پڑھنے والے اور پڑھانے والے دونوں گناہ گار ہوئے۔ مولف)

اور جب پڑھنے والے کو کوئی ثواب نہ ملا الٹا گناہ ہوا تو میت کو وہ کیا پہنچائے گا۔ علامہ شامی نے اس بات پر فقہاء کی بہت سی تصریحات تاج الشریعۃ، عینی شرح ہدایہ، حاشیہ خیرالدین بر بحرالرائق وغیرہ سے نقل کی ہیں اور خیرالدین رملی کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ ایصال ثواب کے لئے قبر پر قرآن پڑھوانا یا اجرت دے کر ختم قرآن کرانا صحابہ وتابعین اور اسلاف

---

(۶) الفتاوی الشامیۃ ج۶ ص ۵۶–۵۸۔ و مثلہ قال: فی عقود رسم المفتی ص ۱۳–۱۴۔ وتنبیہ الولاۃ والحکام ص ۲۴۷ من رسائل ابن عابدین ج ۱۔

امت سے کہیں منقول نہیں اس لئے بدعت ہے۔(۷)

(تنبیہ اول) جن مواقع میں عادۃً اجرت دی جاتی ہے یا متعارف ہو، ان مواقع میں تلاوت محضہ کے بعد ہدیہ پیش کرنا یا قبول کرنا بھی اجرت کے مشابہ ہو کر حرام ہوگا۔ اگر اجرت دینے کے مروج علاقوں میں طے کر کے اجرت نہ لی دی جائے بغیر طے کئے ہوئے بھی معاوضہ ''المعروف کالمشروط'' کی بنیاد پر لینا دینا حرام ہوگا البتہ ماہانہ تنخواہ تعلیم قرآن، وعظ وغیرہ پر درست ہے، قراءت کی محفلوں، شبینوں، تراویح اور ان جیسے مواقع کے وقتی پروگراموں پر تلاوت کی اجرت لینا بھی حرام ہے۔

(تنبیہ دوم) اسی طرح قبروں پر ایصال ثواب کے لئے تلاوت کی اجرت بھی حرام ہے ہاں اگر مریض کی شفایابی کیلئے بطور رقیہ (دم اور علاج) کے ہو تو جائز ہے۔ مگر پڑھنے والا ثواب سے محروم ہوگا۔ اسی طرح گھروں، دکانوں، دکانوں وغیرہ پر بطور برکت تلاوت کی ہو تو اس پر معاوضہ لینا بھی جائز ہے۔

---

(۷) معارف القرآن مفتی محمد شفیع صاحب ج ا ص ۲۰۸۔

چودھواں باب

آداب طالب علم

قاضی شریح کا ادب اور حضرت علیؓ کی دعا

حکایت (۱) حضرت ہبیرہ بن یریم فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو ایک میدان میں جمع کیا اور فرمایا کہ میں تم سے جدا ہونے والا ہوں تم میدان میں جمع ہو جاؤ پھر وہ لوگ جمع ہوئے اور ہر ایک آپ سے مسائل پوچھنے لگا حتیٰ کہ جو مسائل ان کے پاس تھے وہ سب پوچھ چکے اور پوچھنے والوں میں کوئی باقی نہیں رہا سوائے حضرت شریح کے پھر حضرت شریح گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور پوچھنے لگے اور پوچھتے ہی رہے تو حضرت علیؓ نے ان سے فرمایا جاؤ تم عرب کے سب سے بڑی قاضی ہو۔(۱)

(فائدہ) استاد کی دعا لینے کے لئے اور اپنی اہلیت واہمیت حاصل کرنے کے لئے طالب علم کو چاہئے کہ وہ استاد کے سامنے اور بڑے عالم کے سامنے گھٹنے ٹیک کر بیٹھے اور باادب ہو کر سوال کرے۔

استاذ کے پاس اپنے علم کی اصلاح

حکایت نمبر (۲) حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا

---

(۱) (سیر اعلام النبلاء ۴/۱۰۲)

کہ علم بیان کرو تو انہوں نے فرمایا کہ میں بیان کروں جبکہ آپ بھی موجود ہوں تو انہوں نے فرمایا کیا تم پر اللہ کی رحمت نہیں ہے کہ تم حدیث کو بیان کرو اور میں تمہارے پاس ہوں اگر تم درست کہو گے تو اچھی بات ہے اور اگر خطا کرو گے تو میں تمہیں بتادوں گا۔ (۲)

(فائدہ) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر آدمی استاد کے حکم پر کچھ اصلاح کی نیت سے لوگوں کے سامنے بیان کرے تو یہ اچھی بات ہے۔ ایسے موقع پر شرم نہیں کرنی چاہئے اور اصلاح کی خاطر جو کچھ دل میں آئے عرض کرنا چاہئے۔

استاد کا احترام

حکایت نمبر (۳) حضرت امام زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عروہ بن زبیر کے پاس حاضر ہوتا تھا اور ان کے دروازے پر کچھ دیر انتظار کرتا تھا اگر میں چاہتا تو ان کے ہاں اندر جا سکتا تھا لیکن میں ان کی عظمت کا خیال کرتے ہوئے نہیں جاتا تھا بلکہ واپس لوٹ آتا تھا۔ (۳)

(فائدہ) یہ استاد کا احترام ہے امام زہری دنیا میں مسلّم امام گزرے ہیں اور تابعین میں سے ہو گزرے ہیں لیکن حد درجہ استاد کی عزت کرنے کی وجہ سے اللہ نے ان کو علم میں بڑی عظمت عطا فرمائی تھی۔

طالب علم ساتھیوں کا باہمی ایثار

حکایت نمبر (۴) حضرت زید بن اسلم (تابعی) رحمۃ اللہ علیہ کا مسجد نبوی میں علم کا ایک حلقہ لگتا تھا۔ حضرت ابو حازم الاعرج نے فرمایا کہ میں نے

(۲) (سیر اعلام النبلاء ۳/۴۳۵)
(۳) (سیر اعلام النبلاء ۴/۴۳۲)

حضرت زید بن اسلم رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں اپنے آپ کو دیکھا کہ ہم بیس فقیہ تھے اور ہم میں کم سے کم درجہ کی خوبی یہ تھی کہ جو کچھ ہماری ملکیت اور ہمارے قبضہ میں ہوتا تھا اس سے ہم ایک دوسرے کا خیال رکھتے تھے اور میں نے ان کی مجلس میں کوئی تکبر کرنے والا کوئی اترانے والا اور کوئی ایسی حدیث کے متعلق گفتگو کرنے والا نہیں دیکھا جو ہمیں فائدہ نہ پہنچاتا ہو۔ (۴)۔

(فائدہ) سچ ہے کہ علم کی برکات اسی وقت حاصل ہوتی ہیں جب اہل ضرورت علماء پر اپنی ملکیت کی چیزوں کو خرچ کیا جائے۔

صحبت کے قابل استاد

حکایت نمبر (۵) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی بن الحسین (امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ) حضرت زید بن اسلم رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں بیٹھا کرتے تھے تو ان سے اس کے متعلق عرض کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ آدمی اس شخص کی مجلس میں بیٹھتا ہے جو اس کو اس کے دین میں نفع پہنچاتا ہے۔ (۵)

(فائدہ) امام زین العابدین علی بن حسین رحمۃ اللہ علیہ اہل بیت کے ایک فرد تھے اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کے صاحبزادے تھے۔ اور علم میں بڑا عظیم مرتبہ رکھتے تھے اتنی بڑی شان کے باوجود وہ اپنے آپ کو حصول علم سے مستغنی نہیں سمجھتے تھے بلکہ دین کا نفع حاصل کرنے کے لئے حضرت زید بن اسلم جیسے اکابر کی خدمت میں جاتے تھے اور ان سے دین سیکھتے تھے۔

---

(۴)(سیر اعلام النبلاء ۵/۳۱۶)
(۵)(سیر اعلام النبلاء ۵/۳۱۶)

عالم سے کثرت سوال اوراس کی بات رد نہ کرنا

حکایت نمبر (٦) امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ امام زہری نے ایک دن ایک حدیث بیان کی جب وہ کھڑے ہوئے تو میں بھی کھڑا ہوا اور میں نے ان کی سواری کی باگ سنبھالی اور ان سے اس کے متعلق سوال پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا تم مجھ سے پوچھتے ہو میں نے تو کبھی کسی عالم سے سوال نہیں کیا اور نہ میں نے کبھی کسی عالم کی بات کو رد کیا ہے۔ (٦)

(فائدہ) یہ اکابر کا ادب علم تھا جس کی وجہ سے وہ لوگ آسمان علم کے ستارے بنے ادب کی وجہ سے استاد سے سوال نہیں کرتے تھے اور بڑے عالم کی بات کو رد بھی نہیں کرتے تھے۔

استاذ بنانے کے قابل لوگ

حکایت نمبر (٧) حضرت ابن ابی یونس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امام مالکؒ سے سنا کہ یہ علم دین ہے تم دیکھو کہ کس سے حاصل کرتے ہو میں نے مسجد نبوی میں ستر علماء سے ملاقات کی جو یہ کہتے تھے کہ فلاں نے بیان کیا اور پھر وہ کہتے تھے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر ان میں سے کسی ایک کو بیت المال کا امانت دار بنایا جائے تو وہ واقعی امین بنتا۔ میں نے ان سے کچھ علم حاصل نہ کیا کیونکہ وہ اس شان کے لوگ نہیں تھے اور ہمارے پاس امام زہری تشریف لائے اگرچہ وہ جوان تھے لیکن پھر بھی ہم ان کے دروازے پر ٹوٹے پڑتے تھے۔ (٧)

---

(٦) (سیر اعلام النبلاء ٥/ ٣٣٣)
(٧) (سیر اعلام النبلاء ٥/ ٣٤٣)

(فائدہ) اس سے معلوم ہوا کہ یہ دین حاصل کرنے کے لئے ایسے علماء کی خدمت میں جانا چاہئے اور دین اور علم سیکھنا چاہئے جو واقعی علم کے اہل ہوں دنیادار عالم نہ ہوں ورنہ علم سیکھنے کے ساتھ دنیاداری آئے گی اور دین کا وہ مکمل نفع حاصل نہیں ہوگا جو ایک عالم دین کو حاصل ہوتا ہے۔

علم کیلئے راحت پسندی چھوڑ دو

حکایت نمبر (۸) حضرت عبداللہ بن یحییٰ بن ابی کثیر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد کے بیٹے فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا انہوں نے فرمایا علم جسمانی راحت کے ساتھ حاصل نہیں کیا جاتا۔ (۸)

(فائدہ) معلوم ہوا کہ علم سیکھنے کے لئے آدمی کو اپنی جسمانی راحت کو قربان کرنا پڑتا ہے۔ ورنہ روایتی علم تو آ سکتا ہے لیکن مضبوط اور متین درجہ کا علم حاصل نہیں ہوسکتا۔

استاد کا امتحان نہ لو

حکایت نمبر (۹) حضرت یحییٰ بن سعید القطان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں کوفہ میں حاضر ہوا وہاں محدث محمد بن عجلان موجود تھے اور یہ ایسے حضرات میں سے تھے جو حفص بن غیاث اور ملیح بن وکیع اور حضرت ابن ادریس کے استاد تھے تو میں حضرت ابن عجلان کے پاس حاضر ہوتا تھا ایک دن حضرت یوسف سمتی نے کہا ہم حضرت ابن عجلان کے سامنے ان کی بیان کردہ احادیث کو الٹ پلٹ کرتے ہیں تا کہ ہم ان کی فہم وفراست کو پہچان سکیں چنانچہ انہوں نے ایسا کیا ان کی سند میں جہاں عن ابیہ آتا تھا اس کو

(۸) (سیر اعلام النبلاء ۶/ ۲۹)

عن ابی هریرة بنادیااور جہاں مقبری عن ابی هریرة آتا تھااس کو عن ابیه عن ابی هریرة بنادیاپھر وہ حضرت ابن عجلان کے پاس حاضر ہوئے پھران سے یہ روایات بیان کیں تو حضرت ابن عجلان اس میں ایک دفعہ تو بے توجہی سے گزر گئے پھر جب اس تحریر کے آخر میں پہنچے تو تنبہ ہوا تو اس سے فرمایا کہ دوبارہ پڑھ تو اس نے دوبارہ پڑھا پھر انہوں نے فرمایا کہ تم نے جو مجھ سے عن ابیه کے بارے میں پوچھا ہے تو یہ حدیث مجھے سعید نے بیان کی ہے اور جو تم نے مجھ سے سعید کے متعلق پوچھا ہے تو یہ مجھے میرے والد نے بیان کی ہے پھر یوسف بن خالد کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا اگر تو نے مجھ پر عیب لگانے کے لئے ایسا کیا ہے تو اللہ تعالیٰ تیرا اسلام سلب فرمائے اور پھر حفص کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اللہ تجھے تیرے دین اور دنیا میں مصیبت ڈالے پھر اور کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا اللہ تجھے تیرے علم سے نفع نہ پہنچائے حضرت یحییٰ القطان فرماتے ہیں ایسا ہی ہوا کہ ملیح ابن وکیع فوت ہوئے تو انہوں نے اپنے علم سے فائدہ نہ اٹھایا تھا اور حفص کو فالج کی مصیبت پڑھی اور یوسف جب فوت ہوا تو اس پر بے دینی کی تہمت لگ چکی تھی۔(۹)

(فائدہ) اس واقعہ سے یہ عبرت ملتی ہے کہ اپنے استاد کے ساتھ اس قسم کا معاملہ نہیں کرنا چاہئے ہمیشہ احترام کے ساتھ رہنا چاہئے اس کی بددعا اللہ کے ہاں بڑا اثر رکھتی ہے۔

بڑے علماء کی قدر

حکایت (۱۰) حضرت حماد بن زید فرماتے ہیں کہ ہمیں جریر بن حازم نے بیان کیا کہ وہ فرماتے ہیں ہمیں قیس بن سعد نے بیان کیا کہ حضرت

(۹) (سیر اعلام النبلاء ۶/ ۳۲۱)

حجاج بن ارطاۃ کے متعلق کہ ہم نے جتنا عرصہ اللہ کو منظور تھا انتظار کیا پھر حضرت حجاج بن ارطاۃ ہمارے ہاں تیس سال کی یا اکتیس سال کی عمر میں تشریف لائے تو ہم نے دیکھا کہ ان پر لوگ اتنا کثرت سے ٹوٹے پڑتے تھے کہ اتنی مقدار میں حضرت حماد بن ابی سلیمان کی خدمت میں بھی نہیں گئے تھے میں نے ان کے پاس حضرت مطر الوراق کو دیکھا اور حضرت داود بن ابی ہند کو دیکھا اور حضرت یونس بن عبید کو دیکھا کہ ان کے سامنے گھٹنے ٹیک کر بیٹھے ہوئے تھے اور کہتے تھے اے ابو ارطاۃ اس مسئلہ کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں اے ابو ارطاۃ اس حدیث کے متعلق کیا فرماتے ہیں۔ (۱۰)

(فائدہ) واہ کیا شان ہے تیس اکتیس سال کا عالم ہے اور بڑے بڑے اکابر گھٹنے ٹیک کر علم سیکھ رہے ہیں اللہ پاک آپ پڑھنے والوں کو اور آپ کے بچوں بھی یہ مقام عطا فرمائے۔

زیادہ استادوں سے پڑھنے کا فائدہ

حکایت نمبر (۱۳) حضرت امام خلیل بن احمد فرماتے ہیں کہ آدمی اپنے استاد کی غلطی کو نہیں معلوم کر سکتا یہاں تک کہ دوسرے عالم کی مجلس میں بیٹھے۔ (۱۱)

(فائدہ) خلیل بن احمد علم شعر کے امام گزرے ہیں یہ فرماتے ہیں کہ اپنے استاد کی غلطی جاننے کیلئے دوسرے عالم کے پاس بیٹھنے سے ہی اس کا علم ہوتا ہے۔ یہ بات بالکل بجا ہے لیکن استاد کی نکتہ چینی کے لئے کسی دوسرے کے پاس نہ بیٹھے بلکہ علم کے اضافے کے لئے بیٹھے اس طرح کی باتیں مجلس علم میں آتی رہتی ہیں اور صحیح اور غلط کا علم بھی حاصل ہو جاتا ہے۔

(۱۰) (سیر اعلام النبلاء ۷/۷۱)
(۱۱) (سیر اعلام النبلاء ۷/۴۳۱)

وقت سے پہلے علم کی مجلس لگانا

حکایت نمبر (۱۴) حضرت ابو عاصم النبیل فرماتے ہیں کہ امام زفر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جو شخص وقت سے پہلے علم کی مجلس لگا کر بیٹھ جائے تو وہ ذلیل ہوتا ہے۔ (۱۲)

(فائدہ) یعنی جب تک تدریس کی اور جس مسند پر بیٹھا ہے اس مسند کا علم نہ ہو تو اس کو ذلت حاصل ہوگی۔ یعنی وہ صحیح معنی میں اس کا علم بیان نہیں کر سکے گا۔ اور اگر کوئی اعتراض کرے گا تو اس کا جواب بھی نہیں دے سکے گا۔ اس طرح سے رسوا ہو کر رہ جائے گا۔

قدیم طالب علم کی صفات

حکایت نمبر (۱۵) حضرت عبداللہ بن محمد الانصاری الھروی فرماتے ہیں محدث کو چاہئے کہ جلدی پڑھنے والا ہو، جلدی سیکھنے والا ہو، جلدی چلنے والا ہو اور یہ ساری خصوصیات اللہ تعالیٰ نے اس جوان میں رکھی ہیں پھر انہوں نے محدث ابن طاہر کی طرف اشارہ کیا جو ان کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ (۱۳)

عالم اکابر کے اعتماد کے ساتھ دین کا کام کرے

حکایت نمبر (۱۶) حضرت خلف بن عمر فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے سنا کہ انہوں نے فرمایا میں نے کبھی فتویٰ کا جواب نہیں دیا تھا حتی کہ میں نے اس عالم سے پوچھا جو مجھ سے بڑا عالم تھا

(۱۲) (سیرا علام النبلاء ۸/۴۰)
(۱۳) (سیرا علام النبلاء ۱۹/۳۶۶)

کہ کیا آپ مجھے اس کا اہل سمجھتے ہیں میں نے حضرت ربیعہ سے پوچھا اور حضرت یحییٰ بن سعید سے پوچھا تو ان دونوں نے مجھے اس کا فرمایا۔ حضرت خلف بن عمر فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ اگر وہ آپ کو منع کر دیتے تو فرمایا میں رک جاتا آدمی کے لئے درست نہیں کہ وہ اپنی خدمات پیش کرے یہاں تک کہ اپنے سے بڑے عالم سے اس کے متعلق پوچھ لے۔ (۱۴)

چار قسم کے لوگوں سے علم حاصل نہ کرو

حکایت نمبر (۱۷) حضرت امام مالک رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ چار لوگوں سے علم حاصل نہ کیا جائے۔ (۱) وہ بیوقوف جو بیوقوفی کا اظہار کرتا ہو۔ اگرچہ وہ لوگوں میں بڑا روایت کا عالم ہو۔ (۲) بدعتی سے جو اپنی بدعت کی طرف بلاتا ہو (بدعت سے مراد غلط عقائد بھی ہیں اور بدعات بھی)۔ (۳) اور اس شخص سے جو لوگوں کے معاملات میں جھوٹ بولتا ہو اگرچہ وہ حدیث میں جھوٹ نہ بولتا ہو۔ (۴) نیک فاضل عابد سے جب وہ اپنی بیان کردہ روایت کا حافظ نہ ہو۔ (۱۵)

(فائدہ) اپنے بچوں کو ایسے معلم کے پاس نہ بٹھایا جائے جو کسی فرقہ پرستی کی مصیبت میں یا بدعت میں مبتلا ہو اہل سنت والجماعت علماء دیوبند کے مدارس میں اپنے بچوں کو تعلیم دلائی جائے۔

آداب طالب وعالم

حکایت نمبر (۱۸) حضرت ابن وھب فرماتے ہیں کہ میں نے امام

(۱۴) (سیر اعلام النبلاء ۶۲/۸)
(۱۵) (سیر اعلام النبلاء ۶۸/۸)

مالک رحمۃ اللہ علیہ سے سنا کہ جو شخص علم کو طلب کرے اس پر لازم ہے کہ وہ وقار کو سکینت کو اور حیثیت کو قائم رکھے علم اس کے لئے بہتر ہے جس کو اس کی خیر حاصل ہو۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے انسان کی اپنی طرف سے نہیں ہوتا آدمی کی سعادت میں سے ہے کہ اس کو خیر کی توفیق مل جائے۔ اور آدمی کی بدبختی میں سے ہے کہ وہ علم میں غلطیاں کرتا رہے۔ اور عالم کی ذلت اور علم کی اہانت ہے اس شخص کے پاس جو علم کی گفتگو کرے جو اس علم میں اس کی فرمانبرداری نہ کرے۔ (۱۶)

طالب علم سب برابر ہیں

حکایت نمبر (۱۹) حضرت حمدان بن اصبھانی فرماتے ہیں کہ میں حضرت شریک کے پاس موجود تھا ان کے پاس خلیفہ مہدی کی اولاد میں سے ایک لڑکا آیا اور ٹیک لگا کر حضرت شریک سے ایک حدیث کے بارے میں سوال کرنے لگا تو حضرت شریک اس کی طرف متوجہ نہ ہوئے اور ہماری طرف متوجہ رہے پھر اس نے سوال کیا تو حضرت شریک نے پھر ایسا کیا تو اس نے آپ کو مخاطب کر کے کہا کہ آپ خلیفہ کی اولاد کی ہتک کرتے ہیں انہوں نے فرمایا نہیں لیکن میں علم کو ان لوگوں کے سامنے زینت بخش رہا ہوں تا کہ وہ اس کو ضائع ہونے سے بچائیں پھر خلیفہ مھدی کا لڑکا گھٹنوں کے بل بیٹھ کر پوچھنے لگا تو حضرت شریک نے فرمایا ہاں اس طرح علم سیکھا جاتا ہے۔ (۱۷)

(فائدہ) اس واقعہ میں ادب طلب علم بڑی واضح شکل میں بیان کیا گیا ہے۔

---

(۱۶) (سیر اعلام النبلاء ۸/۱۰۷، ۱۰۸)

(۱۷) (سیر اعلام النبلاء ۸/۲۰۷)

استاد کا نام لینے میں ادب

حکایت نمبر (۲۰) حضرت ابو بکر الوراق فرماتے ہیں میں نے ابن ساعد کا دروازہ کھٹکھٹایا تو انہوں نے پوچھا کون میں نے کہا ابو بکر بن ابی علی کیا یہاں یحییٰ بن ساعد موجود ہیں؟ تو میں نے حضرت یحییٰ بن ساعد سے سنا جو اپنی لونڈی سے کہہ رہے تھے مجھے جوتا اٹھا دو میں اس جاہل کی طرف جاتا ہوں جو میری کنیت کا بھی ذکر کرتا ہے اور میرا نام بھی لیتا ہے میں اس کو درست کر کے آتا ہوں۔ (۱۸)

(فائدہ) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آدمی کو اپنے استاد کے نام اور کنیت سب چیزیں بیان نہیں کرنی چاہئیں۔ بلکہ احترام والا لقب ذکر کے مخاطب کیا جائے۔

استاد کے اکرام کا عجیب نمونہ

حکایت نمبر (۲۱) حضرت اسماعیل خطمی فرماتے ہیں مجھے حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کے متعلق یہ قصہ پہنچا ہے کہ جب وہ اپنے استاد حماد بن زید کی خدمت میں تشریف لے گئے تو محدثین نے حضرت حماد سے عرض کیا کہ ابو عبدالرحمٰن (حضرت عبداللہ بن مبارک) سے فرمائیں کہ وہ ہمیں حدیث پڑھائیں۔ تو انہوں نے فرمایا اے ابو عبدالرحمٰن ان کو حدیث پڑھائیں کیونکہ انہوں نے مجھ سے اس کا مطالبہ کیا ہے تو انہوں نے عرض کیا سبحان اللہ اے ابو اسماعیل میں حدیث پڑھاؤں جب کہ آپ موجود ہوں۔ تو انہوں نے فرمایا تمہیں قسم دیتا ہوں کہ تم یہ ضرور کرو تو انہوں نے

---

(۱۸) (سیر اعلام النبلاء ۱۶/ ۳۸۹)

فرمایا چلو پھر پڑھو۔

حدثنا ابو اسماعیل حماد بن زید پھر پوری مجلس میں انہوں نے ایسی حدیث بیان نہیں کی جو حضرت حماد بن زید کی سند سے نہ ہو۔ (۱۹)

(فائدہ) یہ اپنے استاد کا ادب تھا کہ ان کی مجلس میں انہی سے یہ احادیث پڑھی تھیں اور انہی کو ذکر کیا اس میں ان کے اپنے استاد کی بھی عظمت ہے اور شاگرد کی بھی عظمت ہے الگ سے انہوں نے دوسرے محدثین کی مرویات کو ذکر نہیں کیا تا کہ استاد کا احترام دوبالا ہو۔ اگرچہ حماد خود بڑے درجہ کے امام ہیں۔

درسگاہ کا وقار

حکایت نمبر (۲۲) حضرت احمد بن سنان فرماتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن مہدی کی مجلس میں کوئی طالب علم بات نہیں کرسکتا تھا، نہ کوئی اٹھ سکتا تھا، نہ قلم تراش سکتا تھا، نہ مسکرا سکتا تھا اور حضرت وکیعؒ کی مجلس تدریس کی یہ حالت تھی کہ گویا کہ طالب علم نماز کی حالت میں ہیں اگر ان سے کوئی حالت ناپسندیدہ ظاہر ہوتی تو آپ اپنا جوتا پہن کر اپنے گھر میں چلے جاتے۔ اور حضرت ابن نمیر طالب علموں کی ایسی حالت پر غصہ ہوتے اور چلاتے تھے۔ اگر کسی کو قلم تراشتا ہوا دیکھتے تو آپ کا چہرہ غصہ سے لال پیلا ہو جاتا تھا۔ (۲۰)

حفظ علم کا مقصد

حکایت نمبر (۲۳) حضرت عبدالرحمٰن بن مہدی فرماتے ہیں کہ یہ طریقہ

(۱۹) (سیر اعلام النبلاء ۸/ ۳۸۲-۳۸۳)
(۲۰) (سیر اعلام النبلاء ۹/۱۵۴)

معروف تھا کہ جب کوئی عالم اپنے سے بڑے عالم کو ملتا تھا تو اس کا غنیمت کا دن شمار ہوتا وہ اس سے پڑھتا بھی تھا اور وہ اس سے سیکھتا بھی تھا اور اگر وہ اپنے سے کم درجہ سے ملتا تو وہ اس کے لئے تواضع اختیار کرتا تھا۔ (۲۱)

حضرت عبدالرحمٰنؒ بن مہدی فرماتے ہیں کہ کوئی شخص علم میں اس وقت تک امام نہیں بن سکتا جب کہ وہ ہر سنی ہوئی چیز کو بیان کرے اور نہ ہی وہ شخص امام بن سکتا ہے جو ہر ایک سے بیان کرے اور نہ وہ شخص محدث بن سکتا ہے جو شاذ روایتیں روایت کرے بلکہ یاد کرنا تو بھروسہ کے لئے ہوتا ہے۔ (۲۲)

(فائدہ) اس حکایت سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اکابر کو چاہئے کہ وہ اصاغر کو سکھائیں اور اصاغر کو چاہئے کہ وہ اکابر سے سیکھیں اور معاصرین اور ہم مرتبہ علماء کو چاہئے کہ وہ بھی ایک دوسرے کے ساتھ دین پڑھنے پڑھانے کا شغل قائم رکھیں اور اخلاص کے ساتھ اللہ کے دین کو حاصل کرنے کی فکر کرتے رہیں۔

استاد اور شاگردوں کے باہمی احترام کا واقعہ

حکایت نمبر (۲۴) حضرت ابوعمرو مستملی فرماتے ہیں میں نے حضرت محمد بن رافع سے سنا کہ میں حضرت امام احمد بن حنبل اور حضرت امام اسحاق کے ساتھ حضرت امام عبدالرزاق کے پاس تھا عید الفطر کا دن آیا حضرت عبدالرزاق کے ساتھ عید گاہ کی طرف نکلے ہمارے ساتھ اور بھی بہت سارے لوگ تھے جب ہم واپس لوٹے تو حضرت عبدالرزاق نے ہمیں صبح کے کھانے کی پیش کش کی پھر حضرت امام احمد بن حنبل اور حضرت اسحاق سے

(۲۱) (سیر اعلام ۹/۲۰۳)
(۲۲) (سیر اعلام النبلاء ۹/۲۰۳)

فرمایا میں نے تم سے آج ایک عجیب بات دیکھی ہے تم نے تکبیر کیوں نہیں کہی تو امام احمد بن حنبل اور حضرت اسحاق نے فرمایا اے ابوبکر ہم اس انتظار میں تھے کہ آپ تکبیر کہیں گے تو ہم بھی کہیں گے پھر جب ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے تکبیر نہیں کہی تو ہم نے بھی نہیں کہی تو حضرت عبدالرزاق نے فرمایا کہ میں تمہیں دیکھ رہا تھا کہ تم تکبیر کہو گے تو میں بھی کہوں گا۔ (۲۳)

(فائدہ) یہ دیکھئے کیا عجیب مثال ہے اکابر کے باہمی احترام کی کہ امام احمد بن حنبل جیسے اپنے استاد حضرت امام عبدالرزاق بن ہمام کی کیا قدر کرتے ہیں اور استاد اپنے شاگرد کو کیا عزت دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آج کے استادوں اور شاگردوں میں ایسی محبت قائم فرمادے اور اس کی فکر کی توفیق دیدے۔

کسی کو حقیر نہ سمجھو

حکایت نمبر (۲۵) حضرت ابوسعد سمعانی فرماتے ہیں:

میں بروجرد شہر میں داخل ہوا وہاں اس شہر کی جامع مسجد میں حدیث کا ایک جز لکھنے بیٹھ گیا میرے پہلو میں ایک بزرگ بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے پوچھا کیا لکھ رہے ہو تو میں نے ان کے سوال کی قدر نہ کرتے ہوئے کہا حدیث۔ تو انہوں نے پوچھا کس کی حدیث میں نے کہا اہل مرو کی طرف سے تو انہوں نے پوچھا کہ تم مرو کے علماء حدیث میں سے کس کو جانتے ہو میں نے کہا عبدان وصدقہ بن الفضل اور ابن منیر کو تو انہوں نے کہا کہ عبدان کا نام کیا ہے؟ میں نے کہا عبداللہ بن عثمان پھر میں نے اس بزرگ کی طرف ادب کی نگاہ سے دیکھا پھر انہوں نے پوچھا کہ عبدان یہ لقب کیوں ہے؟ تو میں نے کہا کہ شیخ سے ہمیں فائدہ ہوگا۔ تو میں نے کہا کہ شیخ

(۲۳) (سیر اعلام النبلاء ۹/۵۶۶)

ہی اس کا جواب دیں۔ تو انہوں نے فرمایا کہ یہ عبدان اس لئے ہے کہ ان کے نام میں بھی عبد آتا ہے اور کنیت میں بھی عبد آتا ہے اس لئے تثنیہ کے صیغے کے ساتھ ان کا لقب عبدان ہے۔ تو میں نے کہا کہ یہ کس شیخ کو ترجیح دے کر روایت کرتے ہیں۔ فرمایا ہمارے شیخ محمد بن طاہر مقدسی کو۔ (۲۴)

(فائدہ) اس واقعہ سے یہ روشنی ملتی ہے کہ کسی کو حقیر نہیں سمجھنا چاہئے ہو سکتا ہے وہ آپ سے بڑا عالم ہو اور آپ کو اس سے فائدہ پہنچے۔

بغیر ادب کے علم سیکھنا

حکایت نمبر (۲۶) حضرت ابوالنضر الفقیہ فرماتے ہیں میں نے حضرت بُوشَنجی سے سنا کہ جو شخص علم وفقہ بغیر ادب کے حاصل کرنا چاہتا ہے تو وہ اللہ اور رسول پر جھوٹ بولنا چاہتا ہے۔

(فائدہ) اس سے یہ نصیحت ملتی ہے کہ طالب علم کو دین وعلم کی سمجھ حاصل کرنے کے لئے ادب کا طریقہ اختیار کرنا چاہئے۔ باادب بانصیب ہوتا ہے اور بے ادب بے نصیب ہوتا ہے۔

اچھے طالب علم کی قدر

حکایت نمبر (۲۷) حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں اور حضرت یحیٰ بن معین دونوں صنعاء شہر میں گئے میں حضرت عبدالرزاق بن ہمام (شاگرد امام ابوحنیفہ) کی خدمت میں ان کی بستی میں چلا گیا اور حضرت یحیٰ پیچھے رہ گئے میں نے آگے پہنچ کر کے ان کے دروازے کو کھٹکھٹایا تو مجھے ایک سبزی فروش نے ان کے گھر کے سامنے کہا

(۲۴)(سیر اعلام النبلاء ۱۰/۲۷۲)

رک جاؤ۔ دروازہ نہ کھٹکھٹاؤ کیونکہ شیخ کی بڑی ہیبت ہے۔ پھر میں کے انتظار میں بیٹھ گیا حتی کہ مغرب سے کچھ پہلے کا وقت ہوا آپ نکلے تو میں جلدی سے ان کے پاس پہنچا میرے ہاتھ میں کچھ احادیث لکھی ہوئی تھیں جن کو میں نے منتخب کیا تھا میں نے ان کو سلام کیا اور کہا اللہ آپ پر رحمت فرمائے مجھے یہ احادیث بیان فرمادیں میں مسافر آدمی ہوں انہوں نے جھڑک کر فرمایا کون ہو؟ میں نے کہا احمد بن حنبل تو انہوں نے اپنے آپ کو چھوٹا سمجھا اورر مجھے اپنے سینے سے لگایا اور فرمایا تم خدا کی قسم ابوعبداللہ ہو پھر انہوں نے وہ احادیث میری لکھی ہوئی لے لیں اور ان کو پڑھنا شروع کیا یہاں تک کہ اندھیرا ہو گیا۔ پھر سبزی فروش سے فرمایا چراغ لے آؤ حتی کہ مغرب کا وقت نکل گیا حضرت عبدالرزاق مغرب کی نماز تاخیر سے پڑھا کرتے تھے۔ (۲۵)

(فائدہ) اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر طالب علم اہمیت کا حامل ہو تو استاد کو چاہئے کہ اس کو علم سکھانے میں تاخیر نہ کرے۔

قدر ناشناس طالب علم کی نحوست

حکایت نمبر (۲۸) حضرت عبداللہ بن احمد فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ (احمد بن حنبل) سے سوال کیا آپ نے ابراہیم بن سعد سے کثرت کے ساتھ کیوں علم حدیث نہیں سیکھا جب کہ وہ آپ کے پڑوس میں دار عمارۃ میں رہتے تھے تو انہوں نے فرمایا کہ ہم ان کی مجلس میں ایک مرتبہ حاضر ہوئے انہوں نے ہمیں حدیث سنائی۔ پھر جب دوسری مجلس منعقد ہوئی تو انہوں نے ایک نوجوان کو دیکھا جو بڑی عمر کے لوگوں سے آگے بیٹھ گیا تھا اس پر وہ ناراض ہوئے اور فرمایا خدا کی قسم میں تمہیں ایک سال تک حدیث

(۲۵) (سیر اعلام النبلاء (۱۱/۱۹۲)

بیان نہیں کروں گا۔ پھر وہ فوت ہو گئے حدیث بیان نہ کر سکے۔(۲۶)
(فائدہ) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ طالب علم کو اپنے رفقاء علم کی قدر کرنی چاہئے اور ان کو ان کا مقام دینا چاہئے اور سبقت نہیں کرنی چاہئے اور نہ ان کی ہتک کرنی چاہئے۔

اساتذہ کا تذکرہ احترام سے کریں

حکایت نمبر (۲۹) حضرت عثمان بن خُرّ زاد فرماتے ہیں میں نے حضرت شاذکونی سے سنا انہوں نے فرمایا میرے پاس محمد بن مسلم آئے اور اپنی گفتگو میں محو ہو گئے میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کس شہر کے ہیں انہوں نے کہا رَے کا ہوں آپ کو میری اطلاع نہیں پہنچی کیا آپ نے میری خبر نہیں سنی میں دور حلقوں والا ہوں میں نے کہا کہ حضور ﷺ سے یہ حدیث ان من الشعر حکمة کس نے روایت کیا ہے انہوں نے کہا میرے بعض ساتھیوں نے روایت کیا ہے میں نے کہا وہ کون ہیں کہا ابو نعیم وقبیصہ، میں نے کہا اے غلام درہ لے آؤ تو وہ لے آیا تو میں نے اس کو کہا کہ اس کو پچاس کوڑے مارو تو اس کو پچاس کوڑے مارے گئے پھر میں نے کہا کہ میرے پاس سے حدیث سیکھ کر جاؤ گے؟ مجھے تم پر اعتماد نہیں تم میرے متعلق کہو گے کہ میرے بعض غلاموں نے مجھے یہ حدیث بیان کی ہے۔
(فائدہ) طالب علم جب فاضل ہو جائے تو اس کو اپنے اساتذہ کا احترام کرنا چاہئے برابر سمجھ کر ان پر تذکرہ کے طور پر علم کو بیان نہیں کرنا چاہئے۔

علم سیکھنے کی ترتیب

حکایت نمبر (۳۰) حضرت ابن جریج فرماتے ہیں کہ میں حضرت عطاء

(۲۶)(سیرا علام النبلاء ۱۱/۳۱۷)

کے پاس گیا میں بھی ان جیسی عظمت و شان چاہتا تھا جب ان کے پاس عبداللہ بن عبید بن عمیر بیٹھے ہوئے تھے مجھ سے ابن عمیر نے فرمایا آپ نے قرآن پڑھ لیا؟ میں نے کہا نہیں تو فرمایا کہ جاؤ پہلے قرآن پڑھو پھر علم طلب کرنا میں چلا گیا کافی عرصہ گزرا حتیٰ کہ قرآن پاک پڑھ لیا پھر جب میں حضرت عطاء کے پاس آیا ان کے پاس پھر حضرت عبداللہ بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے پوچھا تم نے فرض سیکھ لئے میں نے کہا نہیں فرمایا پہلے فرض سیکھو پھر علم حاصل کرو چنانچہ میں فرض کی طلب میں لگ گیا پھر حاضر ہوا تو انہوں نے کہا اب تم علم حاصل کرو پھر میں سترہ سال تک حضرت عطاء کی خدمت میں رہا۔ (۲۷)

(فائدہ) اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آدمی کو کس ترتیب سے علم سیکھنا چاہئے۔

لائق شاگردوں کو ترجیح دینا

حکایت نمبر (۳۱) اسماعیل بن عیاش فرماتے ہیں کہ حضرت ابن ابی حسین المکی مجھے اپنے قریب بٹھاتے تھے ان سے محدثین نے فرمایا ہم آپ کو دیکھتے ہیں کہ آپ اس شامی لڑکے کو ہم پر مقدم رکھتے ہیں اور ترجیح دیتے ہیں۔

حضرت ابن ابی الحسین مکی سے ایک دن اس روایت کے متعلق پوچھا جو انہوں نے حضرت شہر بن حوشب کے حوالے سے بیان کی تھی کہ اذا جمع الطعام أربعاً فقد کَمُلَ جب طعام میں چار قسم کی چیزیں جمع ہو جائیں تو وہ کامل ہو جاتا ہے۔ پھر انہوں نے تین چیزیں بیان کیں چوتھی بھول گئے پھر انہوں نے مجھ سے اس کے متعلق پوچھا اور کہا میں نے تمہیں

(۲۷) سیر اعلام النبلاء ۶/ ۳۲۷

کیسے بیان کیا تھا تو میں نے کہا کہ آپ نے ہمیں شھر بن حوشب سے بیان کیا کہ انہوں نے فرمایا کہ جب کھانے میں چار چیزیں جمع ہو جائیں تو وہ کامل ہو جاتا ہے پہلی بات تو یہ ہے کہ حلال کا ہو۔ دوسری یہ کہ جب کھانا رکھا جائے تو اس پر اللہ کا نام لیا جائے۔ تیسرا یہ کہ اس پر کھانے والوں کے ہاتھ زیادہ پڑ رہے ہوں (یعنی اس دستر خوان پر زیادہ لوگ کھانے والے ہوں) اور جب کھانا اٹھایا جائے تو اللہ کی حمد ادا کی جائے۔ تو حضرت ابن ابی حسین مکی لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اب کیسا دیکھتے ہو۔ (۲۸)

(فائدہ) اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ استاد اپنے لائق شاگردوں کو دوسروں پر ترجیح دے سکتا ہے۔

علم نحو کی اہمیت

حکایت نمبر (۳۲) حضرت ابوداود السنجی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت اصمعی سے سنا وہ فرماتے تھے کہ مجھے طالب علم پر سب سے زیادہ خوف اس بات کا ہے کہ وہ نحو کو نہیں جانتا تو وہ ان لوگوں میں نہ شامل ہو جائے جن کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص مجھ پر جھوٹ بولے گا تو وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالے۔ (۲۹)

(فائدہ) جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے اعراب غلط پڑھے گا تو معانی بدل جائیں گے جب معانی بدل جائیں گے تو جھوٹ بن جائے گا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولنے والے کا انجام دوزخ ہے۔ اس لئے جو عالم ہو اس کو چاہئے کہ وہ صرف اور نحو کو ضرور سیکھے۔

---

(۲۸) (سیر اعلام النبلاء ۸/ ۳۱۵)

(۲۹) (سیر اعلام النبلاء ۱۰/ ۱۷۸)

طالب علم کے لئے صحیح نیت

حکایت نمبر (۳۳) حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ جب ہم نے اس علم کو سیکھا تھا تو ہماری اس میں کوئی نیت نہیں تھی پھر اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد نیت بھی عطا فرمادی۔ (۳۰)

(فائدہ) یعنی کوئی بری نیت تو پہلے بھی نہیں تھی مگر بعد میں اللہ تعالیٰ نے خالص نیت عطاء فرمادی۔

حصول علم کے درجات

حکایت نمبر (۳۴) حضرت محمد بن نضر فرماتے ہیں کہ علم کی ابتداء توجہ سے ہوتی ہے پھر اس کو یاد کرنے سے پھر اس پر عمل کرنے سے پھر اس کے پھیلانے سے۔ (۳۱)

(فائدہ) اس روایت میں علم کے حقوق کا بیان کیا گیا ہے کہ علم حاصل کیسے ہوتا ہے اور پھر اس کا حق کیسے ادا کرنا ضروری ہے۔

بے نظیر حافظہ کی انتہاء

حکایت نمبر (۳۵) حضرت ابن طاہر فرماتے ہیں کہ ایک دن بارش ہوئی تو حبال میرے پاس آیا اور کہا کہ میری پانچ سو دینار سے زیادہ قیمتی کتابیں بارش میں ضائع ہوگئی ہیں تو میں نے اس سے کہا کہ ابن مندہ کے بارے میں کہا گیا ہے کہ انہوں نے اپنی کتابوں کے لئے الماری بنائی تھی پھر کہا کہ اگر

(۳۰) (سیر اعلام النبلاء ۴/۴۵۲)
(۳۱) (سیر اعلام النبلاء ۸/۱۷۵-۱۷۶)

میں الماری بنا تا تو مجھے جامع مسجد عمرو بن العاص کی ضرورت پڑتی۔(۳۲)
(فائدہ) اتنی بڑی لائبریری کی ضرورت ہوتی لیکن میں نے اس کے لئے لائبریری نہیں بنائی بلکہ میرے لئے حافظ ہی کافی ہے۔ بارش میرے علم کو ضائع نہیں کرسکتی سچ ہے علم وہ ہے جو یاد ہو اور بروقت کام آئے کتابوں میں علم جمع کرنے کو علم نہیں کہا جاسکتا۔

(۳۲)(سیر اعلام النبلاء ۱۸/ ۴۹۹)

پندرھواں باب

قرآن پاک حفظ کرانے کا صحیح طریقہ
اور حفظ نہ کر سکنے کی وجوہ

اس عنوان کے تحت ہم حضرت مولانا مشرف علی تھانوی دامت برکاتہ کے رسالہ ----- تحفیظ القرآن الکریم ----- سے اقتباس کر کے حفظ کا طریقہ کار اور حفظ نہ ہو سکنے کے موانع نقل کرتے ہیں جن کو انہوں نے بہت تجربوں کے بعد لکھا ہے اساتذہ وطلبہ حفظ اور ان کے سرپرست حضرات کے لئے انمول موتی ہیں ان کا التزام کر کے خاطر خواہ فائدہ حاصل کریں چنانچہ مولانا تحریر فرماتے ہیں۔

جو والدین بڑی تمناؤں اور آرزوؤں سے بچہ کو قرآن پاک حفظ کرانے کے لئے مدارس میں داخل کرتے ہیں اور اساتذہ برسوں کی محنت شاقہ کے باوجود اس کو حفظ کرانے میں کامیاب نہیں ہو پاتے یا والدین کی توقعات سے بہت زیادہ وقت صرف ہو جاتا ہے یا حفظ کرنے کے باوجود بچہ کو قرآن مجید یاد نہیں رہتا اس کی کیا وجوہ ہیں ان کو بیان کیا جاتا ہے۔

حفظ کی رفتار سست ہونے یا حفظ نہ کر سکنے کی وجہ

درجات حفظ میں کسی بچہ کے ناکام ہونے اور نہ پڑھ سکنے یا سست پڑھنے کی متعدد وجوہ ہوتی ہیں۔ بچہ کے بارہ میں کسی استاد کو یہ فیصلہ کرنے سے پہلے کہ ''یہ بچہ نہیں پڑھ سکتا'' ان وجوہ کا جائزہ لینا لازمی ہے جو بچہ کی

طرف سے یا اس کے والدین یا ماحول کی طرف سے پیش آتی ہیں یا خود استاد کی طرف سے موانع ہیں۔ جب تک ان وجوہ کا جائزہ لے کر ان کے ازالہ کی بھرپور کوشش نہ کی جائے اس وقت تک نہ پڑھ سکنے کا فیصلہ کرنا سراسر ناانصافی ہوگا۔ مبادا بچہ کی محرومی کا استاد یا مہتمم یا والدین سے مواخذہ نہ ہو جائے۔

بچہ کی طرف سے موانع

بعض مرتبہ بچہ کی طرف سے ہی موانع پیش آتے ہیں مثلاً (۱) بچہ کا ذہن کمزور ہے--- (ایک ایک آیت کو بیس پچیس مرتبہ کہتا ہے تب یاد ہوتی ہے مگر یاد کرنے کے بعد محفوظ ہو جاتی ہے) (۲) حافظ کمزور ہے۔ (ایک دو مرتبہ کہنے سے الفاظ تو زبان پر چڑھ جاتے ہیں مگر وقتی طور پر یاد ہو جانے کے بعد یاد نہیں رہتا)۔ (۳) فطرتاً شریر ہے۔ (یاد کرنے سے یاد ہو جاتا ہے اور یاد بھی رہتا ہے مگر شرارتوں کی وجہ سے ذہن اس طرف متوجہ نہیں رہتا)۔ (۴) گھر میں دوسرے بہن بھائیوں کا ماحول آزاد ہے ہر وقت کھیل، تفریح، ریڈیو، ٹی وی کا ماحول ہے، یہ وجہ بھی ایک ایک بہت بڑا مانع بنتی ہے۔ (۵) بچہ دماغی یا جسمانی بیماری کا شکار ہے تب بھی اس کی کارکردگی بہتر نہیں ہو سکتی۔ (۶) مسلسل بے توجہی کا شکار رہنے کی وجہ سے دل اچاٹ ہو گیا۔ (۷) جس قرآن مجید میں ناظرہ پڑھا ہے اس میں حفظ نہیں کر رہا بلکہ قرآن مجید بدل دیا گیا۔ یا دوران حفظ قرآن پاک بدل دیا گیا۔ (۸) قاعدہ میں ہجے اور رواں کی مشق نہیں کرائی گئی اور ناظرہ پڑھائے بغیر حفظ شروع کرادیا گیا۔

والدین کی طرف سے موانع

بعض مرتبہ والدین کی طرف سے موانع پیش آتے ہیں۔ مثلاً
(۱) والدین میں ذہنی ہم آہنگی نہیں باپ چاہتا ہے کہ بچہ قرآن مجید حفظ کرے ماں چاہتی ہے انگریزی پڑھے یا اس کے برعکس چاہتے ہیں۔ (۲) والدین تو پڑھاتے ہیں مگر خاندان کا ماحول موافق نہیں۔ (۳) والدین کی طرف سے بچہ کا کماحقہ تعاون نہیں ہوتا ہر وقت ڈانٹ ڈپٹ کا ماحول ہے یا گھر میں پڑھنے اور یاد کرنے کا ماحول فراہم نہیں کیا جاتا۔ (۴) ماں باپ کی غربت وافلاس میں ابتلاء کی وجہ سے گھر میں ہر وقت تنگ دستی کا ذکر رہنا بھی بچہ کی بے رغبتی کا سبب بن سکتا ہے جس سے سست رفتاری لازمی ہے۔ (۵) ماں باپ کا بہت زیادہ لاڈ اور ہر وقت ناز ونعم کا اہتمام بھی رفتار پر اثر انداز ہوتا ہے۔

استاد کی طرف سے موانع

بعض مرتبہ بچوں کے نہ پڑھ سکنے کا سبب استاد کی طرف سے ہوتا ہے۔
(۱) استاد کے پاس بچے زیادہ ہیں اس لئے وہ پوری توجہ مبذول (خرچ) نہیں کرسکتا۔ (۲) استاد کی تنخواہ کم ہے وہ معاشی پریشانی کو دور کرنے کے لئے ٹیوشن پڑھاتا ہے۔ (یا کوئی اور کام کرتا ہے) اس لئے بچوں کو پورا وقت نہیں دے سکتا۔ (۳) استاد کسی پریشانی میں مبتلا ہے اس لئے وہ درس گاہ میں حاضر رہنے کے باوجود ذہناً غائب رہتا ہے۔ جس کا بچوں پر اثر پڑتا ہے۔ (۴) استاد چھٹیاں زیادہ کرتا ہے اور نائب کی نیابت قابل اعتماد نہیں۔ (۵) استاد بچوں کو خود سننے کی بجائے دوسرے بچوں سے سنوانے پر

قناعت کرتا ہے۔(٦) استاد مزاجاً بہت سخت ہے ہر وقت مار پیٹ سے بچوں کو خوف زدہ رکھتا ہے۔(٧) استاد بہت ہی نرم ہے بچے شرارتیں کرتے رہتے ہیں تب بھی وہ سختی نہیں کرتا۔(٨) استاد تبدیل ہو گیا دوسرا اور تیسرا استاد آ گیا جس سے انس میں وقت درکار ہے۔(٩) استاد کا تعلیم کے اوقات میں درجہ سے غائب ہونا طلباء میں فتنہ کو جنم دیتا ہے۔(١٠) استاد میں رغبت الی الامارد (بے ریش لڑکوں کی طرف میلان) کا شبہ(۱) بھی ہو تو اس سے نہیں پڑھوانا چاہئے۔ایسے استاد کو فوراً علیحدہ کر دینا ضروری ہے۔

حفظ کرانے کا طریقہ (تعلیمی ملحوظات)

بچہ کو حفظ شروع کرانے سے قبل اس کو ناظرہ پڑھانا ضروری ہے اور ناظرہ میں اس بات کا لحاظ ازبس ضروری ہے کہ(۱) اگر بچہ ہجوں پر بے تکلف قادر ہو تو رواں پڑھنے میں بھی قطعاً جھجک نہ ہو۔(۲) مخارج اور صفات کی رعایت کا عادی ہو۔ (۳) کسی حرف میں مخرج کے بارہ میں غفلت، صرف توجہ دلانے سے دور ہو جائے۔

اگر بچہ میں ناظرہ کی یہ کیفیت نہیں ہے تو حفظ میں اس خامی کو دور کرنا بچہ کو دوہری مشقت میں مبتلا کر دے گا۔اگر ناظرہ میں یہ کمی دور ہو گی تو انشاء اللہ بہت جلد حفظ ہو جائے گا اور نہ صرف حافظ ہو جائے گا بلکہ نصف قاری بھی ہو جائے گا۔

حفظ شروع کرانے کے لئے طریق کار پر عمل کریں

جو کہ استاد اور شاگرد دونوں کے لئے راحت اور سہولت کا باعث ہوتا

(۱) اگر کسی استاد کی رغبت خوبصورت بچے کی طرف اس لئے ہے کہ وہ ذہین اور محنتی ہے سبق یاد کر کے سنا دیتا ہے تو یہ رغبت اس کے کمال اور محنت کی وجہ سے ہے مذموم نہیں قابل تعریف ہے۔

ہے۔(۱) استاد سبق بچہ کی صلاحیت کے مطابق نسبتاً کم دے۔(۲) سبق روزانہ پڑھائے حتی المقدور ناغہ نہ کرے۔(۳) پڑھا ہوا سبق جب تک طالب علم سنا نہ لے اگلا سبق نہ پڑھائے۔(۴) سبق کو استاد حدر کے انداز میں مخارج، اخفاء، اظہار، ادغام، غنہ، مد، قصر **تفخیم** اور ترقیق کا پورا لحاظ کر کے بچہ کو خود کہلوائے اور ممکن ہو تو دو یا تین مرتبہ کہلوادے۔ حکم ربانی ہے وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا (اور قرآن کو خوب صاف صاف پڑھو)۔(۵) اوقاف کا خاص خیال رکھا جائے آیت پر وقف کی علامت ہو یا ط۔ ج قف وغیرہ پر اگر درمیان میں وقف کرنا پڑے تو اعادہ جملہ سے ہو--- غلط اعادہ کرنے سے بعض مرتبہ معنی فاسد ہو جاتے ہیں جس سے نماز فاسد ہو (جانے کا خطرہ ہوتا) ہے۔(اور گناہ الگ ہے اور غلطی پختہ ہونے کا بھی اندیشہ ہے)۔(۶) اس بات پر کڑی نظر رہے کہ استاد حروف کو جس طرح ادا کر رہا ہے بچہ اسی طرح ادا کرے اس میں ذرا سی غفلت بچہ میں ہمیشہ کی غلطی پختہ کر دیتی ہے۔ غلطی پر پنسل کا نشان لگا دیں یاد ہو جانے پر مٹا دیں۔(۷) اس بات کی تاکید کی جائے کہ بچہ یاد کرتے وقت بھی جلدی جلدی نہ پڑھے گا بلکہ ہر حرف کی ادائیگی میں مخارج اور صفات کا لحاظ کرے گا۔(۸) متشابہات کے مقام پر سبق کے وقت یہ ہرگز نہ بتایا جائے کہ فلاں جگہ یہ اس طرح آتا ہے بلکہ یہاں جس طرح ہے اس کا تلفظ بچہ کی زبان پر رواں کرا دیا جائے۔(۹) سبق پڑھنے اور یاد کرنے میں اس کی تاکید کی جائے کہ بچہ مصحف (قرآن) کی سطروں پر نظر جمائے رکھے۔ محض استاد کی قراءت کو زبانی سن کر دہرانے کی کوشش نہ کرے۔(۱۰) جب بچہ سبق یاد کر کے سنائے تو معمولی غلطی کو بھی نظر انداز نہ کیا جائے۔ اگر پورا

سبق ایک دم یاد نہ ہو سکے تو دو یا تین قسطوں میں اس طرح یاد کرے کہ ایک قسط یاد کر کے استاد کو سنائے پھر دوسری پھر تیسری اور ان کے ساتھ مکمل سبق سنائے۔
(۱۱) ہر سبق کے بعد گذشتہ ایک ہفتہ کے اسباق ضرور سنے جائیں۔
(۱۲) سات سبق میں اگر کسی جگہ متشابہ لگ جائے تو دونوں مقام کھول کر بچہ کو صرف دکھا کر جو یہاں ہے (جو پڑھنا ہے) اس کا تلفظ دو تین مرتبہ کہلوا کر زبان پر رواں کرا دیا جائے۔ (۱۳) سبق اور سات سبق میں حرف چبانے کا یا غلط پڑھنے کا تحمل کرنا بچہ کو منزل کی شدید مشقتوں میں مبتلا کرتا ہے ایسا ہرگز نہ کرنا چاہئے۔ (۱۴) سبق مغرب اور عشاء کے درمیان یاد کرانا بہت مفید ہوتا ہے۔ اس وقت میں یاد کیا ہوا سبق بچہ صبح آتے ہی سنا کر ذہنی بوجھ سے فارغ ہو جاتا ہے۔ (۱۵) اگر بچہ کو صبح کو سبق یاد نہ ہو تو اس کا صبح کا سارا وقت سبق یاد کرانے میں صرف کرنا اور اس کے لئے بچہ کو کان پکڑوانا، کرسی بنانا، کھڑا کرنا، اس کو مارنا پیٹنا، سب غیر مفید اور لا حاصل ہے۔ ایسی صورت میں بچہ کے سبق کا کام موقوف کر کے اس سے سات سبق اور اس کے بعد منزل کا پارہ سننے پر قناعت کرنی چاہئے، جب وہ ان دونوں کاموں سے فارغ ہو جائے تب سبق کے کام پر دوبارہ مشغول کرنا چاہئے۔ (۱۶) غصہ کے وقت کبھی بچہ کو سزا نہ دے بلکہ پہلے غصہ کو ٹھنڈا کرنے کی تدبیر کرے اس کے بعد مناسب سزا دے۔ (۱۷) مار پیٹ سے حتی المقدور پرہیز کرنا چاہئے اور نہایت محبت و شفقت سے ایک حقیقی باپ سے زیادہ بہتر برتاؤ کرنا چاہئے۔ چہرہ پر مارنا تو جائز ہی نہیں۔ (۱۸) مسابقہ کا عمل بچہ کی کامیابی میں کافی موثر ہے یعنی قریب سبق والوں میں ایک دوسرے سے آگے نکلنے کا ذوق پیدا کرائیں۔ (۱۹) چھوٹی سورتوں کی طرف سے اگرچہ بچہ کو یاد کرنے میں سہولت ہوتی ہے مگر چونکہ یہ ترتیب نظم

موجود (جس طرح حضور ﷺ نے صحابہؓ سے مرتب کرایا) کے خلاف ہے اگر بچہ کی ضرورت سے شروع کرایا گیا ہے تو چند سورتوں کے بعد جب بچہ چل پڑے تو پہلے تیسواں پارہ سورۂ عم کی طرف سے آخر تک پڑھا دیا جائے۔ اس کے بعد پارہ اول سے شروع کرایا جائے۔ آخر کی طرف سے قرآن پاک پڑھانا اگرچہ قدرے سہل ہے مگر سوءادب ہے۔

آخر کی طرف سے حفظ کرانے کی دو صورتیں ہیں ایک صورت یہ ہے کہ آخر پارہ کی ابتداء (عَمَّ يَتَسَاءَ لُوْنَ) سے آخر تک بالترتیب پڑھایا جائے اور اس کے ختم ہونے پر اسی طرح اس سے پہلے کے ہر پارہ کو شروع سے آخر تک بالترتیب پڑھایا جائے اس طرح پڑھانے میں کوئی حرج نہیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ آخری پارہ کو آخری سورت سے شروع کر کے ابتداء پارہ تک موجودہ ترتیب کے خلاف پڑھایا جائے اور اسی طرح دوسرے پاروں کو پڑھایا جائے اس طرح ضرورت سے زائد پڑھانا سوءادب ہے۔

(۲۰) پہلے دس پاروں تک منزل نصف پارہ سے زیادہ نہیں سننی چاہئے اور دس پاروں تک پہنچنے کے بعد ایک پارہ سے کم نہیں ہونی چاہئے۔ (۲۱) سبق، سات سبق یا منزل کا خام سن کر درگزر کرنا بچہ کے لئے مستقبل میں تکالیف کا دروازہ کھولنا ہے جو یقیناً بہت برا ہے۔ (۲۲) سبق پر روزانہ تاریخ ڈالنے سے بچہ کی ذہنی صلاحیتوں کا جائزہ لینے میں بہت مدد ملتی ہے۔ (۲۳) لباس کی صفائی جسم کی پاکیزگی اور جگہ و ماحول کی خوبصورتی بھی حفظ کے طلباء کی ذہنی صلاحیتوں کو جلا بخشتی ہے۔ (۲۴) مسلسل تین چار چھٹیوں کے بعد بچہ آئے تو پہلے اس کے سات سبق کی نگرانی ازبس ضروری ہے اس کے بعد سبق شروع کرانا چاہئے۔ (۲۵) کسی بچہ کا حفظ کرنا جیسے والدین کے لئے سعادت عظمیٰ ہے استاد کے لئے بھی نعمت عظمیٰ ہے طلباء کو

حق تعالیٰ کی نعمت، مہمانان شریعت اور محسنین مقدس سمجھ کر ان کی قدر کرنا چاہئے اور دل سے ان کے لئے دعائیں کرنی چاہئیں۔ (۲۶) تکمیل حفظ کے بعد منزل سنا کر قرآن پاک کے کم از کم تین دور اس طرح مکمل کرنا ازبس ضروری ہیں کہ پہلا دور ایک ایک سپارہ کر کے دوسرا دور دو دو سپارہ کر کے اور تیسرا تین تین سپارے سنا کر۔ اس طرح یاد کیا ہوا قرآن مجید انشاء اللہ جلدی نہیں بھولے گا۔ اس کے بعد روزانہ ایک پارہ حفظ پڑھنے کا معمول زندگی بھر رکھنا چاہئے۔

طلبہء حفظ کیلئے گھر کا ماحول، استاد اور درس گاہ کا انتخاب

حفظ کرانے سے پہلے جن چیزوں کا اہتمام والدین اور سرپرستوں کو کرنا ضروری ہے وہ ہیں گھر کا ماحول، استاد کا انتخاب اور درس گاہ کا انتخاب اس پر بھی حضرت مولانا مشرف علی صاحب تھانوی مدظلہ نے اپنے دوسرے پمفلٹ ---- بچوں کو پہلے قرآن پاک حفظ کرائیے ---- میں تحریر کیا ہے ان کو بھی مضمون کی مناسبت اور ضرورت کے تحت یہاں نقل کیا جاتا ہے۔

گھر کا ماحول

بچہ کے لئے سب سے پہلی درس گاہ اس کا گھر ہے جہاں سے قبول کئے ہوئے اثرات بچہ کے ذہن کی تربیت پر اثر انداز ہوتے ہیں اور سنور نے یا بگڑنے کا باعث بنتے ہیں۔ اس لئے (۱) گھر میں حفظ کرنے والے بچہ کو کسی وقت کسی معاملہ میں بھی دوسرے بچوں سے کمتر نہ سمجھیں۔ (۲) بچہ کو یہ تاثر کبھی نہ دیں کہ اس کا یہ وقت ضائع ہو رہا ہے اور دوسرے بچے علم حاصل کر رہے ہیں۔ (۳) گھر میں حفظ کے بچہ کے لئے ---- پڑھنے کا ایسا

ہی اہتمام کریں جیسے اسکول کے بچوں کے لئے کیا جاتا ہے۔(۴) حفظ کرنے والے بچہ سے دوسرے بچوں کے مقابلہ میں گھریلو کام زیادہ نہ کرائیں بلکہ اس بچہ سے کم کام لیں کیونکہ اس کا کام پہلے ہی بہت اہم اور مشکل (محنت طلب) ہے۔(۵) کپڑے جوتے وغیرہ حفظ کے بچہ کو سب سے اچھے پہنائیں تاکہ اس کے شوق میں اضافہ ہو۔(۶) وقت کے ساتھ ساتھ بچہ کے کام کا جائزہ لیا کریں کہ کتنا کام ہوا اور کیسا ہوا۔

غرض گھر کے ماحول میں حفظ کرنے والے بچہ کو دوسرے بچوں سے زیادہ عزت اور فوقیت دیں تحقیر و تذلیل کا برتاؤ نہ کریں۔ اگر کوئی دوسرا شخص بچہ کے سامنے توہین آمیز بات کرے تو فوراً منع کر دیں۔ (اور ایسی ہی باتوں کا خیال ان بچوں کے متعلق بھی رکھنا چاہئے جو مستقل مدارس میں مقیم رہ کر حفظ کرتے ہیں)۔

استاد کا انتخاب

(۱) بچہ کے لئے ایسے استاد کا انتخاب کریں جو مار کر پڑھانے کے بجائے انتہائی شفقت و محبت سے پڑھانے کا عادی ہو۔ عبادت گزار نیک ہو۔(۲) محنتی اور تجربہ کار ہو، ناغہ نہ کرتا ہو، ٹیوشنوں میں مبتلا نہ ہو، ڈاڑھی اور لباس میں بھی متشرع (دیندار) ہو۔(۳) صاف ستھرا لباس پہنتا ہو۔(۴) زبان میں درشتگی (سختی) نہ ہو ڈانٹ ڈپٹ اور گالیوں کا عادی نہ ہو۔(۵) خود عمر رسیدہ (تجربہ کار) ہو یا عمر رسیدہ (تجربہ کار) افراد کی زیر نگرانی کام کر رہا ہو۔(۶) قاری و عالم ہو یا صرف قاری یا کم از کم حافظ ہو مگر بہت عمدہ تلفظ اور ادائیگی پر قادر ہو۔

درس گاہ کا انتخاب

اسکول کے بچوں کے لئے جیسے اعلیٰ اسکول کا انتخاب کیا جاتا ہے ایسے ہی قرآن پاک کی درس گاہ کے انتخاب میں بھی بہت احتیاط سے کام لینا چاہئے اس لئے کہ محض قرآن پاک پڑھانا کافی نہیں بلکہ صحیح پڑھانا ضروری ہے۔ درس گاہ، استاد اور ماحول میں ایسی کشش پیدا کرنی چاہئے کہ حفظ کا بچہ اسکول کے بچوں کی نسبت زیادہ شوق سے درس گاہ میں جانے کا مشتاق ہو۔

(۱) درس گاہ میں صفائی کا خاص اہتمام ہو۔ (۲) ماحول تعلیمی ہو۔ (۳) مجموعی طور پر بچے صاف ستھرے رہتے ہوں۔ (۴) تعلیم کے ساتھ اساتذہ کی نظر بچوں کی اخلاقی تربیت پر بھی ہو۔ (۵) سیاست کی آلائشوں سے درس گاہ کا ماحول بالکل پاک ہو (۶) درس گاہ کا ماحول طلباء کے لئے کشش کا باعث ہو، ذہنی تفریح کے سامان اور کھیل کے اوقات میں کھیل کا ماحول میسر ہو۔

اگر آپ ان تمام چیزوں کے انتخاب میں کامیاب ہو جائیں تو آپ دیکھیں گے کہ آپ کا بچہ کس شوق سے اور کتنی جلدی قرآن پاک حفظ کر کے پورے خاندان کے لئے نعمت عظمیٰ ثابت ہوگا۔

ضروری ہدایات

(۱) حفظ شروع کرانے سے پہلے بچہ کو ناظرہ قرآن مجید پڑھانے سے حفظ کرنا آسان ہو جاتا ہے اور حفظ کی مدت میں ایک تہائی کمی ہو جاتی ہے۔ (۲) جس قرآن پاک میں حفظ شروع کیا جائے اخیر تک اسی چھاپے کے قرآن پاک میں پڑھنے سے یاد کرنے میں بہت سہولت ہوتی ہے۔

تجربہ سے ثابت ہوا کہ تاج کمپنی کے ۱۳ سطر اور ۱۶ سطر والے قرآن پاک میں یاد کرنا آسان ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہماری اولاد کو حافظ، قاری اور عالم باعمل بنائے آمین۔ یہاں تک مولانا مشرف علی صاحب تھانوی دامت برکاتہم کا مضمون تھا۔

سولہواں باب

قوت حافظہ کے اسباب، حکایات اور نسخہ جات

حفظ کو محفوظ رکھنے کے طریقے

حفظ کو محفوظ رکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ بار بار یاد کیا جائے اس میں لوگوں کی حالتیں مختلف ہیں بعض وہ ہیں جو معمولی تکرار پر کسی چیز کو اچھی طرح حفظ کر لیتے ہیں اور بعض کو بہت سے تکرار کے بعد ہی کچھ حفظ ہوتا ہے۔ پس انسان کو چاہئے کہ وہ حفظ کرنے کے بعد اس کو دہراتا رہے تا کہ حفظ کی ہوئی چیز محفوظ رہے۔(۱)

(حدیث نمبر ۱۴۸)

جناب نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے

تَعَاهَدُوا الْقُرْآنَ فَإِنَّهُ اَشَدُّ تَفَصِّيًا مِنْ صُدُوْرِ الرِّجَالِ مِنَ النَّعَمِ مِنْ عَقُلِهَا(۲)

(ترجمہ) قرآن کو بار بار دہراؤ کیونکہ یہ آدمیوں کے سینوں سے بندھے ہوئے جانوروں کے اعتبار سے بھی جلدی چھوٹ جاتا اور زائل ہو جاتا ہے۔

حکایت:

محدث امام ابو اسحاق شیرازی المتوفی ۴۷۶ھ اپنے سبق کو سو دفعہ

(۱)(الحث علی حفظ العلم امام ابن الجوزی)
(۲)(مصنف ابن ابی شیبہ(۵۰۰/۲) مسند احمد (۴۲۳/۱) طبرانی صغیر (۱۱۰/۱) کنز العمال(۵۹۶۷،۲۷۵۵)

دہراتے تھے۔ (۳)

حکایت:

امام کیا ہراسی المتوفی ۵۰۴ھ اپنے سبق کو ستر دفعہ دہراتے تھے۔ (۴)

حکایت:

امام ابن جوزی فرماتے ہیں ہمیں حضرت حسن بن ابو بکر نیشا پوری نے فرمایا آدمی اس وقت کسی چیز کا حافظ نہیں کہلا سکتا جب تک کہ اس کو پچاس مرتبہ دہرانہ دے۔ (۵)

حکایت:

امام ابن الجوزیؒ فرماتے ہیں کہ ایک فقیہ نے اپنے گھر میں کئی دفعہ سبق کو دہرایا تو اس کے گھر میں موجود بڑھیا نے کہا خدا کی قسم یہ سبق مجھے یاد ہو گیا تو انہوں نے فرمایا کہ میرے سامنے سناؤ تو اس نے سنا دیا پھر کئی دن گزر گئے تو بڑھیا سے کہا کہ مجھے وہ سبق پھر سے سناؤ تو اس نے کہا کہ مجھے یاد نہیں ہے۔ تو فرمایا میں نے اسی لئے بار بار یاد کیا تھا تا کہ میں تیری طرح بھول نہ جاؤں۔ (٦)

حفظ کرنے کے اوقات اور مقامات

جو آدمی کوئی چیز حفظ کرنا چاہے تو اس وقت حفظ کرے جب جمع خاطر ہو

(۳)(الحث علی حفظ العلم امام ابن الجوزی)
(۴)(الحث علی حفظ العلم،امام ابن الجوزی)
(۵)(الحث علی حفظ العلم امام ابن الجوزی)
(٦)(الحث علی حفظ العلم امام ابن الجوزی)

اور جب اس کا دل کسی اور چیز کی طرف مشغول ہو تو اس وقت حفظ نہ کرے۔
اور جس قدر ممکن ہو اتنا یاد کر لے کیونکہ تھوڑا یاد کیا ہوا محفوظ رہتا ہے اور زیادہ یاد کیا ہوا بھول سکتا ہے۔
سحری کے وقت یاد کرنا حفاظ کے ہاں معروف ہے کیونکہ اس وقت طبیعت یکسو ہوتی ہے اور صبح کے وقت اور آدھی رات کے وقت بھی ایسا ہی ہے۔
نہر کے کنارے بیٹھ کر یا سر سبز مقامات پر بیٹھ کر یاد نہ کیا جائے اگر دل حفظ کی طرف متوجہ نہ ہو تو۔
اور ایک دن یا دو دن یاد کرنے میں کبھی کبھی یاد کرنے میں وقفہ بھی کر لیا جائے تا کہ پھر شوق و ذوق سے حفظ کیا جا سکے۔ (۷)

قوت حافظہ کے واقعات

امام احمد بن حنبل

حکایت نمبر (۱)

امام ابوزرعہ رازی سے پوچھا گیا کہ آپ نے جن محدثین مشائخ کو دیکھا ہے ان میں سب سے بڑا حافظ حدیث کون تھا فرمایا امام احمد بن حنبل۔ میں نے ان کی کتابیں جب وہ فوت ہوئے تھے شمار کی تھیں جن کی تعداد بارہ اونٹوں کے بوجھ اٹھانے کے برابر تھی اور یہ سب احادیث ان کو یاد تھی۔ (۸)
امام ابوزرعہ نے فرمایا کہ امام احمد بن حنبل دس لاکھ احادیث کے حافظ تھے۔ (۹)

---

(۷) (الحث علی حفظ العلم امام ابن الجوزی)
(۸) (الحث علی حفظ العلم امام ابن الجوزی)
(۹) (الحث ص ۴۶)

امام جعفر بن محمد الفریابی

حکایت نمبر (۲) آپ نے طلب علم میں مشرق و مغرب کے شہر چھان مارے اور بڑے بڑے اکابر سے علم سیکھا آپ کا شمار اکابر حفاظ میں ہوتا ہے۔

آپؒ جب بغداد میں درس دیتے تھے تو ایک دفعہ شمار کیا گیا تو ان کے سبق کو اونچی آواز سے لکھوانے والوں کی تعداد ''۳۱۶'' تھی ان میں پڑھنے والے تیس ہزار تھے اور سبق لکھنے والے دس ہزار تھے۔ (۱۰)

امام سفیان ثوریؒ

حکایت نمبر (۳)

امام سفیان ثوریؒ اس امت کے اکابر میں سے تھے امام الجرح والتعدیل حضرت یحییٰ بن سعید قطانؒ فرماتے ہیں کہ میں نے سفیان سے زیادہ حافظ حدیث نہیں دیکھا۔

امام سفیان فرماتے ہیں کہ میرے کان جس چیز کو سنتے ہیں محفوظ کر لیتے ہیں حتیٰ کہ میں کسی جھوٹے کے پاس سے گزرتا ہوں تو اپنے کان بند کر دیتا ہوں تاکہ اس کی بات مجھے یاد نہ ہو جائے اور ایک روایت میں جھوٹے کے بجائے قصہ گو کا لفظ آیا ہے۔ (۱۱)

محدث طلحہ بن عمرؒ

حکایت نمبر (۴) امام عبدالرزاق بن ہمامؒ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت معمر نے بیان کیا کہ میں اور امام شعبہؒ اور امام سفیان ثوریؒ اور امام ابن جریج اکٹھے

---

(۱۰) (الحث علی حفظ العلم لابن الجوزی ص ۳۳)۔

(۱۱) (الحث ص ۳۸)

ہو کر شیخ کے پاس گئے اور انہوں نے ہمیں چار ہزار احادیث اپنے حفظ سے لکھوائیں ان کو صرف دو جگہ غلطی لگی اور وہ غلطی بھی نہ ہماری طرف سے تھی نہ ان کی طرف سے بلکہ اوپر سے چلی آرہی تھی۔ یہ شیخ طلحہ بن عمرؒ تھے۔(۱۲)

محدث عبداللہ بن امام ابو داودؒ

حکایت نمبر (۵)

آپ کا نام ابو بکر عبداللہ بن سلیمان بن اشعث ہے آپ سنن ابی داود شریف کے مصنف امام ابو داود کے صاحبزادے ہیں۔ عراق کے محدث ہیں اپنے والد کے ساتھ طلب حدیث کا سفر کیا تھا اور آفاق میں گھومے تھے۔

ایک مرتبہ یہ بجستان کی طرف گئے تو وہاں محدثین جمع ہو گئے اور تقاضا کیا کہ ہمیں حدیث پڑھائیں انہوں نے انکار کر دیا کہ میرے پاس کتاب نہیں ہے انہوں نے کہا ابو داود کا بیٹا ہو تو اس کو کتاب سے کیا غرض۔ جب ان پر غلبہ کیا تو وہ فرماتے ہیں میں نے ان کو تیس ہزار احادیث اپنے حافظہ سے لکھوا دیں پھر جب میں بغداد پہنچا تو بغدادیوں نے کہا کہ یہ لوگوں کے ساتھ کھیلنے گئے تھے پھر انہوں نے مخالفت میں آکر بجستان کا سفر کیا اور میرا بیان کردہ روایات کا نسخہ حاصل کیا اور اس کی نقل کر کے بغداد لے آئے پھر اس کو حفاظ حدیث کے سامنے پیش کیا تو انہوں نے میری چھ احادیث میں غلطی نکالی۔ تین حدیثیں تو ایسی تھیں جن کو مجھے ویسے ہی بیان کیا گیا تھا اور تین احادیث کی روایت میں مجھ سے غلطی ہوئی تھی۔

آپ کا جب انتقال ہوا تو ان کی نماز جنازہ اسی مرتبہ پڑھی گئی ان کے جنازہ پڑھنے والوں کی تعداد تین لاکھ سے زائد شمار کی گئی ہے۔(۱۳)

---

(۱۲)(الحث علی حفظ العلم امام ابن الجوزی)

(۱۳)(الحث علی حفظ العلم امام ابن الجوزی ص ۴۴)

طبّی طور پر حفظ کا اہل

علامہ ابن جوزیؒ لکھتے ہیں جب کسی کا سر برابر نہ ہو یا سر چھوٹا ہو تو یہ آدمی کے ردی دماغ ہونے کی علامت ہے اور اگر سر بڑا ہو لیکن اس کی شکل خوبصورت نہ ہو تو یہ بھی دماغ کے عمدہ ہونے کی دلیل نہیں ہے اور اگر کسی کی گردن موٹی ہے تو اس کے قوت دماغ اور اضافہ دماغ کی دلیل ہے اور جب گردن چھوٹی اور باریک ہو تو اس کی حالت برعکس ہے۔

اور جس کے اعضاء کا تناسب درست نہ ہو تو وہ عقل وفہم میں ردی ہوتا ہے جیسے بڑے پیٹ والا شخص، چھوٹی انگلیوں والا شخص، گول چہرے والا شخص، لمبے قد والا شخص، چھوٹے سر والا شخص اور گوشت سے بھری ہوئی پیشانی والا شخص کم عقل ہوتا ہے۔

اور جب آنکھ پھری ہوئی ہو تو ایسا شخص سست اور بے کار ہوتا ہے اور جس کی ناک پُر گوشت اور موٹی ہو وہ کم فہم ہوتا ہے۔

اور سوکھے چہرے والا ذہین ہوتا ہے، باریک پیٹ والا تیز عقل رکھتا ہے جتنا پیٹ بڑا ہوگا اتنا غبی اور غافل ہوگا۔

اور جب کسی کے اعضاء مناسب ہوں اور صحت اعتدال میں ہو وہ پوری عقل اور وافر فہم رکھتا ہے اس کے لئے علوم کا حاصل کرنا بہت ممکن ہے اور جب کسی پر سوداوی بیماری غالب ہو تو حفظ ضائع ہو جاتا ہے اور جب صفراوی بیماری غالب ہو تو حافظے کو نقصان نہیں ہوتا۔

فقیہ محدث ابراہیم حربی المتوفی ۲۸۵ھ فرماتے ہیں کہ سوداوی بیمار کچھ بھی یاد نہیں کرسکتا صفراوی بیمار حفظ کا اہل ہے اور جب کسی کی طبیعت کا مزاج

ٹھنڈا ہو تو وہ کند ذہن اور کم فہم ہوتا ہے اور ٹھنڈے مزاج کی علامت یہ ہے کہ جس کے چھونے سے ہاتھ کو ٹھنڈک محسوس ہو ایسے مزاج والے شخص کا رنگ سفید ہوتا ہے جسم پر بال کالے رنگ کے اور بھورے ہوتے ہیں۔

اور جس کا طبعی مزاج گرم خشک ہوتا ہے یہ اس کے ذہین' چالاک اور جرأت مند ہونے کی دلیل ہے اور اس کی علامت بالوں کا جسم پر بہت ہونا اور سیاہ ہونا اور گھنگریالہ ہونا ہے۔

اور معتدل مزاج حافظے کے لئے کامل درجہ رکھتا ہے اس کا مالک ذہین فطین ہوتا ہے عقل مند اور بہادر ہوتا ہے اور تمام کاموں میں میانہ روی اختیار کرتا ہے اس مزاج کی علامت یہ ہے کہ اس کے چھونے سے گرمی اور سردی محسوس ہوتی ہے اور درمیانے جسامت کا ہوتا نہ دبلا ہے اور نہ موٹا۔ (۱۴)

حافظہ کے اضافہ کے لئے مجرب نسخے

کسی یادشدہ چیز کا بھول جانا دماغ کے امراض سے متعلق ہے اور یہ عموماً طبیعت کے ٹھنڈے اور مرطوب مزاج کے بگڑنے کی وجہ سے ہوتا ہے جس سے دماغ میں رطوبت ہو جاتی ہے اور یہ رطوبت ہر اس چیز سے بڑھتی ہے جو چیزیں بلغم اور تبخیر پیدا کرتی ہیں زیادہ تر پیاز اور کثرت سے خشک میوے کھانے سے ہوتا ہے۔

دماغ کے فساد کا سبب ٹھنڈک ہوتی ہے اگر یہ ٹھنڈک رطوبت کی وجہ سے ہو تو کوئی چیز محفوظ نہیں رہتی اور اگر خشکی سے ہو تو پرانی باتیں یاد نہیں رہتیں۔ اور اگر خشکی سے ہو تو اس سے دماغ سکڑ جاتا ہے اور اس چٹان کی طرح ہو جاتا ہے جس پر کوئی چیز ٹھہر نہیں سکتی۔

---

(۱۴) (الحث علی حفظ العلم امام ابن الجوزی)

کسی دانشور کا قول ہے میں جتنے ہی خوش حال لوگوں کو ملا ہوں وہ اپنے معبود کو بھول چکے ہیں۔ (۱۵)

نسیان پیدا کرنے والی چیزیں

(۱) کھٹا انار کھانا (۲) پریشان رہنا (۳) قبروں کی تختیاں پڑھنا (۴) رکے ہوئے پانی کو دیکھنا (۵) پانی میں پیشاب کرنا (۶) سولی چڑھے ہوئے کو دیکھنا (۷) جوئیں پکڑ کر زندہ پھینک دینا (۸) چوہے کا جھوٹا کھانا (۹) ترش سیب کھانا (۱۶) (۱۰) چبائے ہوئے لقمہ کو چبانا (۱۱) گناہ کرنا (۱۲) دنیا کا غم کھانا (۱۳) دنیا میں مصروف رہنا (۱۴) سبز دھنیا کھانا (بہت نقصان دہ ہے) (۱۵) گدی پر پچھنا لگوانا (۱۶) نمکین گوشت کھانا (۱۷) گرم روٹی کھانا (۱۸) ہنڈیا سے کھانا (۱۹) زیادہ مزاح کرنا (۲۰) قبرستان میں ہنسنا (۲۱) استنجاء کی جگہ پر وضو کرنا (۲۲) شلوار کا اور سر کے رومال پگڑی وغیرہ کا تکیہ بنانا (۲۳) جنابت کی حالت میں آسمان کی طرف دیکھنا (۲۴) روشن دان سے گھر کا کوڑا کرکٹ پھینکنا (۲۵) اپنا چہرہ یا ہاتھ اپنے کرتے سے صاف کرنا (۲۶) مسجد میں کپڑا جھاڑنا (۲۷) بائیں پاؤں سے مسجد میں داخل ہونا اور دائیں سے نکلنا (۲۸) پیشاب گاہ سے کھیلنا (۲۹) پیشاب گاہ کو دیکھنا (۳۰) راستے میں پیشاب کرنا (۳۱) پھل دار درخت کے نیچے پیشاب کرنا (۳۲) راکھ میں پیشاب کرنا (۳۳) شرم گاہ کی طرف دیکھنا (۳۴) حجام کے شیشے میں دیکھنا (۳۵) ٹوٹے ہوئے کنگھے سے کنگھا کرنا وغیر ذلک۔ (۱۷)

---

(۱۵) (الحث علی حفظ العلم امام ابن الجوزی)
(۱۶) (الحث علی حفظ العلم ص ۱۸)
(۱۷) (فتاویٰ شامی ۱/۲۲۵ بحوالہ رسالہ سید عبدالغنی نابلسیؒ)

(۳۶) اونٹوں کی قطار میں چلنا (۳۷) کپڑے سے گھر میں جھاڑو دینا (۳۸) دریا کی طرف ہمیشہ دیکھنا (۳۹) جنابت کی حالت میں کھانا کھانا (۴۰) مچھلی کھانا (۴۱) دودھ زیادہ پینا (۴۲) لوبیا زیادہ کھانا (۴۳) سوکھا گوشت ہمیشہ کھانا۔ (۱۸)

(فائدہ) علامہ انور شاہ کشمیریؒ کا حافظہ تو ضرب المثل ہے آپ کھٹی چیزوں کے کھانے سے پرہیز کرتے تھے حتیٰ کہ آم تک استعمال نہیں کرتے تھے۔ میٹھے آم کے متعلق فرماتے تھے کہ اس میں کچھ کھٹاس ہوتی ہے۔

حافظہ بڑھانے کی چیزیں

حضرت علیؓ فرماتے ہیں میٹھا انار کھایا کرو کیونکہ یہ معدہ کو درست کرتا ہے۔

ایک شخص نے حضرت علیؓ کے سامنے نسیان (بھولنے) کی شکایت کی تو آپؓ نے فرمایا کندر کو استعمال کرو کیونکہ یہ دل کو مضبوط کرتا ہے اور نسیان کو دور کرتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ گدی کے بال منڈانا حافظہ میں اضافہ کرتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی فرماتے ہیں ایک تولہ کندر اور ایک تولہ شکر لے کر دونوں کو اچھی طرح پیسو پھر ان کو نہار منہ کھاؤ یہ نسیان کے لئے اچھا علاج ہے۔

امام زہریؒ فرماتے ہیں کہ شہد کھایا کرو یہ حافظہ کے لئے عمدہ چیز ہے۔

اور آپؒ نے فرمایا جس آدمی کو یہ بات اچھی لگے کہ وہ احادیث کو یاد کر سکے تو اس کو چاہئے کہ کشمش کھائے۔

---

(۱۸) (الرحمۃ فی الطب والحکمۃ امام سیوطی مترجم ص ۲۱۴)

حکایت

علامہ جعابی فرماتے ہیں کہ میں حافظے میں بے کار تھا مجھے حکماء نے کہا دودھ کی چھاچھ کے ساتھ روٹی کھایا کرو چنانچہ میں نے چالیس دن صبح اور شام یہ کھایا اس کے علاوہ کچھ نہیں کھایا جس سے میرا ذہن صاف ہو گیا اور میرا حافظہ اتنا اچھا ہو گیا کہ میں ایک دن میں تین سو حدیثیں یاد کر لیتا تھا۔ (۱۹)

حفظ قرآن کیلئے مجرب عملیات اور نسخہ جات

جن افراد کو قرآن کریم حفظ کرتے وقت یاد نہ ہوتا ہو یا یاد ہو جانے کے بعد بھول جاتے ہوں ان کے لئے ذیل میں چند مجرب عملیات اور نسخہ جات نقل کرتا ہوں تا کہ جن کا حافظہ کمزور ہو نسیان کثرت سے ہوتا ہو ان کی یہ شکایت دور ہو جائے اور حفظ قرآن میں ممد و معاون ثابت ہوں۔ چنانچہ ہم پہلا عمل حضرت مولانا شیخ الحدیث محمد زکریا صاحب قدس سرہ کی کتاب فضائل قرآن سے نقل کرتے ہیں۔

پہلا عمل

امام ترمذی اور امام حاکم نے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں قرآن پاک میرے سینے سے نکل جاتا ہے جو

---

(۱۹) (الرحمۃ)

یاد کرتا ہوں وہ محفوظ نہیں رہتا۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں تجھے ایسی ترکیب بتلاؤں کہ تجھے بھی نفع دے اور جس کو تو بتلائے اس کے لئے بھی نافع ہو اور جو کچھ تو سیکھے وہ محفوظ رہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دریافت کرنے پر حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب جمعہ کی شب آوے تو اگر یہ ہو سکتا ہو کہ رات کے اخیر تہائی حصہ میں اٹھے تو یہ بہت ہی اچھا ہے کہ یہ وقت ملائکہ (فرشتوں) کے نازل ہونے کا ہے اور دعا اس وقت میں خاص طور سے قبول ہوتی ہے اسی وقت کے انتظار میں حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے کہا تھا۔

سَوفَ أستَغفِرُ لَكُم رَبِّی

یعنی عنقریب میں تمہارے لئے اپنے رب سے مغفرت طلب کروں گا (یعنی جمعہ کی رات کے آخری حصہ میں) پس اگر اس وقت میں جاگنا دشوار ہو تو آدھی رات کے وقت اور یہ بھی نہ ہو سکے تو پھر شروع ہی رات میں کھڑا ہو اور چار رکعت نفل اس طرح پڑھ کہ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ یٰس شریف پڑھے اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ دخان اور تیسری رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۂ الم سجدہ (۲۰) اور چوتھی رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۂ ملک پڑھے اور جب التحیات سے فارغ ہو جائے تو اول حق تعالیٰ شانہ کی خوب حمد وثنا کر، اس کے بعد مجھ پر درود اور سلام بھیج، اس کے بعد تمام انبیاء پر درود بھیج اس کے بعد تمام مومنین کیلئے اور ان تمام مسلمانوں بھائیوں کیلئے جو تجھ سے پہلے مر چکے ہیں استغفار کر، اور اس کے بعد یہ دعا پڑھ۔

(۲۰) ترتیب قرآنی میں یہ سورت پہلی دونوں سورتوں سے مقدم ہے۔ مگر اول تو نوافل میں فقہاء نے اس قسم کی گنجائش فرمائی ہے۔ دوسرے نوافل کا ہر دوگانہ مستقل نماز کا حکم رکھتا ہے اور اس دوگانہ کی دونوں سورتیں آپس میں مرتب ہیں اس لئے کوئی کراہت نہیں۔ (هكذا في الكوكب الدري وهامشه.)

(فائدہ) دعا آگے آرہی ہے اس کے ذکر سے قبل مناسب ہے کہ حمد وثنا وغیرہ جن کا حضور ﷺ نے حکم فرمایا ہے دوسری روایات سے جن کو شروح حصن حصین اور مناجات مقبول وغیرہ میں نقل کیا ہے مختصر طور پر ایک ایک دعا نقل کردی جائے تاکہ جو لوگ اپنے طور سے نہیں پڑھ سکتے وہ اس کو پڑھیں، اور جو حضرات خود پڑھ سکتے ہوں وہ اس پر قناعت نہ کریں بلکہ حمد و صلاۃ کو بہت اچھی طرح سے مبالغہ سے پڑھیں، دعا یہ ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ عَدَدَ خَلْقِهٖ وَرِضَا نَفْسِهٖ وَزِنَةَ عَرْشِهٖ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهٖ، اَللّٰهُمَّ لَا اُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الْهَاشِمِيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ واَصحَابِهِ الْبَرَرَةِ الْكِرَامِ وَعَلٰى سَائِرِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَالْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِجَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ اِنَّكَ سَمِيْعٌ مُّجِيْبُ الدَّعْوَاتِ.

(ترجمہ) تمام تعریف جہانوں کے پروردگار کے لئے ہے، ایسی تعریف جو اس کی مخلوقات کے اعداد کے برابر ہو، اس کی مرضی کے موافق ہو، اس کے عرش کے وزن کے برابر ہو، اس کے کلمات کی سیاہیوں کے برابر ہو۔ اے اللہ! میں تیری تعریف کا احاطہ نہیں کرسکتا تو ایسا ہی ہے جیسا کہ تو نے اپنی تعریف خود بیان کی۔ اے اللہ! ہمارے سردار نبی اُمی اور ہاشمی پر درود و سلام اور برکات نازل فرما، اور تمام نبیوں اور رسولوں اور ملائکہ مقربین پر بھی۔ اے ہمارے رب! ہماری اور ہم سے پہلے مسلمانوں کی مغفرت فرما،

اور ہمارے دلوں میں مومنین کی طرف سے کینہ پیدا نہ کر۔ اے ہمارے رب! تو مہربان اور رحیم ہے۔ اے الہ العالمین! میری اور میرے والدین کی اور تمام مومنین اور مسلمانوں کی مغفرت فرما۔ بے شک تو دعاؤں کو سننے والا اور قبول کرنے والا ہے۔

اس کے بعد وہ دعا پڑھے جو حضور اقدس ﷺ نے حدیث بالا میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تعلیم فرمائی اور وہ یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِیْ بِتَرْکِ الْمَعَاصِیْ اَبَدًا مَّا اَبْقَیْتَنِیْ وَارْحَمْنِیْ اَنْ اَتَکَلَّفَ مَالَا یَعْنِیْنِیْ وَارْزُقْنِیْ حُسْنَ النَّظَرِ فِیْمَا یُرْضِیْکَ عَنِّیْ، اَللّٰهُمَّ بَدِیْعَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ ذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ وَالْعِزَّةِ الَّتِیْ لَا تُرَامُ! اَسْئَلُکَ یَا اَللّٰهُ یَارَحْمٰنُ بِجَلَالِکَ وَنُوْرِ وَجْهِکَ اَنْ تُلْزِمَ قَلْبِیْ حِفْظَ کِتَابِکَ کَمَا عَلَّمْتَنِیْ، وَارْزُقْنِیْ اَنْ اَقْرَأَهٗ عَلَی النَّحْوِ الَّذِیْ یُرْضِیْکَ عَنِّیْ. اَللّٰهُمَّ بَدِیْعَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ ذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ وَالْعِزَّةِ الَّتِیْ لَاتُرَامُ اَسْئَلُکَ یَا اَللّٰهُ یَارَحْمٰنُ بِجَلَالِکَ وَنُوْرِ وَجْهِکَ اَنْ تُنَوِّرَ بِکِتَابِکَ بَصَرِیْ وَاَنْ تُطْلِقَ بِهٖ لِسَانِیْ وَاَنْ تُفَرِّجَ بِهٖ عَنْ قَلْبِیْ وَاَنْ تَشْرَحَ بِهٖ صَدْرِیْ وَاَنْ تَغْسِلَ بِهٖ بَدَنِیْ فَاِنَّهٗ لَایُعِیْنُنِیْ عَلَی الْحَقِّ غَیْرُکَ وَلَا یُؤْتِیْهِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ.

(ترجمہ) اے الہ العالمین! مجھ پر رحم فرما کہ جب تک میں زندہ ہوں گناہوں سے بچتا رہوں، اور مجھ پر رحم فرما کہ میں بے کار چیزوں میں کلفت نہ اٹھاؤں اور اپنی مرضیات میں خوش نظری مرحمت فرما۔ اے اللہ زمین اور آسمانوں کے بے نمونہ پیدا کرنے والے، اے عظمت اور بزرگی والے، اور اس غلبہ یا عزت کے مالک جس کے حصول کا ارادہ بھی ناممکن ہے۔ اے

اللہ اے رحمٰن! میں تیری بزرگی اور تیری ذات کے نور کے طفیل تجھ سے مانگتا ہوں کہ جس طرح تو نے اپنی کلام پاک مجھے سکھادی اسی طرح اس کی یاد بھی میرے دل سے چسپاں کردے، اور مجھے توفیق عطا فرما کہ میں اس کو اس طرح پڑھوں جس سے تو راضی ہو جائے۔ اے اللہ زمین و آسمانوں کے بے نمونہ پیدا کرنے والے، اے عظمت اور بزرگی والے اور اس غلبہ یا عزت کے مالک جس کے حصول کا ارادہ بھی ناممکن ہے۔ اے اللہ اے رحمٰن! میں تیری بزرگی اور تیری ذات کے نور کے طفیل تجھ سے مانگتا ہوں کہ تو میری نظر کو اپنی کتاب کے نور سے منور کردے، اور میری زبان کو اس پر جاری کردے، اور اس کی برکت سے میرے دل کی تنگی کو دور کردے اور میرے سینے کو کھول دے اور اس کی برکت سے میرے جسم کے گناہوں کا میل دھودے کہ حق پر تیرے سوا میرا کوئی مددگار نہیں، اور تیرے سوا میری یہ آرزو کوئی پوری نہیں کرسکتا، اور گناہوں سے بچنا یا عبادت پر قدرت نہیں ہوسکتی مگر اللہ برتر اور بزرگی والے کی مدد سے۔

پھر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے علی! اس عمل کو تین جمعہ یا پانچ جمعہ یا سات جمعہ کر، انشاء اللہ دعا ضرور قبول کی جائے گی۔ قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے مجھے نبی بنا کر بھیجا ہے کسی مومن سے بھی قبولیت دعا نہ چوکے گی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ کو پانچ یا سات ہی جمعہ گزرے ہوں گے کہ وہ حضور ﷺ کی مجلس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ! پہلے میں تقریباً چار آیتیں پڑھتا تھا اور وہ بھی مجھے یاد نہ ہوتی تھیں اور اب تقریباً چالیس آیتیں پڑھتا ہوں اور ایسی ازبر ہو جاتی ہیں کہ گویا قرآن شریف میرے سامنے کھلا رکھا ہے اور پہلے میں حدیث سنتا تھا اور جب اس کو دوبارہ کہتا تھا تو ذہن میں نہیں رہتی تھی اور اب احادیث سنتا

ہوں اور جب دوسروں سے نقل کرتا ہوں تو ایک لفظ بھی نہیں چھوٹتا۔(۲۱)

دوسرا عمل

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ لکھتے ہیں---ھشام بن القاضی بن الحارث، حضرت ابن عباسؓ کی زبانی روایت کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو فرمایا کہ کیا میں تجھے وہ بات بتلاؤں جو جبرائیل علیہ السلام نے مجھے بطور ھدیہ کے دی ہے جس سے حافظہ بڑھتا ہے اور نسیان دور ہوتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یا رسول اللہ ضرور بتلایئے۔آپ ﷺ نے فرمایا کسی تھال یا کٹورے میں زعفران و گلاب کے عرق سے سورۃ الفاتحہ وسورۃ الحشر وسورۃ الواقعہ لکھو پھر آب زمزم یا آب بارش یا کسی صاف پانی سے دھو کر صبح کے وقت تین مثقال (چار ماشہ چار رتی) شکر ملا کر پی جاؤ اور اس کے بعد دو رکعت پڑھو ہر ایک رکعت میں پچاس دفعہ **قل ھو اللہ احد** اور پچاس ہی دفعہ سورۃ الفاتحہ پڑھو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اسلام کے بعد جیسا کہ میں اس روز خوش ہوا کبھی نہیں ہوا تھا کیونکہ اس کا نفع چالیس روز کے بعد ہی شروع ہو گیا۔

ابن شہاب زھری اس کو لکھ کر اپنی اولاد کو پلایا کرتے تھے

عاصم کا قول ہے کہ میں نے پچپن سال کی عمر میں اس کا استعمال شروع کیا پس ہر ایک مہینہ میں میرا حافظہ وفہم بڑھتا گیا۔

تیسرا عمل

امام محمد بن سیرینؒ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ان کے پاس آکر

---

(۲۱) نقلنا ھذا الحدیث وترجمتہ من فضائل القرآن للکاندھلوی (رح) ورواہ الترمذی والحاکم والطبرانی وذکرہ االھیثمی فی مجمع الزوائد.

حافظہ کی شکایت کی آپؒ نے فرمایا کہ ہر روز دو مثقال شکر تری اور ایک مثقال لوبان ذکر ملا کر کھایا کرو اور اس کے بعد اپنی بائیں ہتھیلی پر زعفران کے ساتھ آیت الکری لکھ کر زبان سے چاٹ لیا کرو۔ اس نے ایسا ہی کیا چند روز کے بعد محمد بن سیرین کو اس سے ملاقات کا اتفاق ہوا پوچھا اب تیرا کیا حال ہے؟ کہا! میں نے دس ہزار احادیث یاد کرلی ہیں۔ محمد بن سیرین نے فرمایا یہی عمل کئے جاؤ۔ چند روز کے بعد دوبارہ ملاقات کا اتفاق ہوا پوچھا اب کیا حال ہے؟ کہا! اب تو جو بات سنتا ہوں یاد ہو جاتی ہے۔

چوتھا عمل:

سیدنا علی بن ابی طالبؓ کا قول ہے کہ جو شخص آیات ذیل لکھ کر تین روز تک پیتا رہے اس کا حافظہ وفہم زیادہ ہو جائے اور نسیان دور ہو جائے آیات یہ ہیں۔ اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰہُ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ اللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے لے کر عَلِیْمٌ تک قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَیَسِّرْلِیْ اَمْرِیْ وَاحْلُلْ عُقْدَۃً مِّنْ لِّسَانِیْ یَفْقَھُوْا قَوْلِیْ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ آخر تک وَاللّٰہُ مِنْ وَّرَآئِھِمْ مُّحِیْطٌ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَالشَّمْسِ وَضُحٰھَا آخر تک اٰمَنَ الرَّسُوْلُ (آخر سورت تک) وَالْفَاتِحَۃُ اور الْمُعَوَّذَتَیْنِ ان آیات کو شہد کے پانی سے دھو کر پیا کریں۔ شیخ شہاب الدین احمد بن موسیٰ سے بن حمد نے لکھا ہے کہ ہر روز دس دفعہ اسماء ذیل پڑھا کرے۔ فَفَھَّمْنٰھَا سُلَیْمَانَ سے فٰعِلِیْنَ تک یَاحَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا رَبَّ مُوْسٰی وَھَارُوْنَ وَرَبَّ اِبْرَاھِیْمَ وَیَارَبَّ مُحَمَّدٍ اَجْمَعِیْنَ اُرْزُقْنِی الْفَھْمَ وَارْزُقْنِی الْعِلْمَ وَالْحِکْمَۃَ وَالْعَقْلَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ.

پانچواں عمل:

سورہ یٰس میں اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ایک اسم ہے۔ جو شخص اس کو جان لے اور باوضو ہو کر لکھ کر دھو کر پی جائے اور پانچ روز تک یہ عمل کرتا رہے اللہ تعالیٰ اس پر حکمت کے دروازے کھول دے گا اور دنیا کے اسرار سے واقف کردے گا وہ اسم سورۂ یٰس کے درمیان میں ہے اس کے پانچ کلمات ہیں اور سولہ حرف ہیں چار حرف ساکن ہیں دو حرفوں پر اوپر نقطے ہیں اور دو پر نیچے پس تلاش کرلو

چھٹا عمل:

محمد بن شہاب الزہری کا قول ہے کہ جو شخص دعائے ذیل کسی صاف و پاک برتن میں لکھ کر نہار منہ دھو کر پی جائے تو اس کا حافظہ بہت بڑھ جائے دعا یہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ فَلَا نَسْأَلُ غَیْرَکَ، اَسْأَلُکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ نَبِیِّکَ وَعِیْسٰی رُوْحِکَ وَکَلِمَتِکَ وَاَسْأَلُکَ بِتَوْرَاةِ مُوْسٰی وَاِنْجِیْلِ عِیْسٰی وَزَبُوْرِ دَاوٗدَ وَفُرْقَانِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِمْ اَجْمَعِیْنَ وَاَسْأَلُکَ بِکُلِّ وَحْیٍ اَوْحَیْتَهٗ وَقَضَآءٍ قَضَیْتَهٗ وَسَآئِلٍ اَعْطَیْتَهٗ وَضَالٍّ هَدَیْتَهٗ وَغَنِیٍّ اَفْقَرْتَهٗ وَفَقِیْرٍ اَغْنَیْتَهٗ، وَاَسْأَلُکَ اللّٰهُمَّ بِاَسْمَآئِکَ الَّتِیْ دَعَاکَ بِهَا دُعَاتُکَ فَاسْتَجَبْتَ لَهُمْ، وَاَسْأَلُکَ بِاَسْمَائِکَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَهٗ عَلٰی مُوْسٰی فِی التَّوْرَاةِ، وَاَسْأَلُکَ بِاسْمِکَ الَّذِیْ ثَبَتَ بِهٖ اَرْزَاقُ

اَلْعِبَادِ وَاَسْئَلُکَ بِاَسْمَائِکَ الَّتِیْ وَضَعْتَهٗ عَلَی الْجِبَالِ فَارْسَتْ وَعَلَی النَّهَارِ فَاضَآءَ وَعَلَی اللَّیْلِ فَاظْلَمَ وَاَسْئَلُکَ بِاسْمِکَ الَّذِیْ وَضَعْتَهٗ عَلَی الْاَرْضِ فَاسْتَقَرَّتْ وَاَسْئَلُکَ بِاسْمِکَ الَّذِیْ وَضَعْتَهٗ عَلَی السَّمٰوٰتِ فَارْتَفَعَتْ وَاَسْئَلُکَ بِاسْمِکَ الَّذِی اسْتَقَرَّ بِهٖ عَرْشُکَ وَاَسْئَلُکَ بِاسْمِکَ الْوَاحِدِ الْاَحَدِ الْوِتْرِ الطَّاهِرِ الْمُطَهَّرِ وَبِکِتَابِکَ الْحَقِّ الْمُنَزَّلِ التَّامِّ النُّوْرِ الْمُبِیْنِ اَنْ تُسْلِکَهٗ فِیْ سَمْعِیْ وَبَصَرِیْ وَتُخْلِطَهٗ فِیْ لَحْمِیْ وَدَمِیْ وَتُقَرِّبَهٗ قَلْبِیْ وَتَسْتَعْمِلَنِیْ بِذِکْرِکَ فَاِنَّهٗ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِکَ یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ.

(ترجمہ) اے اللہ میں تجھ ہی سے سوال کرتا ہوں تیرے سوا ہم کسی سے کچھ نہیں مانگتے میں تجھ سے تیرے نبی محمد اور تیرے کلمہ اور روح عیسیٰ اور موسیٰ کی توراۃ اور عیسیٰ کی انجیل اور داؤد کی زبور اور محمد ﷺ کے قرآن جو ان سب پر حکم ہے کے حق سے سوال کرتا ہوں اور میں تجھ سے ہر وحی کی برکت سے جو تو نے وحی کی اور ہر قضاء کی وجہ سے جو تو نے فیصلہ کیا اور ہر سوالی کی وجہ سے جو تو نے اس کو دیا ہو اور اس گمراہ کی وجہ سے جسے تو نے ہدایت کر دی ہو اور اس غنی کی وجہ سے جسے تو نے محتاج کر دیا ہو اور ہر فقیر کی وجہ سے جسے تو نے غنی کر دیا ہو مانگتا ہوں اے اللہ میں تجھ سے ان ناموں کی وجہ سے سوال کرتا ہوں جن سے آج تک تیرے پکارنے والوں نے پکارا اور تو نے ان کی دعا قبول کر لی اور میں تجھ سے ان ناموں کی وجہ سے سوال کرتا ہوں جو تو نے موسیٰ علیہ السلام پر توراۃ میں اتارے اور اس نام کی برکت سے جس سے بندوں کے رزق مقرر ہوئے اور اس نام کی برکت سے جس کے ساتھ تو نے پہاڑ محکم کر دیئے اور دن کو روشن کر دیا اور رات کو اندھیری کر دیا اور زمین

کو ٹھہرا دیا اور آسمانوں کو بلند کر دیا۔ اور عرش کو قرار ادیا اور میں تیرے (واحد، احد، وتر، طاہر، مطہر) پانچوں ناموں کی وجہ سے سوال کرتا ہوں اور تیری نازل شدہ کتاب کی برکت سے جو مکمل نور مبین ہے سے سوال کرتا ہوں کہ تو اس کتاب کو میرے کان آنکھ میں جاری کر دے اور میرے خون و گوشت میں ملا دے اور دل میں جگہ دے اور اپنا ذکر کرنے کی توفیق دے کیونکہ اے رب العالمین تیری طاقت اور قوت کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا۔

ساتواں عمل:

سات دانہ انجیر نے کر پہلے دانہ پر سَنُقْرِئُکَ فَلَا تَنْسٰی دوسرے پر خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَیَانَ تیسری پر کَانَ اللّٰهُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا چوتھے پر رَبِّ قَدْ اٰتَیْتَنِیْ. پانچویں پر قُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا چھٹے پر وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ساتویں پر تَنْزِیْلَ الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ لکھ کر تین روز تک صبح کے وقت ان کو کھایا کریں انشاء اللہ حافظہ میں ترقی ہوگی۔

آٹھواں عمل

بدھ کے روز طلوع آفتاب سے پہلے سات ٹکیا چھوٹی پکائیں اور ہر ایک پر آیات ذیل لکھ کر کھائیں تو حافظہ بڑھے اور نسیان دور ہوگا ایک پر اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ کِتَابًا مُّتَشَابِهًا اَبُوْبَکْرٍ، دوسری پر الٓمّٓ تَنْزِیْلُ الْکِتَابِ عُمَرُ، تیسری پر تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ عُثْمَانَ، چوتھی پر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰی مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَمَا غَوٰی عَلِیٌّ، پانچویں پر اَلَمْ نَشْرَحْ مُحَمَّدٌ، چھٹی پر سورہ فاتحہ وعائشہ، ساتویں پر اٰمَنَ الرَّسُوْلُ فَاطِمَةُ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ.

نواں عمل

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ جو شخص چینی کے نئے پیالے میں عرق گلاب و زعفران کے ساتھ تین دفعہ ظ اور تین دفعہ م اور خاتم سلیمان لکھ کر اس کے نیچے عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ لکھے اور بارش کے پانی یا پاک پانی سے دھو کر پئے گا تو حافظہ ترقی کرے گا اور نسیان دور ہوگا۔

دسواں عمل

جو کی باریک روٹی پر اسماء ذیل لکھ کر بدھ کے روز طلوع آفتاب سے پہلے جو شخص اس کو کھائے گا حافظہ کی ترقی پائے گا اسماء یہ ہیں رو حیائیل. رو قیائیل. مرسیائیل، درد یائیل، صَفًّا صَفًّا اَللّٰهُمَّ افْتَحْ عَلٰى فُلَانِ بْنِ فُلَانَةَ بِالتَّعْلِيْمِ وَالتَّفْهِيْمِ مِنْ عِلْمٍ نَافِعٍ يَارَبَّ الْعَالَمِيْنَ.

گیارہواں عمل

آیات ذیل کسی کاغذ پر لکھ کر منقی (بڑی الائچی) میں لپیٹ کر کھایا کریں۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ سے لے کر فَلَا تَنْسٰى تک اور اَلَمْ نَشْرَحْ مکمل۔ اور اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ يعلم تک۔

بارہواں عمل

یہ دعا اکثر پڑھا کرے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ نَفْسِيْ مُطْمَئِنَّةً تُؤْمِنُ بِلِقَآئِكَ وَتَرْضٰى بِقَضَآئِكَ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ فَهْمَ النَّبِيِّيْنَ وَحِفْظَ

الْمُرْسَلِیْنَ وَالْمَلَائِکَۃِ الْمُقَرَّبِیْنَ اَللّٰھُمَّ عَمِّرْ لِسَانِیْ بِذِکْرِکَ وَقَلْبِیْ بِخَشْیَتِکَ وَسِرِّیْ بِطَاعَتِکَ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا.

تیرہواں عمل

سات دانہ کھجور پر آیات ذیل لکھ کر کھایا کرے پہلی پر رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا سے لے کر آخر تک دوسری پر وَعَلَّمْنٰہُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا، تیسری پر قَالَ لَہٗ مُوْسٰی ھَلْ اَتَّبِعُکَ رُشْدًا تک، چوتھی پر رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَیَسِّرْلِیْ اَمْرِیْ، پانچویں پر سَنُقْرِئُکَ فَلَا تَنْسٰی، چھٹی پر عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ، ساتویں پر اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ.

چودہواں عمل

خاتم غزالی مثلث یعنی بطد زہج واح جس کی شکل یہ ہے

ب	ط	د
ز	ھ	ج
و	ا	ح

لکھ کر اس کے اردگرد آیات ذیل پاک پانی سے دھو کر پیا کریں سات دن تک یہ عمل کریں آیات یہ ہیں۔ وَلَقَدْ آتَیْنَا لُقْمَانَ الْحِکْمَۃَ وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَھُمُ الْقَوْلَ. وَاِنَّ رَبَّکَ لَعَلِیْمٌ حَکِیْمٌ وَلَقَدْ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ وَسُلَیْمَانَ عِلْمًا.

پندرہواں عمل

دنبے کی زبان بھون کر اس کے تین حصے کریں اور پہلے حصے پر قُلْ رَّبِّ زِدْنِی عِلْمًا، دوسرے پر سَنُقْرِئُکَ فَلَا تَنْسٰی، تیسرے پر عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ لکھ کر کھایا کریں کم از کم تین دن تک یہ عمل کریں۔

حافظہ بڑھانے کے طبّی نسخے

اب ذیل میں کچھ نسخے طب سے بھی نقل کرتا ہوں۔

پہلا نسخہ

سیدنا علی بن ابی طالبؓ سے مروی ہے کہ اگر منقی سیاہ تین اوقیہ (۲۲) اصل السوس تین اوقیہ، شکر تری تین اوقیہ، شہد تین اوقیہ، گندم بریان تین اوقیہ، سب کو ملا کر سات دن تک استعمال کریں تو حافظہ نہایت بڑھے اور نسیان دور ہو۔

دوسرا نسخہ

حرمل نصف رطل (۲۳) شہد ایک رطل، حرمل باریک کر کے شہد میں ملائیں اور چالیس روز کے بعد اس کو سات روز میں ختم کریں تو قوت حافظہ زبردست ہو جائے۔

---

(۲۲) ایک اوقیہ کا وزن ساڑھے دس تولہ ہے۔
(۲۳) ایک رطل کا وزن ۳۴ تولہ ڈیڑھ ماشہ ہے۔

تیسرا نسخہ

ہد ہد کا دل بریان کر کے شہد کے ساتھ کھانا بھی یہی فائدہ دیتا ہے۔

چوتھا نسخہ

زنجبیل (سونٹھ) تین تولے مصطگی تین تولے دونوں کو اچھی طرح سے باریک پیس کر ایک پاؤ شہد میں معجون بنا دیا جائے پھر روزانہ آدھا تولہ نہار منہ استعمال کیا جائے۔

پانچواں نسخہ

بیس تولے کندر، چھے تولے کالی مرچ دونوں کو اچھی طرح سے پیس کر محفوظ کر دیا جائے پھر چالیس دن تک روزانہ ایک تولہ ہتھیلی پر رکھ کر چاٹیں۔

چھٹا نسخہ

قرنفل، کندر، حرمل، شکرتری مساوی لے کر سفوف بنائیں اور ہر ایک بقدر ایک درہم اس میں سے استعمال کیا کریں۔ دن میں دو دفعہ استعمال کریں۔

ساتواں نسخہ

کہتے ہیں کہ بھیڑیا کا پتہ پینے سے بھی نسیان دور ہو جاتا ہے۔

آٹھواں نسخہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ جبرائیلؑ آپؐ کے پاس حاضر

ہوئے اور کہا اے محمدؐ آپؐ کی امت میں سے جس کا حافظہ کمزور ہو اس کو چاہئے کہ جمعہ کی رات نئے برتن میں پانی ڈال کر اس پر سورۃ الفاتحہ ستر دفعہ، آیۃ الکرسی ستر دفعہ قل ھو اللہ احد ستر دفعہ المعوذتین ستر دفعہ پڑھے اور پڑھتے وقت اپنی انگلی پانی میں ڈبوئے رکھے پھر کہے لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ستر دفعہ کہے پھر پانی کو پی لے تین روز تک یہی عمل کرے۔

نیز یہ پانی ہر ایک بیماری اور مصیبت سے بھی امان دیتا ہے سات روز تک کریں۔

نواں نسخہ

ایک مبارک پانی ہے جس کو شیوخ الاسلام مثل عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت زید بن حلاب اور زید بن حبیب والولید بن عمر اور زید بن سحنون حضرت زید بن عربی حضرت زید بن اشہب پھر ابن ماجشون پھر امام غزالی جیسے بزرگوں نے قرآن سے استخراج کیا ہے اور کہا ہے یہ پانی زیادتی حفظ فہم کے واسطے نہایت مبارک ہے اور وہ یہ ہے کہ گندم کا آٹا تین مثقال شکر تری تین مثقال اصل السوس مقشر مغزبل تین مثقال، منقے، کشمش، ملح اندرانی، نمک طعام ہر ایک تین مثقال سب ادویہ ملا کر سفوف تیار کر لیں اس کے بعد ایک نیا پیالہ لے کر اس میں بسم اللہ، سورۃ الفاتحہ، سورۃ الاخلاص، المعوذتین، آیۃ الکرسی، آمن الرسول سے آخر سورہ بقرہ قُلِ اللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ سے حِسَابٍ تک، وَتِلْكَ حُجَّتُنَا اٰتَيْنٰهَا اِبْرٰهِيْمَ سے مُسْتَقِيْمٍ تک۔ قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ

صَدْرِیْ سے بَصِیْرًا. قُلْ رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا سے آخر تک، سُوْرَہ یٰسٓ، اَلَمْ نَشْرَحْ آخر تک، اَلْوَاقِعَةُ آخر تک، تَبَارَکَ اللّٰہُ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ اور تَبَارَکَ الَّذِیْ جَعَلَ فِی السَّمَآءِ بُرُوْجًا اور تَبَارَکَ الَّذِیْٓ اِنْ شَآءَ عَلٰی ذٰلِکَ، تَبَارَکَ الَّذِیْ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ اور تَبَارَکَ الَّذِیْ سے مَابَیْنَھُمَا تک، تَبَارَکَ اسْمُ رَبِّکَ ذِی الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ، وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ یَاحَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ نَسْتَغِیْثُ یَا اَللّٰہُ مرتبہ یَا حَیُّ یَاقَیُّوْمُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ یَااللّٰہُ ۳. لکھے اور بارش کے پانی یا پاک صاف پانی سے دھو کر تیرہویں چودہویں پندرہویں چاند کی راتوں میں ستاروں کی روشنی میں پڑا رہنے دے پھر اس پانی کے سات حصے کرے اور اس دوا کے بھی سات حصے کرے اور روزانہ ایک حصہ دواء اور ایک حصہ پانی صبح کے وقت سات روز تک استعمال کرے نہایت مجرب ہے۔

دسواں نسخہ

معجون ذیل جس کو معجون امام شافعی کہتے ہیں زیادتی حفظ اور دفع نسیان کے لئے مجرب ہے پستہ مقشر۔ مویز منقی، سعد کوفی، لوبان ذکر، ہر ایک ایک حصہ شہد خالص تین حصہ معجون بنا کر ہر روز دو مثقال استعمال کریں۔ اور ریاضت، وعمدہ غذا استعمال کریں اور پرہیز ضروری سمجھیں۔

گیارہواں نسخہ

بعض طبیبوں کا قول ہے کہ جو شخص چکور کا پتہ سرد پانی سے پیئے اس کو

نسیان نہیں ہوگا۔

بارہواں نسخہ

ہدہد کا دل عرق گلاب، زعفران اور شہد میں پکا کر کھانے سے بھی یہی فائدہ دیتا ہے۔

تیرہواں نسخہ

ہلیلہ کابلی، لوبان ذکر ایک ایک اوقیہ مصطگی نصف اوقیہ، مویز منقی دو اوقیہ، شہد خالص بارہ اوقیہ ادویہ کو کوفتہ کر کے شہد میں ملا کر معجون بنائیں اور ہر روز اس میں سے بقدر تین درہم استعمال کریں۔

یہ نسخے علامہ سیوطیؒ کی کتاب ''الرحمت فی الطب والحکمت'' اور امام ابن الجوزی کی کتاب الحث علی حفظ العلم سے نقل کئے ہیں قارئین کرام جس میں اپنی سہولت اور فائدہ دیکھیں اس کو عمل میں لائیں۔

حق جل شانہ اپنی رحمت کے طفیل مجھے بھی اور تمہیں بھی قرآن وحدیث کے حفظ کرنے اور حفظ رکھنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ (آمین)

سترہواں باب

غیر حافظ آخرت میں حافظ کس طرح ہو

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

مَن قَرَأ القُرآنَ ثُمَّ مَاتَ قَبلَ أن يَستَظهِرَه أتَاهُ مَلَكٌ فَعَلَّمَه فِي قَبرِه وَيَلقَى اللهَ تَعَالىٰ وَقَدِاستَظهَرَه (۱)

(ترجمہ) جس نے قرآن مجید پڑھا اور حفظ سے قبل (حفظ کے ارادہ سے یا دوران حفظ، مکمل حفظ کرنے سے پہلے) موت آگئی۔ (اس کے پاس ایک فرشتہ آئے گا اور قبر میں ہی اس کو (قرآن) حفظ کرا دے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ سے وہ (متعلم حفظ) اس حالت میں ملاقات کرے گا کہ قرآن کریم کا مکمل حافظ ہوگا۔

(فائدہ) ناظرہ قرآن پاک پڑھنے والوں کو حفظ کی نیت ضرور کرنی چاہئے اور اس نیت سے روزانہ کم از کم ایک آیت حفظ کرنے کا معمول بنالینا چاہئے اگر اللہ تعالیٰ توفیق بخشیں گے تو دنیا ہی میں قرآن کے حافظ بن کر ان فضائل حفظ کے مستحق بن جائیں گے اور اگر دوران حفظ یا قبل از ابتداء یا تکمیل حفظ موت واقع ہوگئی تو بھی روز قیامت حافظ ہوکر اٹھیں گے۔

جو افراد قرآن کریم کو حفظ کر رہے ہیں وہ بھی متذکرہ بالا حدیث کی روشنی میں روز قیامت حفاظ بن کر اٹھیں گے پس جب وہ بھی حافظ ہوں گے تو وہ سب فضائل جو حفظ کر لینے کے بعد انسان کو حاصل ہوتے ہیں وہ ایسے

---

(۱) أخرجه أبو الحسن بن بشران في فوائده، وابن النجار (كنز العمال ج ۱ ص ۵۴۷)

حافظ کو بھی حاصل ہوں گے۔

مومن روز قیامت حافظ بن جائیں گے

(حدیث نمبر۱۴۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِذَا کَانَ یَومُ القِیَامَۃِ یَقرَأُ اللّٰہُ القُرآنَ فَکَأَنَّھُم لم یَسمَعُوہُ فَیَحفَظُ المؤمِنُونَ وَیَنسَاہُ المُنَافِقُون. (۲)

(ترجمہ) جب قیامت کا دن ہوگا اللہ تعالیٰ قرآن کریم کو (خود) پڑھیں گے پس (ایسا معلوم ہوگا) جیسے انہوں (امت محمدیہ) نے (پہلے) نہیں سنا تھا (پس اللہ تعالیٰ سے سن کر) مومن (قرآن کو) یاد کرلیں گے، اور منافق بھول جائیں گے۔

(فائدہ) یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ سے قرآن سن کر حافظ ہوں گے ان کے لئے بھی وہی انعامات اور اعزازات ہوں گے جو احادیث میں حفاظ کے لئے وارد ہوئے ہیں اس لئے کہ وہ فضائل ان حفاظ کے لئے خاص ہیں جو دنیا میں حافظ تھے یا حفظ کررہے تھے اور اسی حالت میں ان پر موت واقع ہوگئی کیونکہ یہ بھی قبر میں فرشتے کے ذریعہ حافظ ہو جائیں گے جیسا کہ اس کا مضمون اور حدیث گذر چکی ہے۔

علماء کے لئے حفظ قرآن لازمی ہے

قرآن پاک کا حفظ کرنا ہر جید مفتی اور محقق عالم وغیرہ کے لئے بہت ضروری ہے اس کے بغیر کوئی بھی عالم علم کے اعلیٰ منزل طے نہیں کرسکتا اس

(۲) رواہ الدیلمی فی مسند الفردوس (کنز العمال ج ۱ ص ۵۵۵).

لئے کہ قرآن ہی تمام علوم اسلامیہ کی اساس اور بنیاد ہے اگر حفظ نہ ہوتو قرآن کریم کے تمام گوشے اس کے سامنے مستحضر نہیں ہو سکتے جبکہ تحقیق وافتاء اور مکمل عالم بننے کے لئے قرآن کا حفظ ہونا لازمی ہے ورنہ نقص لازم ہے۔

حضرت امام محمدؒ کا عجیب واقعہ

یہاں پر حضرت سیدنا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ نقل کرتا ہوں جس کو علامہ زاہد الکوثری رحمۃ اللہ علیہ نے **بلوغ الامانی فی سیرۃ الامام محمد بن الحسن الشیبانی** میں صفحہ پانچ پر نقل کیا ہے لکھتے ہیں کہ

جب امام محمد سن تمیز کو پہنچے تو قرآن کریم کی تعلیم حاصل کی اور اس کا جتنا حصہ ممکن ہوا حفظ کر لیا اور حدیث اور ادب کے اسباق میں حاضر ہونے لگے پس جب امام محمدؒ چودہ سال کی عمر کو پہنچے تو حضرت الامام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں حاضر ہوئے تاکہ ان سے ایک مسئلہ کے متعلق دریافت کریں جو ان کو پیش آیا۔ پس انہوں نے امام صاحب سے اس طرح سے سوال فرمایا۔

آپ اس لڑکے کے متعلق کیا فرماتے ہیں جو عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد اس رات بالغ ہوا کیا وہ عشاء کی نماز لوٹائے؟ فرمایا ہاں! پس امام محمد اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے جوتے اٹھائے اور مسجد کے ایک کونہ میں عشاء کی نماز لوٹائی (اور یہ سب سے پہلا مسئلہ تھا۔ جو انہوں نے امام ابوحنیفہؒ سے سیکھا) جب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو نماز لوٹاتے دیکھا تو اس پر تعجب کا اظہار کیا اور فرمایا اگر خدا نے چاہا تو یہ لڑکا ضرور کامیاب ہوگا اور ایسے ہی ہوا جیسا انہوں نے ارشاد فرمایا تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے امام محمدؒ کے دل میں اپنے دین کی فقہ کی محبت ڈال دی جب سے انہوں نے مجلس فقہ کا جلال

ملاحظہ فرمایا تھا۔ پھر امام محمد فقہ حاصل کرنے کے ارادہ سے امام ابوحنیفہؒ کی مجلس میں تشریف لائے۔ تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا قرآن کریم از بریاد ہے یا نہیں؟ (کیونکہ فقہ کے طالب علم کو امام ابوحنیفہ کے مذہب کے مطابق اس کی سخت ضرورت ہے جب تک کوئی مسئلہ قرآن سے استخراج کرنا اس کے لئے آسان ہوگا وہ اس کو چھوڑ کر دوسری کسی دلیل کی طرف رجوع نہیں کرے گا کیونکہ قرآن مجید امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک دلائل میں درجہ اول کے مقام پر ہے)

پس امام محمدؒ چلے گئے اور سات دن تک غائب رہے پھر اپنے والد ماجد کے ساتھ حاضر ہوئے اور فرمایا کہ میں نے پورا قرآن از بریاد کرلیا ہے اس کے بعد سے امام صاحبؒ کی مستقل طور پر صحبت اختیار کی اور اسلام میں عظیم مجتہد بنے۔

(فائدہ) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے حفظ قرآن کو شرط قرار دینے سے اس امر کی اہمیت معلوم ہوتی ہے اور تجربہ بھی شاہد ہے کہ بغیر حفظ کے عالم کا کام نہیں چل سکتا اس لئے جن بچوں کو عالم بنانا ہو ان کو پہلے حافظ ضرور بنانا چاہئے اور جو عالم بن گئے ان کو بھی چاہئے کہ دورہ حدیث کرنے کے بعد بھی قرآن حفظ کر کے اس سعادت کو ضرور حاصل کریں، مکمل عالم اور اپنے درجات میں اضافے کے مستحق بنیں جو مذکورہ احادیث میں نقل کر چکا ہوں۔ اللہ سب کو توفیق بخشے (آمین)۔

یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ کچھ لوگ پہلے حفظ کرتے ہیں جو بعد میں کتابیں نہیں پڑھتے اگر ایسی بات محسوس ہو تو پہلے کتابیں پڑھوالیں پھر حفظ کرالیں۔ اور اگر کوئی بچہ بارہ سال کی عمر کو پہنچ جائے تو اس کو حفظ شروع نہ کرائیں بلکہ کتابوں میں بٹھائیں ورنہ حافظ بننے کے بعد وہ عموماً کتابوں

کے درجہ میں بیٹھنے کے لئے تیار نہیں ہوتا اور اگر کوئی چودہ سال کی عمر تک حافظ نہ ہو سکے اور اس کو والدین عالم بنانا چاہتے ہیں تو اس کو حفظ چھڑوا کر کتابوں میں بٹھا دیں ورنہ زیادہ عمر ہونے اور خراب ماحول کے دوستوں کی وجہ سے کتابوں میں بیٹھنے کے لئے تیار نہیں ہوگا۔

ایک عجیب واقعہ

حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ تحریر فرماتے ہیں۔

ایک مرتبہ ایک انگریز حاکم شہر سہارنپور (انڈیا) کے بچوں کے ایک مدرسہ میں پہنچا اور بچوں کو تعلیم قرآن اور اس کے حفظ کرنے میں مشغول دیکھا حاکم نے استاد سے سوال کیا کہ یہ کون سی کتاب ہے؟ اس نے بتایا کہ قرآن مجید ہے۔ پھر حاکم نے سوال کیا، کیا ان میں سے کسی نے پورا قرآن حفظ کیا ہے؟ استاد نے کہا ہاں اور چند لڑکوں کی طرف اشارہ کیا۔ اس نے جب سنا تو اسے بڑا تعجب ہوا اور کہنے لگا ان میں سے ایک لڑکے کو بلاؤ اور قرآن میرے ہاتھ میں دے دو میں امتحان لوں گا، استاد نے کہا آپ خود جس کو چاہیں بلا لیجئے چنانچہ اس نے خود ایک لڑکے کو بلایا جس کی عمر ۱۳ یا ۱۴ سال کی تھی اور چند مقامات میں اس کا امتحان لیا۔ جب اسے کامل یقین ہو گیا کہ یہ پورے قرآن کا حافظ ہے تو متعجب اور حیران ہوا اور کہنے لگا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ جس طرح قرآن کے لئے تواتر (اور حفاظت) ثابت ہے کسی بھی کتاب کو ایسا تواتر میسر نہیں ہے محض ایک بچہ کے سینہ سے پورے قرآن کا صحت الفاظ اور ضبط اعراب کے ساتھ لکھا جانا ممکن ہے۔
(بائبل سے قرآن تک از حضرت کیرانویؒ)۔

احادیث ضعیفہ فضائل اعمال میں حجت ہیں

اس کتاب میں بعض احادیث ضعاف بھی نقل کردی گئی ہیں اگرچہ اکثر کئی سندوں سے یا دو سندوں سے کتب احادیث میں مروی ہیں ان سے یہ شبہ نہ کیا جائے کہ اس میں درج بعض فضائل حفظ ضعیف یا غلط ہیں ضعیف احادیث کے فضائل اعمال میں حجت ہونے کے متعلق مکمل تحقیق کے لئے اعلاء السنن کے مقدمہ اول قواعد علوم الحدیث مصنفہ حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی قدس اللہ سرہ کو دیکھ لیں یہاں پر اس کا تھوڑا سا اقتباس اردو میں عرض کرتا ہوں فرماتے ہیں۔

تیسری فصل ضعیف حدیث پر عمل کرنے کے حکم اور اس کی شرائط کے بیان میں ہے جب وہ ایک ہی سند کے ساتھ ہی مروی ہو۔ پس اگر وہ دو سندوں یا زیادہ سندوں سے مروی ہوتو وہ بھی صحیح کے ساتھ ملحق ہوتی ہے اور کبھی حسن کے ساتھ ملحق ہوتی ہے۔ درمختار میں ہے کہ فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پر عمل کیا جا سکتا ہے۔ ابن عابدین (علامہ شامی) اس کے حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ ابن حجر شرح اربعین میں فرماتے ہیں ضعیف حدیث پر عمل اس لئے درست ہے کہ اگر وہ حقیقت میں صحیح ہے تو اس کا حق عمل کرنے سے ادا ہو گیا ورنہ اس پر عمل کرنے سے حلال حرام یا غیر کے حق کا ضائع ہونا مرتب نہیں ہوتا۔ ایک ضعیف حدیث میں ہے۔

مَن بَلَغَه عَنِّی ثَوَابَ عَمَلٍ فَعَمِلَهٗ حَصَلَ لَهٗ أجرُهٗ وَإن لَم أكُن قُلتُه. (۳)

---

(۳) مقدمة إعلاء السنن ج ۱ ص ۵۷ وما بعد.

(ترجمہ) جس کو میری طرف سے کسی کام کے ثواب کی خبر پہنچی پس اس نے اس کام پر عمل کرلیا اس کو اس کا اجر مل جائے گا اگر چہ میں نے اس کی خبر نہیں دی تھی۔

علامہ سیوطیؒ کہتے ہیں اگر روایت میں احتیاط کا پہلو موجود ہو تو احکام میں بھی عمل درست ہے۔ (۴)

(احقر مولف کتاب ہذا عرض کرتا ہے کہ یہی مذہب ہمارے فقہاء احناف کا ہے وہ بھی ضعیف حدیث کو چند شرائط کے ساتھ استنباط احکام میں قیاس شرعی پر ترجیح دیتے اور احکام میں حجت مانتے ہیں حوالہ کے لئے اصول فقہ کی کتابیں ملاحظہ ہوں)۔

اور علامہ مناوی لکھتے ہیں ابوالشیخ ابن حبان کتاب الثواب میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اور ابن عبد البر حضرت انسؓ سے مرفوعاً نقل کرتے ہیں۔

مَن بَلَغَه عَنَ اللهِ شَيٌ فِيهِ فَضِيلَةٌ فَأخَذَبِهٖ إيمَانًا وَرَجَاءً لِثَوَابِه أعطَاهُ اللهُ ذٰلِكَ وَإن لَم يَكُن كَذٰلِكَ. (۵)

(ترجمہ) جس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی چیز کا حکم پہنچے جس کے کرنے میں فضیلت ہو پس اس نے ایمان کی حالت میں اس کو لیا اور ثواب کی امید سے اس پر عمل کیا۔ اللہ تعالیٰ اس کو اس کا وہی ثواب عطا فرماویں گے اگر چہ اس کا وہ ثواب (وارد) نہیں ہوا تھا۔

ان دونوں روایتوں اور محدثین وفقہاء کے اقوال سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ضعیف احادیث بھی حجت ہیں اور فضائل اعمال میں تو تقریباً تمام ائمہ کے ہاں معتبر ہیں۔

---

(۴)(تدريب الراوى)

(۵)حاشية أبو غده على قواعد علوم الحديث ص ۵۷ وابو يعلى الموصلى فى مسنده (فضائل القرآن لابن كثير ج۷ ص ۵۱۲ على آخر تفسيره).

نظم بموقع تکمیل حفظ القرآن

از استاذ یم حضرت مفتی جمیل احمد تھانویؒ سابق مفتی جامعہ اشرفیہ لاہور
یہ بہترین نظم آپ اپنے بچے کے حفظ القرآن کی تکمیل کے موقع پر بطور ہدیہ تہنیت پیش کر سکتے ہیں۔

خدائے وحدہ کا خاص جب احسان ہوتا ہے
تو پتلا خاک کا یوں حافظ قرآن ہوتا ہے

قویٰ کمزور حافظ دیکھ کر ایمان ہوتا ہے
کہ "یسرناہ للذکر" آج تک اعلان ہوتا ہے

"فھل من مدکر" کا یوں ظہور شان ہوتا ہے
کہ کمسن بچہ تک بھی حامل قرآن ہوتا ہے

کتاب اتنی بڑی اور ہفت سالہ بچہ حافظ ہو
کھلے اعجاز پر حساس دل قربان ہوتا ہے

کلاموں میں کلام اللہ کی اک شان عالی ہے
کہ ہر موجود سے اللہ عالیشان ہوتا ہے

وہ دل جس میں کلام اللہ ہو کیا پوچھنا اس کا
یقیناً وہ ہر اک دل سے بڑا ذیشان ہوتا ہے

کلام اللہ دوزخ میں کبھی جا ہی نہیں سکتا
یہ جس رگ رگ میں ہو اس کا بھی یوں حفظان ہوتا ہے

خدا کا وعدہ ہے لاریب قرآن کی حفاظت کا
دل حافظ خدائی جوہروں کی کان ہوتا ہے

شفاعت جبکہ خود قرآن کر دیتا ہے حافظ کی
اعزہ اقربا کا کام بھی آسان ہوتا ہے

ملے حافظ کے ماں اور باپ کو جب تاج نورانی
تو پھر ہر شخص کو اس وقت کا ارمان ہوتا ہے

تلاوت میں جو ایک اک حرف پر دس نیکیاں ہونگی
تو ساری عمر کتنا دیکھئے سامان ہوتا ہے

مبارک ہو میاں محمود (۱) تم کو اس قدر نعمت
کہ تم پر حق تعالیٰ کا بڑا احسان ہوتا ہے

خدا نے آج تو حافظ بنایا تم کو قرآن کا
مگر حافظ وہ ہے جو ماہر قرآن ہوتا ہے

خدا وہ دن کرے تم حافظ و قاری ہو عالم ہو
وہ عالم ہو کہ جس پر سایہ رحمان ہوتا ہے

کرو تم نام روشن خاندان علم و تقویٰ کا
وہ رتبہ پاؤ جو علم و عمل کی جان ہوتا ہے

مبارک ہو تمہارے سب عزیزوں کو مبارک ہو
کہ آغاز اب سے تم پر علم کا فیضان ہوتا ہے

(۱) یہ نظم حضرت مفتی جمیل احمد صاحب تھانویؒ نے مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندیؒ کے پوتے اور ہمارے فاضل دوست مولانا مفتی محمود اشرف عثمانی کے ختم قرآن کے موقع پر لکھی تھی جبکہ انہوں نے سات سال کی عمر میں تکمیل قرآن حکیم کی سعادت حاصل کی۔ مفتی صاحبؒ نے اگلے اشعار میں جن دعاؤں کا ذکر کیا ہے اللہ تعالیٰ نے ان کو پورا کیا کہ اس وقت کے میاں محمود آج دارالعلوم کراچی میں مسند افتاء پر فائز ہیں اور کتب حدیث کی تدریس کرتے ہیں۔

آخری تحفہ

حضرت کرز بن وبرہؒ اولیاء ابدال میں سے تھے آپ فرماتے ہیں شام کے لوگوں میں سے میرا ایک بھائی آیا اور اس نے مجھے ایک ہدیہ پیش کیا اور کہا آپ یہ ہدیہ مجھ سے قبول فرمائیں یہ بہترین ہدیہ ہے۔ میں نے پوچھا اے بھائی یہ ہدیہ تمہیں کہاں سے ملا ہے اس نے کہا یہ مجھے حضرت ابراہیم تیمیؒ نے عطا فرمایا ہے میں نے کہا کیا تم نے حضرت ابراہیم تیمیؒ سے نہیں پوچھا کہ ان کو یہ ہدیہ کس نے دیا تھا؟ کہا کیوں نہیں میں نے ان سے اس کے متعلق پوچھا تھا تو انہوں نے فرمایا تھا میں کعبہ کے صحن میں بیٹھا ہوا تھا اور کلمہ طیبہ اور تکبیر اور تسبیح اور حمد ادا کرنے میں مشغول تھا میرے پاس ایک آدمی آیا اور مجھے سلام کر کے میری دائیں طرف بیٹھ گیا میں نے اپنی عمر بھر میں اس سے زیادہ حسین چہرے والا اور اس سے زیادہ خوبصورت لباس والا اور انتہائی سفید رنگ والا اور زیادہ پاکیزہ خوشبو والا نہیں دیکھا تھا میں نے پوچھا اے اللہ کے بندے آپ کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں؟ فرمایا میں خضر ہوں میں نے عرض کیا آپ میرے پاس کس کام سے تشریف لائے ہیں۔ فرمایا میں آپ کے پاس آپ کو سلام کہنے کے لئے آیا ہوں میں آپ سے اللہ کی رضا کے لئے محبت کرتا ہوں۔ میرے پاس ایک ہدیہ ہے میں چاہتا ہوں کہ وہ آپ کی خدمت میں پیش کروں میں نے پوچھا وہ کیا ہے؟ فرمایا وہ یہ ہے کہ آپ سورج طلوع ہونے سے پہلے اور اس کی زمین پر روشنی پھیلنے کے وقت اور سورج غروب ہونے سے پہلے سورۂ فاتحہ اور قل اعوذ برب الناس اور قل اعوذ برب الفلق اور قل ھو اللہ احد اور قل یا ایھا الکافرون اور آیۃ الکرسی سات مرتبہ پڑھ لیا کریں

اور سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ سات مرتبہ پڑھ لیا کریں اور سات مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا کریں اور مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں کے لئے سات مرتبہ گناہوں کی بخشش مانگا کریں اور سات مرتبہ اپنے لئے اور اپنے والدین کے لئے گناہوں کی بخشش مانگا کریں اور سات مرتبہ یہ دعا کیا کریں۔

اَللّٰھُمَّ افْعَلْ بِیْ وَبِھِمْ عَاجِلًا وَّآجِلًا فِی الدِّیْنِ وَالدُّنْیَا وَالْآخِرَۃِ مَا اَنْتَ لَہٗ اَھْلٌ، اِنَّکَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ.

(اے اللہ! میرے ساتھ اور ان حضرات کے ساتھ جلدی اور بدیر دین، دنیا اور آخرت میں ایسا معاملہ فرما جس کا تو اہل ہے بے شک تو بخشنے والا مہربان ہے۔(۱)

اعتذار والتماس

قرآن کریم اس جہاں میں وہ نعمت بے بہا ہے کہ سارا جہاں آسمان و زمین اور ان میں پیدا ہونے والی مخلوقات اس کا بدل نہیں بن سکتیں۔

انسان کی سب سے بڑی سعادت اور خوش نصیبی اپنی مقدور بھر قرآن کریم میں اشتغال اور اس کو حاصل کرنا ہے اور سب سے بڑی شقاوت اور بدنصیبی اس سے اعراض اور اسے چھوڑنا ہے اس لئے ہر مسلمان کو اس کی فکر تو فرض عین اور ضروری ہے کہ قرآن کریم کو صحت لفظی کے ساتھ پڑھنے اور اولاد کو پڑھانے کی کوشش کرے، اور پھر جس قدر ممکن ہو اس کے معانی اور احکام کو سمجھے اور ان پر عمل کرنے کی فکر میں لگا رہے اور اپنی پوری عمر کا وظیفہ بنائے اور اپنے حوصلے اور ہمت کے مطابق اس کا جو حصہ بھی نصیب ہو جائے اس

(۱) (الارشاد والتطریز فی فضل ذکر اللہ و تلاوۃ کتابہ العزیز امام یافعی یمنی صفحہ ۱۹۲، ۱۹۳)

کو جہان کی سب سے بڑی نعمت سمجھے۔ اور حتی الوسع حفظ کی بھی کوشش جاری رکھے تاکہ روز قیامت حافظ محشور ہو اور مذکورہ انعامات پائے۔

اور آخر میں اللہ تعالیٰ کی ہزاراں ہزار تعریفات ہوں جس نے اس عظیم الشان موضوع پر احادیث نبویہ سے مزین اس رسالہ کی تالیف کی صورت میں قرآن و حدیث کی خدمت کرنے کی سعادت اور توفیق عطا فرمائی ہے، دعا ہے اللہ تعالیٰ آئندہ بھی اس طرح کی خدمات سرانجام دینے کی توفیق عطا فرماتے رہیں اور جو لغزشیں اس رسالہ میں سرزد ہوئی ہوں ان سے درگزر فرمائیں اور جو قارئین کسی طرح کی کتابت یا احقر مولف کی کم علمی اور بے بضاعتی کے سبب نفس مضمون میں غلطی پائیں اس کی اصلاح کے لئے احقر کو متوجہ کر کے ممنون فرمائیں انشاء اللہ آئندہ طباعت میں اصلاح کردی جائے گی۔

شکر نعمت ہائے تو چندانکہ نعمت ہائے تو
عذر تقصیرات ما چندانکہ تقصیرات ما

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ عَدَدَ کُلِّ ذَرَّۃٍ ألف ألف مَرَّۃٍ. اَللّٰہُمَّ صَلِّ علی مُحَمَّدٍ نَبِیِّنَا وَرَسُولِنَا کَمَا یَنبَغِی لِجَلَالِ وَجھِکَ ولِعظِیمِ سُلطَانِکَ.

یا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّم مُضعِفًا أبَدًا
عَلَی النَّبِیِّ کَمَا کَانَت لَکَ الکَلِمُ.

احقر امداد اللہ انور غفر اللہ ذنوبہ وستر عیوبہ

ربیع الاول سن ۱۴۱۱ھ

تاریخ تکمیل اضافات ۲۰ جمادی الثانیہ ۱۴۲۷ھ

فہرست کتب مآخذ ومصادر
قرآن-تفسیر-متعلقات قرآن

قرآن کریم---
فضائل حفظ القرآن- مولانا زکریا کاندھلوی وفات ۱۴۰۲ھ (اردو)
فضائل القرآن- (اردو) امداد اللہ انور-
فضائل قرآن-امام ابن ضریس (عربی)-
فضائل قرآن الکریم وحملتہ فی السنۃ المطھرۃ- محمد بن موسیٰ نصر (عربی)-
فضائل قرآن -امام عماد الدین اسماعیل بن کثیر دمشقی ۷۷۴ھ (عربی)-
فضائل قرآن-ابوعبید (عربی)-
احکام القرآن- مفتی جمیل احمد تھانوی-امداد اللہ انور (عربی)-
الجامع لاحکام القرآن-علامہ قرطبی ابوعبداللہ محمد بن احمد وفات ۶۷۱ (عربی)
تفسیر-امام ابن ابی حاتم (عربی)
تفسیر-علامہ شبیر احمد عثمانی وفات ۱۳۶۹ھ (اردو)
تفسیر خازن-امام علی بن محمد صوفی خازن وفات ۷۴۱ھ (عربی)-
تفسیر امام ابن مردویہ (عربی)-
تفسیر بیضاوی (انوار التنزیل)- عبداللہ بن عمر بیضاوی وفات ۶۸۵ھ (عربی)-
تفسیر القرآن الکریم- امام ابو الفداء اسماعیل ابن کثیر وفات ۷۷۴ھ

(عربی)
تفسیر ماجدی- مولانا عبدالماجد دریابادی وفات ۱۹۷۷ء (اردو)-
تفسیر بحرمحیط- علامہ ابوحیان غرناطی اندلسی وفات ۷۵۴ھ (عربی)-
تفسیر کبیر- امام فخرالدین رازی وفات ۶۰۶ھ (عربی)-
معارف القرآن- مفتی محمد شفیع وفات ۱۳۹۶ھ (اردو)-
الدرالمنثور- علامہ جلال الدین سیوطی وفات ۹۱۱ھ (عربی)-
الاکلیل فی استنباط التنزیل- علامہ جلال الدین سیوطی وفات ۹۱۱ھ (عربی)
اخلاق حملۃ القرآن- امام محمد بن حسین آجری ۳۶۰ھ (عربی)-
التبیان فی آداب حملۃ القرآن- شیخ الاسلام یحیٰی بن شرف نووی ۶۷۶ھ (عربی)-
کتاب المصاحف- امام ابن ابی داود عبداللہ بن سلیمان السجستانی ۲۱۰ھ (عربی)-
الاتقان فی علوم القرآن - علامہ جلال الدین سیوطی وفات ۹۱۱ھ (عربی)-
البرہان فی علوم القرآن- علامہ برہان الدین زرکشی (عربی)-
معترک الاقران فی اعجاز القرآن - علامہ جلال الدین سیوطی - متوفی ۹۱۱ھ (عربی)-
لباب النقول فی اسباب النزول - علامہ جلال الدین سیوطی - وفات ۹۱۱ھ (عربی)-
بیان القرآن- حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی وفات ۱۳۶۲ھ- (اردو)-